SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 22, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم تر الی الذین بدّلوا نعمت اللہ کفرًا واَحَلّوا قومھم دارالبوار۔ جھنم یصلونھا وبئس القرار۔ وجعلوا لِلہ اندادًا لِیَضلوا عن سبیلہ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار۔ قل لعبادیَ الذین امنوا یقیموا الصلوۃ وینفقوا مما رزقنٰھم سرًا وعلانیۃ من قبل ان یاتیَ یوم لا بیع فیہ ولا خلٰل۔

ترجمہ: کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔ جو دوزخ ہے، اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں نے اللہ کی راہ سے بہکانے کے لئے شریک بنا رکھے ہیں، کہہ دو نفع اٹھا لو پھر تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے۔ میرے بندوں کو کہہ دو جو ایمان لائے ہیں، نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ دوستی۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, November 22, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الم تر الی الذین بدّلوا نعمت اللہ کفرًا وأحلّوا قومھم دارالبوار- جھنم یصلونھا وبئس القرار- وجعلوا لِلہ اندادًا لِیتضلوا عن سبیلہ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار- قل لعبادی الذین امنوا یقیموا الصلوۃ وینفقوا مما رزقنٰھم سرًا وعلانیۃ من قبل ان یاتیَ یوم لا بیع فیہ ولا خلٰل-

ترجمہ: کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔ جو دوزخ ہے' اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں نے اللہ کی راہ سے بہکانے کے لئے شریک بنا رکھے ہیں' کہہ دو نفع اٹھا لو پھر تمہیں آگ کی طرف لوٹنا ہے۔ میرے بندوں کو کہہ دو جو ایمان لائے ہیں' نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں' اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ دوستی۔

سورۃ ابرھیم، آیت 30-27

جناب چیئرمین: جزاک اللہ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- الھم صلی علی محمد و علی آل محمد-

Questions and Answers

Mr. Chairman: We may take up the questions now. Question No. 1, Mr. Ilyas Ahmed Bilour.

1. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:30 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that the NAB has recently prepared a report on the oil pricing scandal in the country, if so, the action taken by the Government on that report?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: National Accountability Bureau (NAB) sought information on pricing mechanism/record of Petroleum Products which was provided to them. The also held meetings with the officials of the Ministry of Petroleum and Natural Resources. However, Ministry of Petroleum and Natural Resources has not received any report from NAB.

Mr. Chairman: Any supplementary ?

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا انہوں نے جو information NAB کو دی ہے، کیا وہ اسے ایوان میں پیش کریں گے -

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل (وزیر مملکت برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل): جناب ان کو فراہم کر دی گئی ہیں اور ان سے meeting بھی ہوئی ہے، لیکن ان کی طرف سے کوئی report موصول نہیں ہوئی -

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اس میں کہا گیا ہے کہ آپ کی جو رپورٹ ہے اسے پیش کریں گے-

جناب چیئرمین: آپ report ایوان میں چاہتے ہیں؟

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں جناب۔ جو انہوں نے وہاں دیا ہے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: آپ جو بتائیں گے وہ information ہم ایوان میں دینے کے لیے تیار ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! کیا وزیر موصوف یہ بات بتائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ NAB نے قدغن لگائی تھی کہ بغیر audit کے کچھ رقم جو Oil Companies demand کر رہی تھیں کہ وہ رقم ان کو نہیں دی جائے گی، جب تک اس کا audit نہ کیا جائے، لیکن Finance Ministry نے اس میں سے رقم کا کچھ حصہ بغیر audit کے multinationals کو release کر دیا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: NAB نے صرف pricing mechanism کے سلسلے میں information طلب کی تھی جو ان کو دی گئی ہے اور further اس سلسلے میں کسی قسم کی report ہمیں نہیں بھیجی۔

جناب چیئرمین: جی ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: کیا وزیر محترم یہ بتائیں گے کہ تیل کی قیمتیں جب ستر ڈالر فی بیرل سے زیادہ ہوگئیں، اس وقت جو قیمت مقرر کی گئی تھی ملک میں، اس وقت ساٹھ ڈالر بیرل سے کم ہو گئی ہے، لیکن دو تین مہینوں سے وہی قیمت چلی آ رہی ہے، اس بارے میں وزارت نے کیا کیا ہے اور کیا قوم کو کوئی relief اس بارے میں دی جا سکے گی؟

جناب چیئرمین: مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: جناب والا اس کے لیے fresh question دے دیں۔ یہ NAB سے متعلق ہے کہ جو NAB نے information مانگی تھی اور report انہوں

نے کہا کہ بھیج دی ہے اور ہم نے کہا کہ نہیں پہنچی ہے، تو وہ اس سے متعلق ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین، یہ oil pricing سے ہی متعلق بات ہے اور اس وقت پوری قوم ایک عذاب میں مبتلا ہے اور بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ پوری قوم کا یہ مسئلہ ہے۔ پورا ملک اس سے دوچار ہے۔ ایسی بات تو نہیں ہے کہ اس کے لیے کوئی fresh question کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، ابھی information نہیں ہے تو آپ بعد میں ایوان میں دے دیں۔ اس کا pricing سے link ہے، جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں، اس کا تعلق ہے۔ ٹھیک ہے ابراہیم صاحب؟

2. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:30 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that there is a controversy between Sindh and Balochistan over the water flow measurement, if so, its details; and

(b) whether it is a fact that the telemetry system installed in the country is defective, if so, the steps being taken by the Government in this regard?.

Reply not received.

جناب چیئرمین، جی کاکڑ صاحب any supplementary question?

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب وزارت سے پوچھا گیا ہے کہ is there any controversy....

(مداخلت)

جناب چیئرمین، یہ کل نہیں آیا تھا، ابھی آ گیا ہے۔ آج کے لیے یہ defer ہو گیا

today they have their reply. We could not bring that because it was sent a day before.

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑ ایڈوکیٹ، بلور صاحب کا یہ question ہے کہ

whether it is a fact that there is a controversy between Sindh and Balochistan over the water flow measurement

دوسرا telemetry system کے failure کی وجہ پوچھی گئی ہے ۔ دو مہینے میں یہ جواب منسٹر صاحب سے چل کر پارلیمنٹ ہاوس نہیں پہنچا۔

جناب چیئر مین، آ گیا ہے وہ ۔ جواب سن لیں ۔

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑ ایڈوکیٹ، کیا سینیٹ کی وقعت ختم ہو گئی ہے؟

جناب چیئرمین، جناب سن لیں۔ جتوئی صاحب! سوال نمبر ۲ جو پرنٹ نہیں ہو سکا تھا اس کا جواب کیا آپ کے پاس ہے؟

Mr. Liaquat Ali Jatoi (Minister for Water and Power): Sir, let me tell you. Sir, I have already replied to all the questions but the reply of these two questions was not received. These two questions have already been tabled this morning.

Mr. Chairman: Has it been circulated?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sir, It has been tabled this morning.

صبح میں نے کروا لیا تھا۔

سینیٹر اسفندیار ولی، جناب! ہم سپلیمنٹری کیسے کریں گے؟ This is regarding question No. 3, یہ جو circulate ہوا ہے۔ ہم سوال نمبر ۲ کا کہہ رہے ہیں۔ جب سوال نمبر ۲ کا جواب آئے گا تو اس کی روشنی میں ہم سپلیمنٹری سوال پوچھ سکیں گے۔

Mr. Chairman: It is related to the telemetry system? Can you give an answer to that?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I think, I will do that. Sir, let me tell you that there were some problems between Sindh and Balochistan as far as water sharing at Gudu is concerned. There have been some problems for not providing proper water to Balochistan. So, we are going for revamping of the Feeder so, the proper share of water goes to Balochistan. We have moved the PC-1 also.

ہم نے اس پر دو میٹنگز کی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ water sharing formula پر جو بھی
problem ہے اس کو ہم resolve کریں۔ میں نے اپنی ایک ٹیم چیئرمین ارسا کے ساتھ بھیجی
تھی، وہ وہاں سے ہوکر آئے۔ اس کے بعد میں نے پھر ان سے میٹنگ کی۔ There is no
dispute as far as Rabi season is concerned. Now, that has been resolved
because we want to bring more harmony, we want to bring more
brotherly atmosphere among these provinces. اور خدا کی مہربانی سے پانی کی کوئی
قلت نہیں ہے لیکن فیڈر پر revamping کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے PC-1 move ہو
گئی ہے۔ یہ dispute ابھی نہیں ہو گا۔

Now, as far as telemetry system is concerned, the award has been given much earlier. When I took over, I had a ordered for making this operational. It was operational for 6 months because this is a programme which has been announced by the President of Pakistan to bring credibility and bring four provinces together. There is no controversy; there are no allegations against each other.

کہ فلاں نے میرا پانی زیادہ لے لیا یا فلاں نے پانی کم لیا۔ یہ ۳۲۰ ملین خرچے سے بنا تھا یہ
Siemens والوں نے کیا تھا۔ much before I took over اس پر ہم نے چار، پانچ میٹنگس کی
ہیں۔ And we have found Siemens responsible for this because of not

providing proprer equipment. اس میں سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کی problems ہیں'

US batteries کی problems ہیں' اس کے بعد Prime Minister کی Inspection

Team نے یہ سارا جو اس کا لیا ہے۔

I have also got the findings of the Chairman who had conducted this inquiry. I am holding a meeting on Tuesday because we have all been convinced. We are of this view that the Siemens is responsible for providing a second hand equipment. So, now we have to determine and guide them and give them only some time to improve, otherwise we will refer this case to some accountability agency.

Mr. Chairman. Question. No. 2.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: The honourable Minister was kind enough to give full details about that but I think that if the honourable Minister is saying that, that the Siemens were inefficient and Siemens have given a second- hand machinery and second-hand equipment. I am afraid that how can they give the second hand equipment without the collaboration of the WAPDA people because the WAPDA people have not been paid by the Siemens. Why the WAPDA people have accepted those? So with due respect to the honourable Minister I may say, that you know that the Siemens is a multi-national company. If such a multi-national company is giving such a

دو نمبر جاب' تو اس کا مقصد تو یہ ہے کہ

it is being done with the collaboration of the people of WAPDA No. 1, No. 2. The honourable Minister has said that they are going to held them

accountable. In the same breath he has said that we are going to make them accountable. What accountability? Is the accountability in this country?. Who will be accountable?

جناب چیئر مین، الیاس بلور صاحب let say the Minister -

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Mr. Ilyas Bilour is very well known to me and I am really grateful to him when I said that somebody provided the second hand material, of course, connivance will be there. That is why I am holding a meeting on Tuesday, but if you say that there is no accountability in this country, there I would not agree with you. For the first time, I have got up and given a statement on the floor of this House that anybody who is involved in providing the second-hand equipment will be taken to task.

Mr. Chairman: The Minister is assuring you that there will be proper follow up. We will go to Question No.3.

3. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:30 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that the pace of work on Mangla dam raising project, Katchi Canal and Gomal Zam dam is slow, if so, its reasons and the steps being taken in the regard?

Reply not received.

Mr.Chairman: Any supplementary?

جی، سینیٹر الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: The honourable Minister has accepted that there was delay in both the projects the Mangla and the

Gomal Dam. Here is given the detail of why it was delayed? But I want to say that there is such an important subject, such an important thing because Mangla and Gomal Zam Dam, such a big delay. then,

اللہ حافظ ہے ہمارے ملک کا۔

Escalation is away, escalation is going off, then the prices will go up further. What will happen. Why it is delayed ? There should not be a delay. With that, I want that it should come to the public and the House as well. That's why I put this question. That this, such a long delay, will damage the country and will harm the public also. Thank You.

جناب چیئر مین، لیاقت علی جتوئی۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I think, I wish I to take honourable Member on the site of Mangla raising. It is a very interesting job which needs a lot of concentration, a lot of technical issues, a lot of these things are to be done. You cannot do it in a haphazard manners. Let me tell we were facing a problem of raw material. There were some disputes. We got it resolved. Now it is delayed only from September to January. Only a couple of months in Mangla. Mangla is very important project for us. Mangla raising will provide more electricity to generate. The more electricity is provided, the more water for irrigation, cultivation is there, so therefore, let me, say that I have been there four times. The Prime Minister has been there twice. The President of Pakistan has taken presentation on this at least three times, and we are monitoring this and we do not want in hap-hazard manners to spoil the whole project, only a couple of months.

Mr. Chairman: Mr. Asfandyar Khan.

Senator Asfandyar Wali: Sir, two very small questions that I would want to ask. No. 1- Is it a fact that the Gomal Zam Dam Project was initiated, incidently in 1972-73. So, the delay is not as far as we were made to believe. If a project is initiated in 1972-73 and it is not even on ground in 2006 then I do not think that this is a small delay but quiet a big delay.

And my second question would be: Would the Minister be kind enough to tell us, as he has mentioned the amount that FWO has paid, would he give us the amount of the Chinese firm also, who are already working on it, as to what they have given that had been accepted by WAPDA?

Mr. Chairman: Jatoi Sahib.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sir, it is a very interesting question and I would agree with my honourable colleague, Mr. Asfandyar Wali, but I would ask those governments that why they did not start since 1997? It was the President of Pakistan. Under his vision the work has started on Gomal Zam Dam. It was not done by any other government. No. 1. No. 2. The work was in a full swing that was awarded to Chinese Company: Unfortunately, one of the Chinese was kidnapped; one was killed and one was injured. And this project, basically, was a very important one since it had happened. So, the Chinese brought the case for scrutization and then again they brought the case to enchance at least to give them 60 million US dollar more. So, we took up the case in the ECC because I am not an

authorized person to take a decision and of course, allowing them 60 million US dollars from the exchequer, the kitty, which was not possible for me. And I took it to the ECC and ECC has decided that this must be give n to FWO because they are the ECC and ECC has decided that this must be given to FWO because they are the people can who even look up the security. So, now that we have done it, we have asked for the reasons of delay and of course, as you are rightly saying that the problem is of the security of the area, but we want to see this company as soon as possible and bidding of course is higher because we want to complete this and we do not want to leave it again. And, if we leave it now, then there is more escalation of prices, therefore, we want to start it as soon as possible.

جناب چیئرمین، رضا محمد رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا ، جناب چیئرمین ! Water & Power کی جو سٹنیڈنگ کمیٹی ہے' اس کے چیئرمین جناب مالک صاحب نے سات آٹھ مہینوں سے سفارش کی ہے اور Water & Power کی کوئی meeting نہیں ہو رہی ہے اور یہ جو تین پراجیکٹ ہیں سب میں سے اہم منگلا ریزنگ ، کچھی کینال اور گومل زام ڈیم ہیں اور Standing Committee کے record پرثابت کیا اور کمیٹی نے وہاں کے دورے کیے تو وہاں پر بہت بڑے پیمانے پر غبن ہوئے ایک ارب روپیہ منگلا ریزنگ میں دھوکا کیا ہے اور وہاں پر آپ کی Ministry بھی ملوث ہے۔جہاں تک کچھی کینال کی بات ہے ہم پہلے بھی کہتے رہے ہیں کہ اس کو کوئی نہیں بنائے گا۔اب مشرف صاحب ادھر اعلان کرتے ہیں کہ آپ کو ہم یہ دے رہے ہیں وہاں پر ابھی تک study نہیں ہوئی ۔ جہاں تک گومل زام ڈیم کا تعلق ہے ۔ہماری پوری کمیٹی نے وہاں پر دورہ کیا تھا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ Chinese کو فوجیوں نے اغواء کیا تھا اورانہوں نے مروایا۔

اس لیے کہ FWO والے چاہتے ہیں کہ وہ اس کا ٹھیکہ لے لیں۔ اس وقت ہم نے Floor پر کہا تھا تو کوئی بھی مان نہیں رہا تھا اب خود منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ فوجیوں کو انہوں نے ٹھیکہ دیا اور اس کی اصل پوزیشن یہ ہے کہ گومل زام ڈیم کا جو پراجیکٹ ہے کہ یہ گومل اور زار بھری کا جو پانی ہے اس کو وہ store کرے گا اور 63000/ ایکٹر زمین جو وہاں ریگستان ہے وہ آباد ہوگی اس کے لیے آپ Net پر دیکھ لیں وہاں پر ان لوگوں نے ایک کمیٹی بنا رکھی ہے جس کو NGO یا جو کوئی بھی ہے ۔ اس کی سفارش یہ ہے کہ اس ڈیم کو نہ بنایا جائے ۔تو جناب! یہ فوج کو جو ٹھیکہ دینے کی بات ہے وہ گومل زام ڈیم اور کچھی کینال کو ناکام بنانے کا منصوبہ ہے -----

جناب چیئرمین ، مختصر سوال کریں کیونکہ question hour میں مختصر سوال پوچھا جاتا ہے ۔detail نہیں دیں پھر باقی سوال رہ جاتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب ! میرا یہ سوال ہے۔ان تینوں پراجیکٹس پر بہت بڑے پیمانے پر قومی زیاں ہو رہا ہے -----

جناب چیئرمین، سوال پوچھیں ۔ question hour میں آپ کا سوال کیا ہے ۔؟

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! سوال میرا یہ ہے کہ یہ تمام figures غلط ہیں ۔ اس لیے غلط ہیں کہ منسٹر صاحب جو بھی کہتے ہیں گومل زام ڈیم کا کام شروع ہوگا نہ شروع ہو سکتا ہے ۔ کچھی کینال جو ہے اس کا کام شروع نہ ہو گا ۔ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ محض کاغذ ہیں۔

جناب چیئرمین، ان کا جواب سن لیں باقی سوال رہ جائیں گے ۔ to the point اور ذرا مختصر رکھیں۔ان کا جواب سن لیں---

سینیٹر رضا محمد رضا، میں ان کا جواب اس لیے نہیں سنوں گا کہ اس میں کئی سال گزر گئے ہیں------

جناب لیاقت علی جتوئی۔ یہ سوال کریں گے اور جواب نہیں ملے گا۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین، رضا صاحب تشریف تو رکھیں، جواب تو سن لیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا،ہم نے Standing Committee میں ایک ارب روپے کا ثابت

کیا تو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ غبن ہو ا ہے---

جناب لیاقت علی جتوئی: ہم نے نہیں کیا۔

سینیٹر رضا محمد رضا، اب منگلا ریزنگ ڈیم میں -----

جناب چیئرمین، اب ذرا سن لیں جو بھی آپ نے points raise کیے ہیں ا س پر ان کا تبصرہ سن لیں جواب سن لیں --

سینیٹر رضا محمد رضا، جب تک یہ فوج کو نہیں نکالیں گے تو اس کی تعمیر نہیں ہو گی---

جناب چیئرمین، رضا صاحب تشریف رکھیئے۔ question hour میں مختصر رکھیئے۔ باقی سوال رہ جاتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ہماری ان سے درخواست ہے کہ فوج سے یہ ٹھیکہ واپس لیا جائے ۔ یہ civil کو دیا جائے ۔ اب FWO والے نہیں بنائیں گے۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب ! تشریف رکھیئے ان کو سن تو لیں۔ کمیٹی کا بھی میں دیکھ لوں گا۔

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب! ا گر فوج کی بات ہو رہی ہے تو سب سے پہلے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ کوئی ایسی بات ہے ۔ If you remember سکھر بیراج میں cracks آگئے تھے and it was submerging اس کے piles ختم ہو گئے تھے۔پہلے لوگوں نے چونا اور سیمنٹ اس میں ڈالا تھا ۔ When I discussed it with the President of Pakistan, he was very kind. He infact told his team to go and visit Sukkhar Bairaj.

Sukkhar Bairaj is the life line of irrigation for Province of Sindh یہ میں آپ کو بتا دوں۔ یہ ٹھیکہ FWO کو ملا ۔ انہوں نے کام پورا کیا' Excellant طریقے سے کیا اور انہوں نے پیسے بچائے ہیں ۔یہ الزام لگا دینا کہ یہ ہے ' وہ ہے 'غبن ہے 'یہ without record کسی کے لئے کہہ دینا I don't agree with them. This is what I have to reply on this.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رضا صاحب ! تشریف رکھیں ، یہ cross talk نہ کریں۔ Question Hour میں discussion نہیں ہو رہی ہے۔ رضا صاحب ! مہربانی کرکے تشریف رکھیئے۔ I think we will go to the next question. بلور صاحب ! آپ بول چکے ہیں۔ جی ۔

جناب لیاقت علی جتوئی ، Sir, I will reply it further. یہ اگر کہتے ہیں کہ بلوچستان میں کوئی کام نہیں ہو رہا تو میرانی ڈیم کس نے بنایا ؟ ہم دس دن پہلے وہاں گئے ہیں۔ جو میرانی ڈیم بن رہا ہے اس سے بلوچستان کی زمین سیراب ہو گی۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Raza Sahib, please don't interrupt !

جناب لیاقت علی جتوئی ، میرانی ڈیم کس نے بنایا ؟ یہ صدر صاحب نے بنایا۔ گومل زام ڈیم کس نے بنایا؟ پہلے کیوں نہیں بنایا؟ اب بن رہا ہے ، ہمارے ہوتے ہوئے بن رہا ہے ۔ صدر پاکستان کے کہنے پر بن رہا ہے ۔ ایسے ہی مفت میں نہیں بن رہا ہے۔ اس کے ساتھ گومل زام کا تو ان کو پتا ہی نہیں ہے، میں ان کو جواب کیا دوں؟ انہوں نے دیکھا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، بلور صاحب! آپ پہلے بول چکے ہیں۔ تین سوال ہو چکے ہیں

سینیٹر الیاس احمد بلور، میں صرف ایک اور سوال اس پر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں اس پر تین ہو چکے ہیں۔ چلیں۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Thank you very much sir . Honourable Minister has very rightly said that why the previous government has not made Gomal Zam Dam? I agree with the honourable Minister, but I will request him that this government is here to the last seven years ; the Dam is not completed in seven years, half of the work has not been completed in the seven years and how long it will take further ? For seven years General Musharraf is ruling this country and from seven years the Dam is not completed and further time is required. I

am very astonished to see that sir.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I have been holding these meetings on Gomal Zam. I think, I have tried to explain and clarify myself but my honourable friend from Peshawar who has not met for quite sometime, now he would want to know. We will complete this, Bilour Sahib, it will be completed during our tenure, let me assure you. We want to complete these Dams and we are taking interest to do that.

Mr. Chairman: Q. No.4. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

4. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:31 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the number of Government accommodations constructed for Government employees in Islamabad during the last 10 years; and

(b) the number of Government accommodations required to be constructed to cope with the requirements of those employees?

Syed Safwanullah: (a) 728 houses/flats have been constructed for F.G. employees at Islamabad during the last ten years.

(b) As per General Waiting List of the Estate Office, 17343 F.G. employees at Islamabad are still waiting for Government accommodation.

Mr. Chairman: Any supplementary ?.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھا تھا کہ پچھلے دس سالوں کے دوران سرکاری ملازمین کے لئے تعمیر کی گئی سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد کیا ہے؟ نمبر ۲۔ ملازموں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کتنی رہائش گاہیں تعمیر کرنے کی ضرورت ہے؟ جناب والا! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ اسلام آباد میں خاص کر جو

چھوٹے ملازمین ہیں' ان کو بیس بیس سال waiting list میں ہوگئے ہیں اور ان کو مکان نہیں مل رہے ہیں۔ وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ پچھلے دس سالوں میں صرف آٹھ سو اٹھائیس مکان تعمیر ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو ان کا جواب ہے جو آپ نے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ آپ کا اب سوال کیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میرا سوال یہ ہے کہ waiting list میں سترہ ہزار تین سو تینتالیس ملازمین ہیں' اور ان کو مکانات دینے ہیں اور ابھی تک ان کو مکان نہیں ملے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آٹھ سو سے کچھ اوپر مکانات تعمیر ہوئے ہیں وہ کس سال میں ہوئے ہیں ؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے کچھ پیسے وزارت خزانہ سے مکانات بنانے کے لئے مانگے تھے اور آپ کو نہیں دیئے گئے' اور یہ جو اتنے ملازمین ہیں ان کو آپ کس طرح accommodate کرتے ہیں؟ اور ان کا مسئلہ کس طرح حل ہوتا ہے ؟

جناب چیئرمین، جی صفوان اللہ صاحب۔

سید صفوان اللہ (وفاقی وزیر برائے مکانات و تعمیرات)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! یہ جو سات سو اٹھائیس مکانات تعمیر ہوئے ہیں یہ وہ مکانات ہیں جن کی منظوری 1995 سے پہلے دے دی گئی تھی ۔ 1995 میں کابینہ نے ایک فیصلہ کیا کہ سرکاری ملازمین کے لئے مکانات کی تعمیر بند کردی جائے ۔سرکاری ملازمین کے لئے 1995 کے بعد کوئی تعمیر نہ کی جائے ۔ نہ تو اس کے لئے کوئی رقم مختص ہوئی ' نہ کوئی ایسی ہدایت ہوئی بلکہ specifically مکانات کی تعمیر سرکاری ملازمین کے لئے بند کر دی گئی ۔جس کے نتیجے میں آج گیارہ سال کے بعد یہ پریشانی ہوگئی ہے کہ اس وقت پورے ملک میں سرکاری ملازمین کی تعداد تقریباً تین لاکھ اسی ہزار ہے اور residential units جو ہمارے پاس available ہیں ' ان کی تعداد تئیس یا چوبیس ہزار ہے ۔ پانچ یا چھ فیصد availability ہے ۔ میں مختلف زاویوں سے تقریباً دو سال سے proposals دے رہا ہوں ۔ میری تجویز اس وقت بھی وزارت مالیات سے گزر کر وزیر اعظم کے پاس پہنچ گئی ہے اور قومی اسمبلی کے فلور پر بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ جو سرکاری

ملازمین کو ملازمت کے دوران مکان دینے کا سلسلہ ہے، نہ تو یہ ممکن ہے اور نہ یہ انسانی طریقہ ہے، یہ بہت ہی ظالمانہ فعل ہے۔ اصل میں ہونا یہ چاہیے کہ سرکاری ملازمین کو دوران ملازمت ownership کی بنیاد پر مکانات دیے جائیں تاکہ وہ اس کی قیمت قسطوں میں ادا کریں، اور جب وہ ریٹائر ہوں تو وہ مکان ان کا ہو جائے۔ اسی تجویز پر میں کام کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے یہ درست proposal ہے ان چیزوں پر ضرور سوچنا چاہیے۔نائیک صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naek: Sir, the answer which has comefrom the honourable Minister; it is evident that more than 17 thousand Federal Government Employees are waiting that they should be given accommodation.

میرا ان سے سوال یہ ہے کہ Government accommodations پر بے اندازہ قبضہ کیا گیا ہے۔ Institutional قبضہ Government accommodation پر کتنا ہے؟ اور کیا یہ بات صحیح ہے کہ چمبا ہاؤس پر National Accountability Bureau نے قبضہ کیا ہوا ہے؟ اور انہوں نے آج تک کتنا کرایہ آپ کو نہیں دیا ہے؟ اس کے بارے میں میں وزیر صاحب سے پتا کرنا چاہوں گا کہ مجھے بتائیں کتنا پیسہ National Accountability Bureau نے دینا ہے؟ اور حکومت کا یہ جو ہاؤس ہے وہ کیوں vacate نہیں کر رہے؟ کیا وزیر صاحب نے اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھایا ہے؟

سیدصفوان اللہ ، یہ fresh سوال ہے اس کے لیے information collect کرنی ہے، لیکن معزز سینیٹر نے خصوصی طور پر چمبا ہاؤس کے بارے میں جو سوال کیا ہے ، چمبا ہاؤس میں NAB کا دفتر بنا تھا۔ جب شروع میں یہ ادارہ بنا تھا اور اس شرط پر ان کا دفتر بنا تھا کہ جب تھوڑے دنوں کے بعد ان کی اپنی عمارت تعمیر ہو جائے گی تو وہ یہ خالی کر دیں گے۔ جہاں تک کرائے کا سوال ہے ، مجھے یہ دیکھنا پڑے گا کہ انہوں نے کتنا کرایہ دیا ہے؟ دیا ہے یا نہیں دیا؟ یہ میں ریکارڈ دیکھ کر بتا سکتا ہوں لیکن ان کی جو اپنی building بننے والی ہے اس کا نقشہ

بھی approve ہو گیا ہے ' اس پر تعمیر بھی شروع ہو گئی ہے جب وہ مکمل ہو جائے گی تو یہ لوگ اپنی عمارت میں چلے جائیں گے ' اور ہمارا چمبا ہاؤس خالی ہو جائے گا۔ اس کو ہم برابر pursue کر رہے ہیں اور follow up بھی کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا : جناب والا! اس میں یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے' اور میں جناب شاہ صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ کہتے ہیں کہ 17383on waiting list of Estate Office لوگ ہیں - میں پوچھنا چاہوں گا کہ اسٹیٹ آفس کا انچارج کون ہے ؟ اس کی management کس کے پاس ہے ؟ اور ان کے پاس transparency کا کیا system ہے ؟ On anonymity of a man مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ جو لوگ list maintain کر رہے ہیں وہ ملازمین سے بیس بیس ہزار روپیہ لے رہے ہیں کہ ہم آپ کا نام priority list پر لے آئیں گے۔پھر پیسے مانگتے ہیں کہ identify کرو کون سی جگہ خالی ہے؟ ہم آپ کو دیں گے - It is a very poor state of affairs میں کہتا ہوں کہ اس کو بند کر دیں' یہ کسی کو مکان نہ دیں - یہ جو کرپشن کا ادارہ بن گیا ہے اس کے متعلق ہم کیا کر رہے ہیں ؟ What steps are we taking? It is a very serious matter.I am very sure that the man who told me this وہ ایک ملازم ہے اس نے بڑا ڈر کر یہ بتایا' اور ملازم ایسا الزام نہیں لگاتا - وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک ہزار روپیہ دے دیا ابھی انیس ہزار روپے اور دینے ہیں ' میں ان سے بات کر آیا ہوں' میرا نام short list پر آ گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بڑی خوفناک بات ہے یہ مکان ملیں یا نہ ملیں' لیکن یہ حکومت جو claim کرتی ہے کہ we are getting rid of corruption ہم کرپشن کا ادارہ بن گئے ہیں- اس کے متعلق ہمارے پاس کیا mechanism ہے ؟ how to control it, and how does the Minister propose to take care of it ?

سید صفوان اللہ : بڑی اہم بات ہمارے رانجھا صاحب نے فرمائی ہے' اور یہی مسئلہ ہمارے محکمے میں بھی مشکلات کا باعث بن رہا ہے کہ سترہ ہزار' اٹھارہ ہزار درخواست دہندگان جو ملازمین ہیں' جن کو مکان کی ضرورت ہے اور مکان available نہیں ہے۔ میں نے شروع سے ہی یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ہم ایسا طریقہ کار اختیار ہی کیوں کرتے ہیں جس میں لوگوں کو غلط

راستے اختیار کرنے کی نوبت و پریشانی پیدا ہو۔؟

جناب! جہاں تک یہ سوال ہے کہ کسی نے کہا ہے کہ ہم نے پیسے دیے ہیں اور مکان نہیں ملا ہے' یا پیسے دیئے ہیں تو مل جاتا ہے' میں اس سے انکار نہیں کرتا' لیکن اگر ایسی کوئی اطلاع ملی کہ کوئی غلط کام ہو رہا ہے تو ہم نے کوشش یہی کی ہے کہ اس آدمی کو بدل دیا جائے' بلکہ نچلے عملے میں بھی جو لوگ میز پر بیٹھ کر مکانات کے خالی ہونے کی اطلاع دیتے ہیں' ظاہر ہے کہ اسٹیٹ آفس کا عملہ ہے' اسے معلوم ہوتا ہے کہ کون سا مکان کس وقت خالی ہونے والا ہے تو ہم ایسا موقع فراہم ہی کیوں کریں کہ لوگوں کو غلط راستے پر چلنے کا موقع دیں۔ اسی لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو ملازمین کو دوران ملازمت رہنے کے لئے مکان دینے کا سلسلہ ہے جبکہ اتنی تعداد میں ہمارے پاس مکانات نہیں ہیں۔ یا تو ہمارے پاس اتنی تعداد میں مکانات ہوں کہ جو سرکاری ملازم ہو' جب وہ آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق' اس کے گریڈ کے مطابق اس کو ہم مکان دے سکیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ہم نے خود بخود ایسا راستہ اختیار کیا ہوا ہے یا ایسا موقع دیا ہے کہ لوگوں کو ہم غلط راستے پر ڈالیں۔ اسی لئے میں نے شروع سے یہی موقف اختیار کیا ہے اور آج بھی یہی عرض کر رہا ہوں' نیشنل اسمبلی کے فلور پر بھی میں نے یہی کہا ہے' آج اس august House پر بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر یہی طریقہ کار رہا تو سو سال تک ہم ملازمین کی رہائش کا انتظام کر سکیں گے اور نہ ہم یہ غلط طریقہ کار' جس کی طرف رانجھا صاحب نے اشارہ کیا ہے' اس کو روکنے میں کامیاب ہوں گے۔ اگر ایسی کوئی specific اطلاع ہے' اگر ایسی کوئی شکایت ہے' تو میرے علم میں لائی جائے' اس آدمی کے خلاف فوری تادیبی کارروائی ہوگی اور میں اس فلور پر بھی اس بات کا ثبوت پیش کر چکا ہوں کہ میرے علم میں جب کوئی بات آئی بابر صاحب کے حوالے سے' جو ہمارے سینیٹر تھے' ایک اطلاع آئی تھی' اس پر فوری طور پر اقدام کیا۔ میں نے ہاؤس کو اس کی اطلاع بھی دی اور اس آدمی کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی۔ رانجھا صاحب کے علم میں اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ بتائیں ہم فوری تادیبی کارروائی کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہے کہ اس

/

مسئلے کو ہاؤسنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید صفوان اللہ : یہ مسئلہ already National Assembly کی Standing Committee اور سینیٹ کی Standing Committee دونوں کے سامنے ہے۔ میں تو خود یہ چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ وہاں پر discuss ہو تا کہ اس کا حل نکل آئے۔

جناب چیئرمین : چونکہ یہ already Committees میں ہے تو اس کو وہیں پر discuss کر لیں۔ Q.No.5. Dr Muhammad Ismail Buledi.

5. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:31 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) *the number of attacks made on gas pipelines in Balochistan during the last three years;*

(b) *the extent of loss sustained by the Government due to the said attacks; and*

(c) the steps being taken by the Government to check such incidents in future?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a) The number of attacks made on gas pipelines in Balochistan during the last three years are as under:—

Mr Chairman: Any supplementary question? Yes, Dr Buledi sahib

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : جناب! میں نے پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سال کے دوران بلوچستان میں گیس پائپ لائن کتنی damage ہوئی؟ اس damaged line کو ٹھیک کرنے پر کتنی cost آئی؟ آپ دیکھیں کہ اس میں جو figures دیئے گئے ہیں، اس میں کل 43 pipelines damage ہوئی ہیں۔ ان کو اڑایا گیا ہے اور ان کو ٹھیک کرنے پر جو پیسے ضائع ہوئے ہیں وہ Rs 33.15 million ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ تو سارا جواب ہے۔ آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : سوال میرا یہ ہے کہ محکمے کی نااہلی اور ناقص

کارکردگی کی وجہ سے اتنا پیسہ ادارہ اس مد میں خرچ کرتا ہے اور اتنا damage pipe lines کا ہوتا ہے تو اس کو control کرنے کے لیے آج تک انہوں نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے؟ اور میری درخواست یہ ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! آپ سوال پوچھیں ناں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، سوال یہ ہے کہ یہ pipe lines اڑائی جاتی ہیں تو اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ مجھے یہ بتائیں وزیر صاحب۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے ملین روپے جو آپ خرچ کر رہے ہیں اس کا تدارک آپ کس طرح کریں گے آپ وہاں علاقے کے لوگوں کو involve کریں اور اصل reason کو ختم کریں' اصل وجوہات کو ختم کریں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے اور جواب سن لیجیے۔ جی مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل : بلیدی صاحب اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ باخبر ہیں کہ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ وہاں اتنے عرصے سے جو حالات دگرگوں ہیں' وہ بہت sensitive area ہے اور وہاں راکٹ اور میزائل چل رہے ہیں۔ ایک general atmosphere میں یہی ہو رہا ہے کہ صوبے کی اور محکمے کی نااہلی ہے' بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ 24 immediately hours کے اندر جہاں بھی damage ہوتا ہے گیس کی بحالی ہوجاتی ہے۔ ساتھ ہی' کیونکہ بلیدی صاحب کی جو پارٹی ہے وہاں بلوچستان حکومت میں ہمارے ساتھ شامل ہے اور وہاں law and order کو maintain کرنے میں وہ برابر کے شریک ہیں' لہٰذا وہ کوششیں جو حکومت کر رہی ہے اس سے وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے' اور اس کے ساتھ ساتھ ہی حکومت کا وہاں patrolling کا انتظام ہے' وہاں پر FC کو لگایا ہوا ہے' پولیس ہے' levies ہے' اور دوسرے security کے انتظامات ہیں۔ ایک تو کہا جا رہا ہے کہ law and order ٹھیک نہیں ہے' حکومت کی writ قائم نہیں کی جا رہی ہے دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں یہ کیوں ہو رہا ہے؟ حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے اور جو میرے معزز بھائی ہیں وہ باخبر ہیں کہ بلوچستان کے' اور خصوصی طور پر پاکستان' کے کیا حالات ہیں۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ اس کا تدارک کیا جائے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ اس سلسلے میں کتنے لوگ

پکڑے گئے ہیں؟ اور ان 43 cases میں سے کسی کو سزا بھی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے ؟

جناب چیئرمین، مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، معزز رکن بھی میرے صوبے تعلق رکھتے ہیں، وہ بہت مہربان ہیں اور میرے بہت close ہیں۔ یہ کوئی law and order کی general situation نہیں ہے۔ جو وہاں پر اقدامات لیے جا رہے ہیں اس سے قوم اور یہ ممبران واقف ہیں۔ حکومت کوشش کر رہی ہے جو بھی پکڑے جائیں گے ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ یہ کوئی چوری چکاری کا کام نہیں ہے، اس میں باہر کے کچھ لوگ involved ہیں، وہاں پر کونسل خانے کھولے گئے ہیں، وہاں سے ان کو معاونت ہو رہی ہے، تو اس وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

Mr Chairman: Now, we will go on to the next question. Question No.6, Dr. Muhammad Ismail Buledi.

6. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** ((Notice received on 19-09-2006 at 14:31 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply electricity to 700 villages in Balochistan under Kuwait fund, if so, when?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: There is a proposal for electrification of 700 villages in Balochistan under Kuwait Fund Loan, for which PC-I is being processed for approval.

The electrification work will be taken in hand after obtaining the approval of PC-I of the competent forum.

Mr. Chairman: Any supplementary question, Dr. Ismail Buledi?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! میں نے وزیر موصوف سے سوال پوچھا ہے کویت فنڈ کے حوالے سے، جو 700 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لیے ہے۔ گزشتہ چار پانچ سال سے بات ہو رہی تھی کہ 700 دیہات کو بلوچستان میں، کویت نے جو فنڈ دیا ہے، اس سے

بجلی دیں گے لیکن آج تک یہ صرف کاغذوں پر ہے اور پچھلی دفعہ وزیر صاحب نے یہاں ہاؤس میں assurance دی تھی کہ میں بلوچستان گیا ہوں اور جو پیسے lapse تھے' ان کو دوبارہ بحال کر کے ان 700 دیہات کو بجلی دی جا رہی ہے لیکن جب میں نے واپڈا کے چیئرمین سے پتا کیا تو وہاں کے جو واپڈا کے انچارج ہیں انہوں نے بتایا کہ اس میں ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہے اور یہ پیسے پتا نہیں ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ میں وزیر صاحب سے کہتا ہوں کہ جو بات آپ کہتے ہیں' اگر اس کو نہیں پورا کر سکتے تو اس کا وعدہ آپ ہاؤس میں کیوں کرتے ہیں؟ اس کویت فنڈ کو آپ کب تک بحال کریں گے؟ ان 700 دیہات کو کب تک آپ بجلی فراہم کریں گے؟

جناب چیئرمین: جتوئی صاحب۔

جناب لیاقت علی جتوئی: سب سے پہلے بلیدی صاحب کو یہ بتاؤں کہ یہ بارہ سال -- --- جناب! ذرا مائک کھول دیں۔ ویسے بھی I am getting a discriminatory treatment from your Secretariat, but at least they can open a mike for me, sir.

Mr. Chairman: How?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: That I will discuss with you later.

سب سے پہلے تو میں یہ آپ کو بتاؤں کہ یہ بارہ سال سے کویت کا پیسہ پاکستان کے پاس deep freezer میں پڑا تھا' when I took over as the Minister کوئی چار' پانچ مہینے پہلے ہم نے اس کو ECC سے approve کروایا ہے اس کا 1.6 billion rupees کا PC-1 approve ہو گیا ہے۔ CDWP سے approve کروادیا ہے اور اس کے بعد ECNEC میں یہ جائے گا لیکن ہم نے ECNEC سے پہلے anticipatory approval کے لئے Prime Minister کو move کر رہے ہیں جس میں سے جناب! 700 گاؤں کی electrification اور تین grid stations لگیں گے اور اس سے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ بلوچستان میں چار' ڈھگی' وڈ' نال اور خضدار' یہ چار grid stations complete ہوگئے ہیں' تیار ہوگئے ہیں' جب میں نے take over کیا تھا اس وقت اس پر 5% کام ہوا تھا یہ ہم نے آ کے کیا ہے کوئی چار' پانچ مہینے پہلے اور یہ 1.6 billion rupees کی summary وزیر اعظم کو کل پرسوں بھیج رہے ہیں کہ

ECNEC سے پہلے anticipatory approval ہمیں دے دیں۔ انشاء اللہ بلوچستان کے 700 گاؤں میں بجلی بھی لگے گی اور تین grid stations بنیں گے۔ ہم نے کوئی وعدہ غلط نہیں کیا۔ وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں۔بلیدی صاحب، میں بھی بلوچ ہوں، میں بھی بلوچستان کا ہوں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں ایسے نہیں چھوڑتے اس کو۔

جناب چیئرمین، جی ڈار صاحب۔

Senator Muhammad Ishaq Dar:Sir, on a point of clarification. Prime Minister does not have any power for anticipatory approval under the rules. He can't grant any approval, but Finance Minister can. Since, he is holding the portfolio of Finance Minister. He can do it. But there is a limit, sir, there is a cap, upto which amount. This project is too big for him as Finance Minister to give anticipatory approval, and I, sir, through you, request the honourable Minister that they should summon NEC meeting, and just approve it because they will not be able to get anticipatory approval, unless, because they do not fall under any rule. So, that is the different story, but, sir, they cannot get the approval for this size of project under the anticipatory approval. It is not possible.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi (Federal Minister for Parliamentary Affairs): There is a no point of explanation in the Rules of Procedure, nowhere in the world, what to talk of our rules. Point of Order تو سنا ہے میں نے Point of Explanation کہیں باہر ہو تو ہو، Houses میں نہیں ہوتا۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sir, it is very kind of the honourable colleague, and good friend, and he has been a Finance Minister, and he has been a Commerce Minister. Anything which is in public interest and

specially in the area where there are lots of problems;Balochistan is our priority. There is nothing that we have violated. We are going to do this in the interest of people of Balochistan which has been previously ignored; which is the place where we need to start these works on priority. So, therefore, sir, 1.6 billion is not going to be a problem even, otherwise, it is being approved by the ECNEC and it has been approved by the ECNEC also. So, there will be no violation.

Mr. Chairman: We will be giong on to Question No.7 then.

ہو گئی اس پر بات رضا صاحب، پھر سوال پر رہیے اور مختصر، تفصیل نہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب سوال یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک گاؤں کو بجلی کے لیے جو آپ پیسہ دیتے ہیں تو اس کے لیے آپ ایک criteria مقرر کرتے ہیں۔ جو اس مقرر کردہ criteria کے مطابق نہیں ہوگا، وہ electrify نہیں ہو سکتا۔ دور دراز کے گاؤں ہیں اور پھیلے ہوئے ہیں۔ تو میرا پہلا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ آپ کو تو علم ہے کہ بلوچستان میں ہزاروں گاؤں ایسے ہیں جن میں بجلی نہیں ہے۔ آپ کا criteria کیا ہے؟

دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ بجلی سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کی transmission lines صوبے میں نہیں ہیں۔ آپ بجلی کہاں سے دے رہے ہیں؟ جب تک آپ نئی transmission lines چشمہ سے ژوب کے راستے نہیں دیتے ہیں یا ڈیرہ غازی خان کے راستے آپ نہیں دیتے ہیں تو آپ بجلی کہاں سے پہنچائیں گے؟ ایک لائن ہے جناب اور وہ بھی---

جناب چیئرمین، مختصر رکھیے۔ سوال ہے آپ کا بجلی کیسے دیں گے اور کیا criteria ہے؟ جتوئی صاحب۔ جواب سن لیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی ، ایسا نہیں ہوگا۔ Let me assure my honourable Senator کہ جہاں پر transmission lines ہیں، جہاں پر ہمارا سسٹم ہے ان کو واپڈا کے through دیں گے اور جہاں transmission lines نہیں ہیں، چونکہ وہ vast area ہے، بلوچستان میں ہم نے solar

energy پر ان گاؤں کو connect کرنے کے لیے وزیر اعظم نے، پرسوں meeting کی ہے۔

He is very king کہ انہوں نے four hundred sixty six million rupees allocation

for electrification of Balochistan and Sindh where the transmission is not

care of those villages where the network is not there. تو بلیدی صاحب سے کہیں

کہ بلوچستان بھی ہمیں اتنا ہی عزیز ہے جتنا ان کو عزیز ہے۔

Mr. Chairman: Question No. 7, Mr. Talha Mehmood. On his behalf.

بنگزئی صاحب کو پہلے

7. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:32 p.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to state:

(a) the amount of Zakat collected during 2005-06 and its utilization with province-wise breakup; and

(b) the procedure laid down for distribution of Zakat amount amongst the deserving persons?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: In terms of Section 9 of Zakat & Ushr Ordinance, 1980 disbursement of Zakat is with the Provinces. The desired information has been gathered from all concerned and is enclosed as per Annex-I. A small portion of Zakat budget is released by the Ministry of Religious Affairs, Zakat & Ushr directly to National Level Health Institutions. A list showing names of those Hospitals with amount of Zakat funds provided to them during the years 2004-05 and 2005-06 is enclosed as per Annex. II.

(Annexure have been placed on the table of the House as well as Library).

Mr.Chairman: Any supplementary?

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب اعجاز الحق صاحب سے تو میں بعد میں سوال کروں گا پہلے میں ایک technical سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسی Question سے related ہونا چاہیے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: اسی سے related ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ جب ہمیں یہاں

جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جو منسلکہ ہیں، وہ ایوان کی میز پر اور سینیٹ کی لائبریری میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ جو سوال کرنے کا وقفہ ہے وہ ایک گھنٹہ ہے اور ابھی اگر میں سینیٹ لائبریری میں جا کر اس کا جواب تلاش کر لوں تو it will take more than two hours. تو گزارش یہ ہے کہ آپ ان کو یہ ہدایات جاری کریں کہ وہ جو منسلکہ ہیں وہ ہمارے table پر رکھ دیا کریں، otherwise اس کا ایک اور solution ہے وہ میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں کہ یا تو جوابات ہمیں ایک دن پہلے دے دیئے جائیں تاکہ ہم لائبریری جا کر اس کو study کر کے۔۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ ایک procedure ہے اس کے تحت ہوتا ہے Table of the House پر اور لائبریری دونوں میں ہے۔ صرف لائبریری میں نہیں ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جو تفصیلات اعجاز الحق صاحب نے ہمیں دی ہیں یا تو میں جا کے سینیٹ لائبریری میں وہ دیکھ لوں۔

جناب چیئرمین: بہرحال وہ rules کے لحاظ سے دیکھ لیں گے جو آپ نے point raise کیا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب اس کا solution یہی ہے کہ یہ جوابات ہمیں ایک دن پہلے ہمیں، اگر وہ دے دیں تو ہم لائبریری میں ان کے جوابات ڈھونڈھ کے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ rules کے حساب سے کرتے ہیں بہرحال اس کو دیکھ لیں گے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب rules تو change بھی ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں آپ نے ہی کرنے ہیں میں نہیں کر سکتا، ہاؤس کے rules ہیں۔ کمیٹی اگر ان کو recommend کر دے Let them be reviewed۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میں قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا دیکھیں اس کو۔

جناب چیئرمین: آپ کمیٹی کو recommend کر دیں یہ تو اس پر ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میں قائد ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کو ذرا

دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین، کمیٹی اسے recommend کردے یہ اس کے اوپر ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین ! سوال یہ ہے کہ جناب اعجازالحق صاحب نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ کے فنڈ سے ہم نے صحت کے قومی اداروں کو کچھ پیسے دے دیئے ہیں۔ اس ضمن میں already جو زکوٰۃ کے ضلعی دفاتر ہوتے ہیں وہاں ہر ضلع میں صحت کی مد میں پیسے رکھے جاتے ہیں۔ جب آپ کے پاس یہ گنجائش بھی ہے کہ آپ یہ پیسے اس مد میں وہاں رکھ سکتے ہیں تو بجائے کسی قومی ادارے میں پیسے دینے کے اور اس کا file work مزید بڑھانے کے لئے، وہاں جو budget allocate کیا جاتا ہے health policy کے حوالے سے health کے لئے ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں میں تو وہاں یہ کیوں نہیں shift کرتے؟

جناب چیئرمین، اعجازالحق صاحب۔

جناب محمد اعجازالحق (وفاقی وزیر برائے مذہبی امور)، شکریہ۔ جناب چیئرمین ! پہلے تو میں عرض کر دوں کہ جو documents ہیں I don't think that they can be laid on every table میں ساتھ بھی لایا ہوں۔

Mr.Chairman: The Committee will look at that.

جناب محمد اعجازالحق، بڑی details ہم نے اس میں دی ہوئی تھیں۔ This question was supposed to come yesterday اور جتنے ہمارے ممبران ہیں انہوں نے کل بھی اس کو دیکھ لیا ہوگا۔ زکوٰۃ ہماری صوبائی حکومتیں تقسیم کرتی ہیں۔ ہم according to population ان کو پیسے بھجوا دیتے ہیں۔ لیکن چند ایک جو national level hospitals ہیں ان کو بھی فنڈ دیا جاتا ہے جس کی تفصیلات منسلکہ "ب" میں ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ کون سے اور کہا ہسپتال ہیں۔ اس میں national level کے جتنے بھی ہسپتال ہیں کوئی 80 کے قریب، جو کسی بھی صوبے میں ہوں ان تمام کو زکوٰۃ کی ایک percentage allocate کی جاتی ہے۔ دو ہزار روپے indoor patient کو اور ایک ہزار روپے outdoor patient کو دے سکیں اور باقاعدہ وہاں کمیٹی بنتی ہے جس میں ضلعی چیئرمین زکوٰۃ، متعلقہ ہسپتال کا ایم ایس اور سوشل سیکورٹی

کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ان کا استحقاق دیکھ کر دوائیوں اور ڈاکٹر وغیرہ کی فیس کے لئے پیسے allocate کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین ! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال چنا اور جواب گندم کا حساب ہے۔

جناب چیئرمین ! سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ the amount of Zakat colleted in 2005-6 and its utilization with province-wise break up یعنی اس کا آسانی سے ہمیں بتایا جا سکتا تھا کہ وفاق سے پنجاب کو اتنے ارب روپے، سندھ کو اتنے، بلوچستان اور سرحد کو اتنا روپیہ دیا گیا ہے۔یہاں پر ایک پلندہ پڑا ہے، اس کو کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی پڑھ سکتا ہے اور یہ تو ایسے ہی بات ہے کہ سوال پوچھا ہی نہ جائے۔

جناب چیئرمین ! دوسرے حصے کی بھی یہی حالت ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ the procedure laid down for distribution of amount amongst the deserving persons کا طریقہ کار کیا ہے ؟ اور یہاں بتایا جاتا ہے small portion of Zakat Budget is released by the Ministry of Religious Affairs اور اس میں کچھ ہسپتالوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ یعنی اس میں تو طریقہ کار بتایا گیا ہے کہ مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کرنے کا طریقہ کار کیا ہے ؟ اس سوال میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ان health instituions کو اتنے پیسے دیئے گئے یہ کہاں لکھا ہے ؟

جناب چیئرمین، نہیں، وہ تو utilization میں آتا ہے۔ میرے خیال میں جو جواب وزارت نے ہمیں دیا ہے اگر ہماری procedural کی کوئی کمی ہے تو اس کو ہم دیکھ لیں گے۔ وہ تو utilization میں آجاتا ہے۔---

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے حصے کا جواب اس جواب میں ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں ہے۔ آپ جواب سن لیں۔

جناب محمد اعجاز الحق، جناب چیئرمین ! جو دوسرا حصہ ہے the amount of Zakat

جو Fund provided to those projects institutions during the last two years

انہوں نے پہلے حصے میں پوچھا تھا تو وہ amount اور institutions وہ دیا گیا ہے - پھر یہ بھی

پوچھا گیا تھا the names of projects and institutions working for the welfare of

اس میں poor, deserving persons in the country being funded out of Zakat

ہم نے پورا جواب دیا ہے - یہ جو ان کا سوال ہے - میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں - پیسے صوبوں کو کس طرح allocate ہوتے ہیں- -------

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، محترم نے جو سوال یہاں پڑھا ہے وہ تو یہ سوال نہیں ہے - یہاں تو کچھ اور سوال ہے-

جناب چیئرمین، Utilization دو حصے ہیں اس کے ایک 'ایک لائن کے -

جناب محمد اعجاز الحق، میں یہی پڑھ رہا ہوں - اس کے دو حصے ہیں-

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، وزیر محترم صاحب ذرا دوبارہ پڑھ لیں وہ کچھ اور پڑھ رہے ہیں اور ہمارے سامنے کچھ اور ہے-

جناب چیئرمین، نہیں نہیں وہ untilization کے بارے میں بتا رہے ہیں-

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، نہیں یہ تو utilization نہیں' یہ سوال ہی کچھ اور ہے-

جناب محمد اعجاز الحق ، اس کا بھی میرے پاس جواب ہے' میں دے دیتا ہوں' مجھ سے تو سوال پوچھیں کہ بھئی کیا ہے ؟

Senator Ilyas Ahmed Bilour: The amount of Zakat collected during 2005-6 and its utilization with province-wise break up?

جناب محمد اعجاز الحق ، اس کا جناب

according to the population, the amount of Zakat collected in year 2005-6 was total of 4.1 billion, and it was distributed according to the percentage

of the population of each province. Accordingly, Punjab received 57.36%, Sindh received 23.71%, NWFP received 13.82%, Balochistan received 5.1·1% and ICT, which is Islamabad Territory received .63% of the total Zakat collected, and similarly Northern Areas received .75% of the total Zakat. Sir, if the amount is required, I can give you the amounts also. Punjab in 2005-6, received about 2.5 billion rupees,. Sindh received 653 million rupees, NWFP received 613 million rupees, Balochistan received 182 million rupees, Islamabad Territory received 24 million rupees and Northern Areas received 42 million rupees. This is again now given to the provincial governments and they make their own arrangements of all this Zakat which is going to be distributed.

اس میں لوگوں کو تھوڑی سی confusion ہے، میں بتا دوں کہ there is criterion which
has been set up as to how the Zakat is going to be spent. اس میں سب سے
پہلے گزارہ الاؤنس ہے، جس میں

60% of the Zakat budget given to the provincial governments should be spent in the "Guzara Allowance" which is Rs. 500/= and we are trying to enhance it to rupees 715 millions, the summary has gone to the Cabinet for approval.

اس مد میں جہاں 60% خرچ ہوتا ہے،

then there is an educational stipend which is given. The 18% for the regular Zakat budget is allocated for education from primary level to the computer sciences to the higher education. There is an amount allocated.

جو مستحق students ہیں، ان کا استحقاق دیکھ کر ان کو ایک مہینہ کا lump-sum amount دیتے
ہیں، جس میں کہ primary level کی فیس 75/= rupees سے لے کر اور computer

sciences, engineering and medical colleges کی 874/= روپے سالانہ ہے۔ اس کے علاوہ 651 million rupees are spent in year 2006-7 for the scholarships which are given basically گزارہ الاؤنس کے بعد اس کے بعد تیسرے نمبر پر ---

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! یہ تو بہت لمبی تفصیل ہے۔

جناب چیئرمین، سن لیں، آپ ہی نے point riase کیا ہے، اسی کا جواب دے رہے ہیں جو کہ آپ criteria پوچھ رہے تھے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! یہ تو بہت لمبا ہے، یہ کون سنے گا۔

جناب چیئرمین، آپ ہی لوگوں نے demand کی کہ بتائیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ہم نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ اتنا لمبا بتائیں۔

جناب چیئرمین، انہوں نے table کیا تھا اور آپ نے کہا کہ بتائیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! وہ کس ہسپتال کو دے رہے ہیں۔ پشاور میں کتنا دے رہے ہیں، سندھ میں کتنا دے رہے ہیں؟ ہسپتالوں کی بات بتائیں۔ فاٹا میں کتنا دے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں، میرا خیال ہے۔ the detail is laid, Let us move on to the next question. Question No. 8, Mr. Talha Mehmood.

8. ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:32 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) *the quantity of petroleum products imported during the last year indicating also the names of countries from which the same was imported; and*

(b) *the rate at which those products were imported and the rate at which the same were provided to consumers?*

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a) The quantity of petroleum products imported during the last year (w.e.f. 1-7-2005 to 30-6-2006) is as under:—

Company	Product	Quantity in Million Tons	Country
PSO	Diesel(HSD)	2.773.	Kuwait
PSO	Fuel Oil	1.800	U.A.E.
SHELL	HSD	0.971	U.A.E./Saudi Arabia
CALTEX	HSD	0.249	U.A.E./Saudi Arabia

(b) The desired information is given in Annexes-A &B.

ANNEX-A

HSD IMPORTS DURING 2005-06

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Litre)			Selling Price(Rs/Litre)
	PSO	SHELL	CALTEX	
01/07/05	28.67	28.35	-	31.74
16/07/2005	28.98	28.99	-	31.74
01/08/05	29.07	27.81	27.6	31.74
16/08/2005	27.78	28.72	-	31.74
01/09/05	29.41	-	-	34.59
16/09/2005	31.49	31.08	-	34.59
01/10/05	29.91	30.76	32.12	37.18
16/10/2005	30.62	-	-	37.18
01/11/05	29.19	28.82	-	37.18
16/11/2005	25.96	26.61	-	37.18
01/12/05	24.91	24.60	-	37.18
16/12/2005	24.31	25.40	-	37.18
01/01/06	25.93	26.65	-	37.18
16/01/2006	27.15	27.90	28.28	37.18
01/02/06	27.8	-	-	37.18
16/02/2006	27.68	27.64	-	37.18
01/03/06	27.27	27.13	28.73	37.18
16/03/2006	29.31	28.62	-	37.18
01/04/06	29.96	30.61	-	37.18
16/04/2006	32.53	-	-	37.18
01/05/06	34.51	34.94	-	38.73
16/05/2006	35.52	34.99	35.02	38.73
01/06/06	34.76	35.72	-	38.73
16/06/2006	35.08	36.13	-	38.73

11-04-2006	21808.65	25901.05
16-04-2006	21808.65	25901.05
22-04-2006	22340.35	26512.50
01-05-2006	22638.00	26854.80
16-05-2006	22638.00	26854.80
18-05-2006	22204.45	26356.22
01-06-2006	21442.35	25479.80
16-06-2006	21215.96	25219.45

ANNEX-B

IMPORTS BY PSO DURING 2005-06

Price Effective Date	Import Cost (Rs/Ton)	Max. Selling Price(Rs/Ton)
01-07-2005	-	-
16-07-2005	-	-
01-08-2005	-	-
16-08-2005	-	-
01-09-2005	19262.47	22839.54
16-09-2005	20009.00	23698.05
01-10-2005	20093.92	23684.16
16-10-2005	20093.92	23684.16
01-11-2005	19600.00	23227.70
16-11-2005	19369.50	22962.63
01-12-2005	19369.50	22962.63
16-12-2005	19369.50	22962.63
01-01-2006	19369.50	22962.63
16-01-2006	19369.50	22962.63
24-01-2006	19173.09	22736.75
01-02-2006	19173.09	22736.75
04-02-2006	20188.50	24045.93
16-02-2006	20188.50	24045.93
01-03-2006	20876.92	24829.56
16-03-2006	21639.25	25706.24
01-04-2006	21487.88	25532.16

Mr. Chairman: Any supplementary? Mr. Ilyas Ahmed Billour.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! میں honourable Minister صاحب سے پوچھتا ہوں کہ June 2006 کو انہوں نے prices مقرر کی تھیں۔ Selling price Rs. 38.73 اس وقت جو فی بیرل تیل کی قیمت تھی 55 dollar per barrel تھا اور آج Rs. 80/= per barrel ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ چھ مہینے گزر گئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک prices کیوں کم نہیں کیں؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، اس پہلے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ سوال کئی دفعہ اٹھ چکا ہے کہ کئی مرتبہ prices 73% تک چلی گئیں لیکن Government نے جو recover کیا اور جو خسارہ برداشت کرتی رہی۔ اس کی وجہ سے اب جب ہو گیا تو اس خسارہ کو، تقریباً اسی ارب روپے کے قریب تھا، اس کو recover کرنے کے لئے فی الحال اس میں کوئی کمی نہیں کی تاکہ Government کے پاس کچھ revenue بھی آ جائے اور خسارے کا تدارک کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میرا Question No. 8 پر supplementary یہ ہے کہ اگر اس annexure کو دیکھا جائے، تو اس میں maximum ایسا time ہے جس میں جو import ہوئی ہے، اس میں import اور selling میں difference تقریباً دس، گیارہ روپے کا آتا ہے۔ December, 2005 میں mostly 24 rupees اور 26, 27 کا ہے، اس کی selling price37 چلی آ رہی ہے۔ مطلب ہے کہ اتنا بڑا difference ہے، Government کا اس میں کیا role تھا یا Ministry کا اس میں کیا role تھا؟ جب oil marketing companies prices fix کر رہی تھیں اور اس سے بڑا evident ہے، public کو یہ ساری تکلیف اٹھانے کی۔ وہ اربوں روپے اپنے لئے بناتے رہے تو آخر اس میں Government کی کوئی as such instruction نہیں تھی کہ آپ اس import price پر کر

رہے ہیں اور اس پر sell کر رہے ہیں تو ان کا ایسا کوئی check تھا یا ان کی بات ہوئی ہو یا انہوں نے اس کو اس چیز سے منع کیا ہو۔

جناب چیئرمین، مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب! میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ اس سے پہلے ایک تو Petroleum Development Levy چھوڑ دیا گیا۔ اس کے باوجود جو آپ کی price تھی، وہ =/36 تھی لیکن آپ دیکھیں کہ July, 2005 سے 16th October, 2005 تک تو اس طریقے سے =/31 روپے جو تھا، =/36 روپے کے بجائے =/31 روپے fix ہوا۔ Levy چھوڑنے کے بعد بھی Government کو subsidy دینی پڑتی تھی۔ وہاں پر تھوڑا سا زیادہ ہو گیا تو Government نے subsidy کو کم کیا تاکہ Government کو زیادہ خسارہ برداشت نہ کرنا پڑے۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب۔ میرا خیال ہے discussion نہ کریں، کاکڑ صاحب کو موقع دے دیں پھر اور بھی سوالات ہیں، time ہو رہا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ جناب چیئرمین۔ اس میں Question No. 8 کا b جو ہے، اس کے import rate اور اس کی selling price جو ہے، اس میں یہ چیز چھپائی گئی ہے کہ اس کی index cost کیا ہے اور پھر عوام کی گردن پر جو چھری پھیری گئی ہے۔ جس طرح حمید اللہ جان نے بتایا ہے کہ per litre 13/= سے =/12 روپے ان oil companies نے ایک بندے سے charge کیا ہے۔ جب اس scandal کا انکشاف ہوا تھا تو حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ ہم ان کی گردن دبوچیں گے لیکن گردن کیا دبوچی گئی اور ابھی تک عوام کو مسلسل ذبح کیا جا رہا ہے۔ خدا کا قہر یہ ہے کہ ایک imperial gallon میں 5 litres ہے تو =/65 روپے فی consumer....

جناب چیئرمین، آپ سوال کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! =/65 روپے ایک gallon پر petroleum companies عوام سے لے رہی ہیں اور plus Government یہ tax اور یہ

sales tax لے رہی ہے' یہ کوئی 150 روپے per gallon بنتا ہے۔ کیا justification ہے؟ لوگ تو مر گئے ہیں' Mercedez میں پھرنے والوں کو یا Pajero میں پھرنے والوں کو پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: جناب والا! میں عرض کر دوں کہ اس قسم کی بات نہیں ہے' کوئی ذبح کرنے والی یا گلہ دبانے والی بات نہیں ہے۔ Government نے پہلے بھی اپنے taxes چھوڑ دیئے' جیسے میں نے کہا کہ اس کے بعد =/36 روپے تھا' وہ =/31 روپے fix ہوا' حکومت =/5 روپے subsidy دے رہی تھی۔ اس طریقے سے جو فرق تھا' کچھ قیمتیں کم ہو گئیں تو subsidy کو کم کیا گیا۔ لوگوں کو یا companies کو نہیں' اس سلسلے میں Supreme Court میں یہ case پیش ہے۔ باقی یہ ہے کہ پہلے ہم explain کرتے رہے ہیں' کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ کسی کو--- بلکہ Government کو خسارہ برداشت کرنا پڑا جو کہ وہ face کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی دلاور عباس صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس: جناب چیئرمین! Thank you. میں صرف ایک clarification کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو =/8 روپے' =/11 روپے یا =/12 روپے کا sale price' import price کا difference آ رہا ہے جس پر companies sell کر رہی تھی۔ اس میں Government نے =/8 روپے جو کہ Petroleum Development Levy ہے' وہ amount شامل تھا۔ اس لئے وہ difference تو بالکل straight away clear ہو جاتا ہے۔ باقی جو خسارہ گورنمنٹ نے برداشت کیا to subsidize but میں پہلے بھی ایک suggestion دے چکا ہوں کہ چونکہ international petroleum prices نیچے جا چکی ہیں تو اب گورنمنٹ اسے down ward revision کے لیے consider کرے اور سوچے اور وہ recommendation بھی دی گئی ہے۔ Thank you sir.

Mr. Chairman: That brings us to the end of the question hour.

کس پر؟ اسی پر، اچھا جی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! جیسا کہ منسٹر صاحب نے تفصیل دی ہے، یہ بتائیں کہ 16-6-06 import cost =/35 روپے تھی، آج ان کو import cost کیا پڑ رہی ہے؟

جناب چیئرمین، مینگل صاحب! کوئی information ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، ہمارے پاس 16 نومبر تک کا تو ہے۔ ہمیں یہاں جو notify کیا گیا ہے 16 نومبر کو rupee 38.73 ہے اور ہماری ex-refinery price, 29.16 ہے اور اس پر petroleum levy, 1.26 لگا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! 35 روپے سے کم ہو کر 29 روپے پر آ گئی ہے تو ابھی تک ہم اور عوام انتظار میں ہیں کہ یہ difference consumer کو pass on کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی رضا صاحب! آپ کا بھی کوئی point ہے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ نیشنل اسمبلی کی Public Accounts Committee نے حکومت پر یہ قدغن لگائی تھی کہ Oil Companies کے claims, with relation to their pricing, ان کی amount audit کے بغیر release نہ کی جائے اور اس direction کے برعکس حکومت نے بغیر audit پانچ بلین روپے release کر دیئے ہیں۔ کیا وزیر صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ بات درست ہے؟

جناب چیئرمین، I think یہ سوال پہلے بھی riase ہوا تھا۔ مینگل صاحب کیا جواب تھا؟ کیا اس کا answer ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب! معلوم کر کے بتا دوں گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! یہ تو معلوم کرنے کی بات نہیں ہے، he is the Minister Incharge. National Assembly کی Public Accounts Committee نے یہ قدغن لگائی ہے تو کیا ان کو اس بات کا علم نہیں ہے اور جو پیسے، پانچ بلین روپے release ہوئے ہیں، he is not aware of this, then for what he is the Minister Incharge

of?

Mr. Chairman: I think may be some other Minister. But anyway.

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, why he is not answering the question? The honourable Leader of the House is saying that he is not the Minister Incharge but he is Minister of State sir.

Mr. Chairman: Payment, finance

شاید نہ ہو۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہ ہو' ویسے تو collective responsibility کی بات کرتے ہیں' اب وہ سینیٹ میں جواب دے رہے ہیں۔ جناب نیشنل اسمبلی کی Public Accounts Committee ان کی کمیٹی ہے' اس کا Chairman ruling party کا member ہے' ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ انہوں نے یہ قدغن لگائی ہے؟ کیا یہ صرف multinationals کا پیٹ بھرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ جتنے چاہیں profits لیں اور ملک سے باہر لے جائیں؟

جناب چیئرمین، آپ information check کر کے' پھر بتا دیجیے گا۔ That brings us to the end of the Question Hour. The remaining questions and the printed replies placed on the table are also be taken as read.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! ایک گزارش یہ ہے کہ جناب منسٹر صاحب سے کہیں کہ ہمیں آپ کے توسط سے' اسی سوال کے حوالے سے ایک اور information لے کر بتا دیں کہ ایران ہمیں ان سارے ممالک سے سستا تیل بیچنے کے لیے بے شمار مرتبہ کہہ چکا ہے۔ ایران سے سستا تیل خریدنے میں کیا امر مانع ہے؟ یہ پتا کر کے بتا دیں گے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، فی الحال ہمیں سب سے سستا تیل کویت سے مل رہا

ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، یہ وجہ پوچھ کر بتا دیں کہ کیا وجہ ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، میں کہہ رہا ہوں کہ ایران نے ایسی کوئی پیشکش نہیں کی۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں سے بھی سستا تیل ملے، وہاں سے لے لیں۔

Mr. Chairman: We will take up the leave applications.

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ کل یہ question raise ہوا تھا کہ ایک journalist کو اغوا کر لیا گیا تھا اور آج یہ خبر آئی ہے کہ وہ برآمد ہو گئے ہیں لیکن Information Minister نے کہا تھا کہ he will come and make a detailed statement. The House wants to know کہ اس کو کس نے اغوا کیا؟ کیا وجوہات تھیں کیونکہ یہ ایک pattern بنتا جا رہا ہے کہ پچھلے چند مہینوں میں پانچ، چھ جرنلسٹ مختلف اوقات میں اغوا ہوئے اور بالخصوص جو وانا میں reporting کر رہے ہیں، ان میں سے ایک کو قتل بھی کر دیا گیا تھا۔ ان کی لاش چھ ماہ کے بعد ملی ہے۔ یہ ایک بڑا سنگین مسئلہ ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ Press advices کا ایک سلسلہ جہاں ختم ہوا ہے، وہاں پر یہ دوسرا سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ ان کو اغوا کر لیا جائے ۔ ایک تو ان کے لیے warning ہے اور دوسرا ، دوسرے reporters کے لیے warning ہے کہ اگر آپ نے صحیح بات رپورٹ کی تو آپ کا یہ حشر ہو گا۔ آج آپ اخبارات کی رپورٹ دیکھیں۔

the gentleman is disoriented, the gentleman is traumatized. He is a citizen of Pakistan. It is a violation of his fundamental rights. He cannot be picked by any person just like that and kept for 24 hours.

Mr. Chairman: Would you like to comment on that ?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, kindly bring the House in order because the Minister will speak.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین مسئلہ خود بخود resolve ہو گیا ہے۔ The matter lies with the person وہ چاہے تو FIR کرائے یا جو قانونی کارروائی کرنا چاہتا ہے ۔ جو صورت حال اسے درپیش ہوئی ہے وہ through registering FIR he can do anything. اب اس میں یہ ہے کہ ہم اس مسئلے میں کیسے پڑ سکتے ہیں، جب ایک آدمی خود available ہو جائے اور اپنے office میں آ کر report کر دے اور اس کے بعد اس کے پاس تمام چیزیں موجود ہیں ' he is capable to do anything what he wants to do, even he can get his case registered, if he wants investigation and everything.

اس کے بعد یہ مسئلہ ہاؤس کا رہتا نہیں ہے ۔ وہ پھر قانونی مسئلہ ہو جائے گا ۔ ایک آدمی خود موجود ہے ' واپس آ گیا ہے ' دفتر میں رپورٹ کر دی ہے' تو وہ جو کرنا چاہے کر سکتا ہے ۔ اس میں اب ہمارے لیے اس کی explanation کیسے گیا؟ کیا story ہے ؟ It is not our job, it is his job to go and tell the story and get registered his case.

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب ۔بھنڈر صاحب کو بھی سن لیں ۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک روایات کا تعلق ہے ' جو آپ نے فرمایا ' ٹھیک ہے وہ آزاد آدمی ہے ' وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ لیکن جناب اگر کوئی ایک statement دینے کا وعدہ کیا جائے تو فرض ہے کہ وہ statement آ کر دی جائے ۔ صرف release ہونا یا release کرنا مناسب بات نہیں ہے۔ جب بھی کوئی commitment اس ہاؤس میں کی جائے تو ہاؤس اس commitment کو پورا کرنے کے انتظار میں ہوتا ہے اور statement دینا اور واقعات سے ساری سینیٹ کو روشناس کرانا فرض بنتا ہے ۔ اس لیے میں یہ مؤدبانہ گزارش کروں گا' یہ اپنے طور پر الگ بات ہے کہ کیا procedure ہو گا ' FIR دے گا یا نہیں دے گا' کس section میں دے گا ۔ لیکن ہمارے ہاں اگر commitment کی جائے تو وہ commitment honour ہونی چاہیے اور وہ statement متعلقہ منسٹر صاحب کو آ کر ایوان میں دینی چاہیے ۔ یہ روایات ہیں اور ان روایات کو ہمیں قائم رکھنا چاہیے ۔

Mr . Chairman: Wasim Sahib , I think we should request the Minister to....

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، انہوں نے بالکل درست کہا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی حضرات اس کو appreciate کر رہے ہیں۔ میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ جب بھی بھنڈر صاحب کوئی بات کرتے ہیں تو اسی طرح appreciate کیا جائے - یہ نہیں کہ جب ان کے فائدے کی کوئی بات ہوئی تو appreciate کر دیا۔ کیونکہ بھنڈر صاحب ہمیشہ rules and tradition کے مطابق' روایت کے مطابق بات کرتے اور ان کی بات کو ہم سب کو غور سے سننا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے -

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب نے جو raise کیا ہے' وہ منسٹر صاحب کو convey کر دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی،جناب چیئرمین صاحب یہ تو نہایت callous attitude ہے honourable Minister کا کہ جی he has come back and he is free to do whatever he wants to do. It is the responsibility of the State, the State is abdicating from its responsibility of protecting the citizens. جناب منسٹر کی statement سے تو یہ دو نتیجے نکلتے ہیں کہ the state is abdicating its constitutional responsibility of protecting the citizens. It is number one and number two: the state is carrying out State sponsored kidnapping.

Is this the way? Because he is saying, he has come back; that is the end of the matter. For 48 hours, the man has disappeared; he has come back in disoriented passion.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین! جب انفارمیشن منسٹر آئیں گے تو وہ یقیناً ساری معلومات اپنے ساتھ لائیں گے اور ایوان کے سامنے بیان فرمائیں گے۔ بھنڈر صاحب نے

بھی صحیح فرمایا اور ربانی صاحب نے بھی صحیح فرمایا۔ وزیر صاحب کے پاس جو بھی information ہو گی وہ یقیناً یہاں پر بیان دے دیں گے۔

جناب چیئرمین، میں نے کل بھی کہا تھا journalists are important pillar of the society. We must give them due respect and care.

Senator Asfandyar Wali: Mr. Chairman, one thing is very strange in this whole incidence. Yesterday, when the press walked out, members from both sides got up and said that these people are walking out and let the Minister for Information get up and give us an explanation. If I am wrong I would want you to point it out to me.

الفاظ ان کے یہ تھے کہ جی صبر تو کریں ابھی تو کافی دیر ہے۔ اللہ بہتر کرے گا۔

How the hell did he know that the man was going to be released? Did he know already that the man had been released and he refused to give us this information?

9 ***Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:32 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the number and locations of oil and gas wells in the country which are operational indicating also the quantity of oil and gas extracted from each well during the last five years?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Currently there are 99 oil and 89 gas producing fields in the country. Details of oil gas produced during the last five years are given in Annexure-I.

Fieldwise Crude Oil Production During Last five Years

Annexure-I

Unit: Barrels

Field	2001-2002	2002-2003	2003-2004	2004-05	2005-06	Average (BOPD)
Zamzama	206,426.00	194,405.00	602,811.27	625,304.00	655,857.00	1,251.95
Miano	1,269.00	3,394.00	15,410.70	35,629.00	35,260.00	49.64
Kadanwari	-	25,607.00	18,500.60	967.50	1,036.00	25.27
Bhit			76,481.75	119,429.00	114,681.00	170.1[illegible]
Sono	477,954.00	285,747.00	201,843.00	672,895.00	888,558.00	1,384.[illegible]
Lashari C	297,977.00	375,715.00	277,428.00	365,875.00	683,795.00	1,096.32
Lashari S	-	53.00		-		0.03
Bobi	-	-	5,210.00	885,789.00	952,675.00	1,010.23
Buzdar	11,575.00	-				6.34
Pasaki	-	1,020,926.00	832,250.00	1,610,406.00	1,523,310.00	2,732.54
Pasaki-North	1,263,672.00	381,455.00	372,270.00	374,945.00	205,125.00	1,423.27
Noorai Jagir			42,346.00	10,500.00		28.96
Misan	41,410.00	49,010.00	54,219.00	151,936.00	123,878.00	230.39
Kunnar	1,137,809.00	1,244,161.00	1,463,921.00	1,487,739.00	1,598,160.00	3,798.24
Qadirpur	115,101.00	112,231.00	205,520.00	383,590.00	378,480.00	654.75
Thora	407,057.00	871,417.00	730,070.00	633,479.00	600,255.00	1,776.59
Resham	-	51,475.00				28.21
Palli	1,158.00	1,165.00				1.27
Bhullan Shah			15,304.00			8.39
Chak-2	-	24,985.00	1,368.00			14.44
Chak-63	-	4,490.00	42,705.00			25.86
Daru	86,281.00	72,988.00	74,816.00	47,035.00	98,848.00	208.20
Tando Alam	326,813.00	441,499.00	688,043.00	663,085.00	390,156.00	1,375.12
Toot	78,439.00	81,543.00	90,518.00	114,965.00	114,861.00	263.19
Fimkassar	185,718.00	199,747.00	195,140.00	190,412.00	176,175.00	519.01
Bhalsyedan	71,359.00	47,360.00	33,082.00	18,893.00	6,691.00	97.20
Dakhni	190,521.00	189,676.00	210,392.00	355,364.00	413,315.00	744.80
Chak Naurang	183,243.00	171,490.00	164,295.00	158,612.00	149,352.00	453.15
Missa Keswal	224,559.00	233,371.00	144,012.00	126,743.00	115,131.00	462.36

Sadkal	342,376.00	[illegible],621.00	79,517.00	58,236.00	42,140.00	381.31
Dhodak	889,709.00	858,816.00	887,350.00	899,963.00	942,283.00	2,453.76
Rajian	415,944.00	444,722.00	430,410.00	642,409.00	540,582.00	1,355.65
Kal	568,289.00	557,042.00	559,291.00	574,832.00	586,238.00	1,559.28
Uch	-	-	2,372.00	9,301.00	13,367.00	13.72
Chanda	126,137.00	-		1,005,896.00	958,025.00	1,145.24
Kandhkot	29,963.00	14,780.00	10,926.07	12,398.00	13,331.00	44.60
Mazarani			20,540.38	22,461.00	25,487.00	37.53
Adhi	843,106.00	1,163,111.00	1,428,537.00	1,284,142.00	1,254,831.00	3,273.28
Sui	6,366.00	14,866.00	13,210.92	10,291.00	11,144.00	30.62
Khaskeli	212,454.00	186,537.00	190,469.00	176,078.00	153,844.00	503.77
Ali Zaur					134,435.00	73.66
Laghari	94,565.00	81,991.00	64,124.00	58,436.00	37,031.00	184.19
Dhabi	595,641.00	374,317.00	53,196.00	31,080.00	1,618.00	578.55
Mazari	199,784.00	229,077.00	190,372.00	104,180.00	21,327.00	408.08
S.Mazari	1,069,282.00	647,976.00	465,884.00	425,861.00	346,227.00	1,619.30
Turk	87,009.00	41,191.00	80,990.00	89,930.00	55,564.00	194.35
Tando G Ali					33,250.00	18.22
Golarachi	4,451.00	7,272.00	3,402.00	15,417.00	10,285.00	22.37
Halipota	117.00	-		31,307.00	53,912.00	46.76
Jhaberi	7,860.00	29,775.00	4,340.00	1,065.00		23.59
Jhaberi South	-	56,124.00	3,999.00	27,330.00	49,631.00	75.11
Fateh Shah					2,097.00	1.15
Fateh Shah North					2,700.00	1.48
Junathi South	16,288.00	532.00	1,727.00	3,893.00		12.30
Liari	563,776.00	415,795.00	140,136.00	47,806.00	38,411.00	660.78
Liari Deep	8,766.00	36,874.00	17,852.00	14,615.00	9,495.00	48.00
Sonro	143,362.00	739,018.00	587,801.00	403,093.00	308,647.00	1,195.57
Nari	6,282.00	1,709.00		1,647.00		5.28
Jogwani				297.00	7,381.00	4.21

Bukhari	16,593.00	32,444.00	14,960.00	19,565.00	15,471.00	54.26
Bukhari Deep					7,597.00	4.16
Bhatti/Nakurji	215,536.00	204,191.00	159,985.00	134,148.00	123,494.00	458.82
Buzdar	-	54,100.00	42,646.00	43,397.00	60,079.00	109.71
N.Akri	506,759.00	459,557.00	356,366.00	303,288.00	151,451.00	973.93
Bari	34,120.00	20,697.00	21,452.00	20,353.00	14,547.00	60.91
Ghungro	1,095,678.00	938,919.00	547,707.00	302,826.00	235,342.00	1,709.85
Khorewah	77,921.00	114,875.00	99,723.00	87,722.00	74,106.00	248.96
Khorewah Deep	1,906.00	2,691.00	1,633.00	1,297.00	1,793.00	5.11
Mukhdumpur	20,409.00	23,715.00	17,748.00	12,766.00	8,727.00	45.68
Meyun Ismail	105.00	19,156.00	855.00	19.00		11.03
Meyun Ismail D	22,364.00	22,293.00	29,324.00	31,091.00	13,648.00	65.05
Muban	43,736.00	51,975.00	57,643.00	40,954.00	35,710.00	126.04
S.Buzdar	74,785.00	9,005.00				45.91
S.Mazari Deep	442,263.00	298,683.00	288,686.00	324,135.00	272,276.00	890.98
Tajedi	116,496.00	116,839.00	78,003.00	69,787.00	85,748.00	255.82
Zaur	717,452.00	755,406.00	953,763.00	827,204.00	378,163.00	1,990.13
Zaur-deep	62,639.00	18,377.00	12,012.00	2.00	4,625.00	53.51
Zaur South			127,281.00	117,346.00	217,559.00	253.25
Turk Deep	27,566.00	21,291.00	20,578.00	16,465.00	13,015.00	54.20
Tangri	1,184,558.00	1,565,309.00	739,212.00	244,804.00	303,728.00	2,212.39
Shah Dino	-	-	145,839.00	170,273.00	108,893.00	232.88
Paniro	116,440.00	29,242.00	29,850.00	14,457.00	55,364.00	134.44
Jabo	218,338.00	321,118.00	361,003.00	195,488.00	317,496.00	774.49
Jagir	603,060.00	532,280.00	409,035.00	233,487.00	138,230.00	1,049.91
S. Buzdar Deep	57,415.00	59,620.00	60,968.00	176,369.00	103,225.00	250.74
Dhabi South	-	12.00		435.00	160.00	0.33
Dhabi North	1,324,357.00	899,277.00	489,497.00	209,904.00	105,601.00	1,659.53
Duphri	-	198.00		12,518.00	104,127.00	64.02
Pir	1,005.00	-	1,411.00	1,120.00		1.94
Rind	158,544.00	253,322.00	316,878.00	187,059.00	147,561.00	582.67
Rajo	86,578.00	40,223.00	6,568.00		4,057.00	75.30
Raj	-	4,348.00	706.00			2.77
Kato	5,706.00	9,157.00	352.00	127.00	11,181.00	14.53

	Keyhole G	-	16,218.00	356,134.00	186,990.00	26,949.00	321.26
	Sakhi Deep	-	423.00	25,112.00	29,298.00	20,078.00	41.05
	Sakhi	680,334.00	391,290.00	533,989.00	328,633.00	200,506.00	1,169.73
OPII	Naimat Basal			30,854.80	84,431.00	79,776.00	106.88
	Ali					26,048.00	14.27
	Bilal					44,281.00	24.26
	Bilal North					18,345.00	10.05
	Siraj South			28,434.00	65,323.00	78,580.00	94.43
	Umer			229,879.00	246,498.00	98,951.00	315.25
	Dhurnal	314,532.00	384,256.00	252,030.00	202,230.00	165,047.00	722.24
	Bhangali	140,246.00	148,525.00	67,464.00	48,086.00	32,478.00	239.34
	Ratana	19,519.00	24,497.00	46,841.00	40,321.00	35,814.00	91.50
Petronas	Rehmat				8,207.00	38,054.00	25.35
POL	Amirpur				4,274.00		2.34
	Khaur	1,882.00	1,859.00	1,460.00	925.00	619.00	3.70
	Dhulian	58,506.00	62,126.00	51,622.00	43,418.00	50,512.00	145.85
	Joya Mair	42,321.00	28,699.00	18,998.00	12,229.00	10,409.00	61.73
	Balkassar	157,279.00	140,766.00	125,071.00	116,481.00	124,655.00	363.97
	Pariwali	368,458.00	325,694.00	291,421.00	436,502.00	834,891.00	1,236.69
	Pindori	1,856,921.00	2,071,396.00	2,875,358.00	2,767,786.00	3,398,111.00	7,106.61
	Minwal	82,100.00	61,101.00	39,942.00	25,470.00	22,866.00	126.84
	Meyal	334,083.00	509,571.00	312,556.00	253,746.00	248,318.00	908.64
	Turkwal	352,226.00	233,631.00	80,917.00	105,437.00	83,016.00	468.62
MOL	Manzalai				55,043.00	161,214.00	118.50
	Makori					144,255.00	79.04
Total		**23,180,604.00**	**23,437,428.00**	**22,554,178.49**	**23,845,308.50**	**23,935,629.00**	**64,083.92**

Fieldwise Gas Production During Last Five Years

Annexure-I

Unit : MMCFT

Company	Fields	2001-02	2002-03	2003-04	2004-05	2005-06	Average (MMCFD)
BHP	Zamzama	33,561.00	31,287.00	90,440.35	94,271.82	99,348.21	191.18
OGDCL	Pirkoh	30,995.00	24,171.00	19,851.63	16,523.46	8,207.61	54.66
	Loti	13,815.00	12,874.00	11,341.46	11,154.14	7,078.05	30.83
	Uch	49,703.00	49,773.00	62,862.85	66,585.83	67,474.64	162.41
	Sari Huni	-	1,046.00	785.26	839.75	916.52	1.97
	Qadirpur	125,306.00	139,196.00	116,637.59	171,735.90	181,317.26	402.30
	Daru	3,089.00	2,753.00	2,969.46	1,947.81	2,551.30	7.29
	Bhullan Shah	-	-	619.47	-	-	0.34
	Norai Jagir	-	-	390.49	246.24	-	0.35
	Dakhni	5,155.00	5,136.00	5,377.21	7,108.86	8,204.51	16.98
	Dhodak	13,653.00	13,239.00	13,784.54	14,299.64	16,040.75	38.91
	Missa Kaswal	385.00	538.00	375.49	164.59	9.98	0.81
	Sadqal	5,305.00	3,564.00	1,916.69	1,431.47	996.08	7.24
	Bhalsyedan	579.00	539.00	472.77	161.38	-	0.96
	Nandpur/Panjpir	19,471.00	20,274.00	17,323.86	16,560.36	13,459.52	47.72
	Fimkassar	20.00	-	-	-	-	0.01
	Chanda	-	-	-	3,538.47	2,846.43	3.50
MGCL	Mari	149,575.00	156,289.61	159,009.82	162,262.10	171,044.77	437.36
PPL	Kandhkot	41,182.00	38,003.00	37,062.00	37,910.00	48,573.00	111.08
	Mazarani	-	14.00	3,563.65	4,218.00	4,422.00	6.69
	Sui	279,648.00	271,428.00	254,652.00	242,230.00	247,272.00	709.72
	Adhi	6,742.00	7,121.00	6,984.17	7,136.42	7,036.30	19.19
BP	Ali Zaur	-	-	59.09	589.58	676	0.73
	Bari	-	-			6.40	0.00
	Golarchi	1,389.00	3,964.00	2,489.31	4,959.29	5,564.90	10.06
	Koli	-	-	-	-		-
	Turk	5,046.00	1,169.00	1,986.82	1,960.15	1,583.60	6.44
	Mazari	640.00	509.00	1,203.71	402.67	69.00	1.55

Bukhari	2,448.00	2,054.00	1,368.19	1,862.44	1,535.20	5.08
Bukhari Deep					1,539.40	0.84
Makhdumpur	2,510.00	2,992.00	2,259.58	2,182.38	2,020.50	6.56
Khorewah	6,565.00	9,781.00	9,538.58	8,343.12	7,157.60	22.68
Turk Deep	11,227.00	9,551.00	9,341.22	5,935.26	6,596.30	23.37
Buzdar	-	13,296.00	14,955.22	13,158.03	14,751.70	30.77
Fateh Shah					1,020.90	0.56
Fateh Shah North					483.60	0.26
Kato	128.00	225.00	5.85	2.99	412.30	0.42
Bhatti/Nakurji	9,188.00	7,534.00	7,141.66	6,731.30	6,677.80	20.42
Junathi South	3,226.00	72.00	387.96	179.45		2,12
Jhaberi	881.00	5,365.00	2,564.30	286.66		4.98
Jhaberi South	-	431.00	117.76	935.61	1,528.40	1.65
Halipota	-	-		49.28	99.7	0.08
Dhabi	1,432.00	3,581.00	3,207.59	4,953.64	2,589.80	8.64
Duphri	-	18.00		2,929.50	122.3	1.68
S.Mazari	238.00	317.00	402.49	304.48	194.70	0.80
Liari	128.00	122.00	51.96	71.30	11.30	0.21
Liari deep	204.00	1,265.00	1,231.06	1,400.18	1,142.80	2.87
Sonro	659.00	3,005.00	2,784.03	2,765.76	3,784.30	7.12
Nari	491.00	129.00	-	71.18		0.38
North Akri	-	80.00	61.57	5,386.00	38.20	3.05
Jabo	53.00	739.00	1,216.71	621.41	486.50	1.71
Khorewah deep	976.00	521.00	440.52	382.04	399.20	1.49
Makhdumpur Deep	1,752.00	449.00	-	-	181.70	1.31
Pir	837.00	245.00	185.47	82.34	3.50	0.74
Rind	563.00	261.00	423.18	199.84	89.40	0.84
Raj	-	2,354.00	645.78	378.72	643.80	2.20

	Rajo	-	10.00	3.47	-		0.01
	S. Buzdar	13,276.00	1,240.00	23.13	-		7.97
	S.Mazari Deep	212.00	306.00	521.78	457.27	229.60	0.95
	Tangri	597.00	742.00	606.52	142.73	166.50	1.24
	Tando G Ali					999.40	0.55
	Bari	-	8.00	12.40	11.11		0.02
	Dabhi South	-	116.00	2,218.18	2,305.46	1,627.50	3.43
	Dabhi North	381.00	169.00	221.29	100.02	26.10	0.49
	Ghungro	74.00	188.00	114.67	98.56	63.40	0.30
	Jagir	238.00	222.00	159.98	74.38	51.80	0.41
	Jogwani					7,088.20	3.88
	Khaskeli	-	101.00	190.22	213.29	163.80	0.37
	Key Hole G	-	1.00	30.84	20.61	11.80	0.04
	Laghari	-	45.00	49.43	47.01	25.70	0.09
	Meyun Ismail	-	17.00	2.01	0.16		0.01
	M. Ismail Deep	1,582.00	1,949.00	3,802.84	5,231.93	2,974.70	8.52
	Muban	65.00	259.00	303.93	244.36	183.20	0.58
	Paniro	-	12.00	19.28	18.90	15.60	0.04
	South Buzdar deep	263.00	380.00	174.74	918.47	834.30	1.41
	Shah Dino		11.00	136.36	195.33	141.50	0.27
	Sakhi	747.00	517.00	605.67	501.42	412.40	1.53
	Sakhi Deep	-	63.00	3,813.42	6,398.88	7,853.30	9.93
	Tajedi	-	-	11.45	12.53	4.10	0.02
	Zaur	7,364.00	5,112.00	4,591.00	4,730.93	3,043.40	13.61
	Zaur-deep	2,806.00	1,516.00	603.05	4.36	347.60	2.89
	Zaur South	-	-	230.47	217.69	124.80	0.31
Eni	Kadanwari	23,586.00	20,247.00	17,225.00	25,140.00	18,640.00	57.45
	Bhit	-	28,194.00	108,724.00	117,000.00	115,870.00	202.62
PEL	Block-22	2,916.00	4,897.00	6,013.95	6,351.94	7,513.99	15.17
	Badar					1,369.56	0.75

Tullow	Sara	7,309.00	7,580.00	85.76	-		8.21
	Suri	3,560.00	2,528.00	5,487.98	3,449.68	1,654.84	9.14
OMV	Miano	11,100.00	51,403.00	57,839.07	64,493.80	60,858.66	134.63
	Sawan	-	-	95,645.88	137,804.60	138,997.21	204.08
OPII	Kausar	-	-	125.79	6,082.70	7,356.93	7.43
	Ali					3,008.04	1.65
	Bilal					1,537.05	0.84
	Bilal North					626.52	0.34
	Naimat Basal	-	-	3,670.04	5,744.19	4,275.25	7.50
	Siraj South	-	-	1,323.55	2,783.20	2,068.53	3.38
	Umar	-	-	265.81	1,357.86	1,194.03	1.54
	Usman	-	-	-	6,108.52	9,806.29	8.72
	Dhurnal	838.00	1,143.00	742.20	723.78	627.44	2.23
	Ratana	605.00	587.00	981.75	791.59	675.12	1.99
	Bhangali	654.00	1,124.00	446.48	291.68	238.73	1.51
Petronas	Rehmat	-	-	-	2,405.44	11,285.87	7.50
POL	Dhulian	1,791.00	966.00	628.88	588.37	835.06	2.64
	Balkassar	344.00	18.00	18.08	17.45	19.57	0.23
	Meyal	4,026.00	3,213.00	2,369.30	1,983.24	2,047.50	7.47
	Pariwali	3,732.00	3,522.00	3,150.69	4,101.94	7,175.13	11.88
	Pindori	6,236.00	6,390.00	8,893.98	8,359.31	10,368.01	22.05
	Turkwal	691.00	517.00	176.47	111.46	63.37	0.85
MOL	Manzalai	-	-	-	4,926.64	16,698.03	11.85
	Makori					616.48	0.34
	Total	923,758.00	992,587.61	1,202,751.15	1,350,013.63	1,400,025.64	3,215.96

10. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:34 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the names of areas in NWFP where the reservoirs of gas and oil have been discovered so far;

(b) the names of areas in that province where the exploration companies are presently working for discovery of oil;

(c) the quantum of oil and gas being provided to the other provinces from the said reservoirs; and

(d) the number of districts of NWFP to which natural gas has been supplied from those reservoirs?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a) So far four oil/gas discoveries, two by OGDCL at Chanda and Mela in District Kohat and two by MOL Pakistan at Manzalai and Makori in District Karak have been made in NWFP.

(b) The details are at Annexure-I.

(c) (i) On average the current demand of NWFP during summer & winter is 166 MMCFD & 207 MMCFD respectively against production of 70 MMCFD gas from the reservoirs located in-NWFP. The short fall of NWFP is met by transporting gas produced from other provinces.

(ii) About 5500 BPD crude oil is produced from NWFP which is supplied to Attock Refinery Rawalpindi being nearest Refinery for production of refined petroleum products. However, current petroleum products demand of NWFP is 26,200 BPD.

(d) Presently, eight district headquarters of NWFP are being supplied gas. Further, the work for laying of transmission/distribution network for other six southern districts has already been started.

Annexure-I

Exploration Licences in NWFP

S.No	Company	Block	Area (Sq.Km)	Districts	Grant Date
1	MOL	3370-3 (Tal)	3,688.83	Kohat, karak, Bannu, Adamkhel, and North Wazirstan	11/02/1999
2	MGCL	3172-1 (Karak)	2,335.18	Karak, Bannu, North Waziristan & Mianwali	14-04-2005
3	OGDCL	3371-5 (Gurgalot)	385.84	Kohat & Attock	28/06/2000
4		3370-10 (Nashpa)	979.69	Attock, Mianwali, Kohat, Karak & North Waziristan	16/04/2002
5		3370-12 (Latambar)	331.47	North Waziristan, Karak & Bannu	24-10-2005
6		3270-6 (Wali)	2,179.26	South Waziristan, Laki Marwat & Bannu	31-05-2006
7	Tullow	3370-13 (Bannu West)	1,229.57	Bannu, Kohat, Kurram,North Waziristan	27-04-2005
8		3371-10 (Kohat)	1,107.21	Peshawar,Nowshera,Kohat,Adam Khel	27-04-2005
	Total area:		12,237.05		

11. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:**(Notice received on 19-09r2006 at 14:34 p.m.)

Will the Minister for Minorities Affairs be pleased to state:

(a) number of religious places of minorities in the country; and

(b) the funds allocated for rehabilitation and renovation of those places during 2004-05?

Reply not received.

12. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:34 p.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to state:

(a) the details of buildings hired during the last Hajj at Mekkah and Madina indicating also the covered area and rent per square foot in each case; and

(b) the amount paid in Pak rupees as rent of those buildings?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: (a) The deatil of buildings heird during the last Hajj at Makkah and Madina is enclosed at **Annex (A & B)** respectively.

Covered area of buildings is not measured by the Hajj Mission rather Lujna-tul-Askan (Saudi Committee for Hujjaj Accommodation working under the supervision of Governorate) which issues tasteeh *i.e.* license of the basis of authorized engineering firm's report/measurement in resoect of each building, specifying therein the number of Hajjaj to be accommodated in each building, However, under Saudi Taleemat-e-Hajj, a Haji is entitled for average 4 meters spece.

Rent at Madinah Al-Munawwarah is paid at the flat rate of SR. 300/- per Haji per cycle of 8 days (40 prayers) and not on the basis of square foot.

Rent at Makkah for various building is paid on different rates between the range of SR. 815-2500 per person, depending upon the distance and building condition.

(b)	Makkah Makarramah	Rs. 2,626,428,000
	Madinah Munawwarah	Rs. 428,088,000

(Annexure have been placed on the table of the House as well as Library).

13. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:36 p.m.)

Will the Minister for Sports be pleased to state:

(a) the allocations, developmental and non-developmental, sanctioned in the Budget 2005-2006 for the Ministry of Sports with category-wise break up;

(b) the funds released to the Ministry out of the said allocations during that year for developmental and non-developmental expenditure separately;

(c) the amount utilized by the Ministry during the said year out of the funds released for developmental and non-developmental purposes with category-wise break up; and

(d) the funds surrendered by the Ministry out of the allocated developmental and non-developmental funds during the said year indicating also the reasons for non utilization of the funds?

Mian Shamim Haider: (a) Development and Non-development budgetary allocation for Pakistan Sports Board during the financial year 2005-2006, were as follows:

(i)	Development	Rs. 329,073,000	(Detail at Annex-A)
(ii)	Non-development	Rs. 290,200,000	(Detail at Annex-B)
	Total:	Rs. 619,273,000	

(b) Details of the funds released to Pakistan Sports Baord are as under:

(i)	Development	Rs. 329,073,000
(ii)	Non-development	Rs. 290,200,000
	Total:	Rs. 619,273,000

(c) Amount utilized by Pakistan Sports Baord during the year 2005-2006 is:—

(i)	Development	Rs. 210,542,000	(Detail at Annex-A)
(ii)	Non-development	Rs. 316,898000	(Detail at Annex-C)
	Total:	Rs. 527,440,000	

(d) No amount has been surrendered by Pakistan Sports Board out of the allocated Development as well as Non-development funds. The un-utilized amount of development budget is lying with the executing agencies for utilization in the succeeding years.

Reasons for less utilization of development funds are:—

(i) Execution of some Projects has been delayed due to revision of seismic zones codes in the wake of earthquake of 8th October, 2005, and consequently PC-1 forms have to be revised.

(ii) Land disputes in respect of some projects viz Boxing Gymnasium at Peshawar, Lahore, Sports Stadium at Nowshera, Cycling Velodrome at Lahore, delayed the execution of these projects.

(iii) Non-transfer of the title of the land of Old Terminal Building, Lahore by Military lands and Contonments Department to Pakistan Sports Board.

ANNEXURE 'A'

LIST OF DEVELOOPMENT PROJECT IN PSDP 2005-06

S #	Name of Project	Allocatin for 2005-06	Utilization
1	2	3	4
1	Construction of Ghazi Sports complex at Sadiqabad, District Rahim Yar Khan	11.000	11.000
2	Construction of Boxing Gymnasium at Lahore	24.595	12.383
3	Construction of Boxing Gymnasium at Peshawar	16.095	3.008
4	Construction of Boxing Gymnasium at Quetta	24.595	5.472
5	Construction of Boxing Gymnasium at PSB Coaching Centre Karachi	24.595	20.564
6	Construction of Boxing Gymnasium at Islamabad	13.895	7.747
7	Construction of Stadium at Curtus Ground Haripur	7.000	5.596
8	Construction of Sports complex at Thatta	21.000	18.200
9	Construction of Sports complex at Badin	22.000	21.825
10	Construction of Sports complex at Mardan	25.136	7.984
11	Construction and Improvemnet of Tennis courts & hockey ground at Qayyum Stadium Peshawar	2.600	2,140
12	Construction of sports Stadium at Charsadda	6.928	6.035
13	Provision of facilities in Qazi Mohib Hockey Stadium at Bannu	6.000	5.200
14	Construction of Sports Stadium at Lakki Murwat	6.980	6.082
15	Construction of Sports Stadium at Skardu	4.980	4.980
16	Construction of Play ground at Hangu	4.492	3.843
17	Construction of Football Stadium at Kharan	2.681	2.681

18	Construction of Football Stadium at Pishin	3.681	3.681
19	Construction of Sports Stadium at Jhang	15.851	13.852
20	Construction of Stadium at Lodhran	7.534	6.381
21	Conversion of Old Terminal Building into world class sports comples at Lahaore	6.000	0.715
22	Laying of hockey turf at Khushab	28.865	17.857
23	Construction of sports complex at Sialkot	10.000	9.739
24	Laying of synthetic hockey turf at Rawalakot	4.393	0.245
25	Repair & maitenance of PSB Coaching Center at Quetta	9.557	4.224
26	Costruction of Cycling Velodrome at PSB Coaching Centre at Lahore	7.620	-
27	Construction of Sports Stadium at Dir	2.000	2.000
28	Construction of Sports Stadium at Tehsil Patoki district Kasur	3.000	3.000
29	Construction of sports Stadium at Tehsil Chunian district Kasur	2.000	2.000
30	Cojnstruction of sports Stadium at Nowshehra	3.000	1.752
31	Construction of one Wrestling Hall and renovation/upgraadation of existing wieghtlifiting hall at Gujranwala	1.000	0.356
	Total:-	329.073	210.542

Annexure-B

PAKISTAN SPORTS BOARD

BREAK UPOF NON DEVELOPMENT ALLOCATION FOR THE YEAR 2005-2006

S/No	Name of Head	Amount
1	Pakistan Sports Board	72,400,000
2	PSB Coaching Centre, Lahore.	7,500,000
3	PSB Coaching Centre, Karachi	6,000,000
4	PSB Coaching Centre, Peshawar	5,300,000
5	PSB Coaching Centre, Quetta	3,500,000
6	Annual Grant to N.S Orgs	28,600,000
7	Special Grant to N S Orgs	17,050,000
8.	Grant to Rwp/Isb Golf Club	400,000
9.	Prep for 15th Asian Games	3,000,000
10	Prep & part for 10th SAF Games	39,800,000
11	Prep and part for 18th Commonwealth Games-06	9,700,000
12	Prep & part in 4th Women Islamic Games	15,200,000
13	Holding of 30th National Games	5,000,000
14	Participation in 1st Asian Indoor Games.	1,900,000
15	PSB Training & Coaching	5,200,000
[illegible]	National Coaches Expenses	2,850,000
17	Foreign Coaches Expenses	7,400,000
18	Master Plan for promotion of Hockey in Pakistan. (Payment to Pakistan Hockey Federation).	2,500,000
19	Payment of cash award to Medal winners	10,000,000
20	PSB Physical Education and Coaching Classes Expense	5,600,000
21	Pension to Ex-NST Employees	200,000
22	Recurring Grant	900,000
		250,000,000

Additional Allocation

S/No	Name of Head	Amount
23	Grant for Football Fedration(PM Directive)	10,000,000
24	Grant for Football Fedration for FIFA Goal Project (PM Directive)	10,200,000
25	Grant for Big Final 20th World men's Squash Champion Ship (PM Directive)	20,000,000
		40,200,000
	Total Allocation	290,200,000

Annexure-C

PAKISTAN SPORTS BOARD

DETAIL OF NON DEVELOPMENT EXPENDITURE FOR THE YEAR 2005-2006

S/No	Name of Head	Amount
1	Pakistan Sports Board.	85,272,032
2	PSB Coaching Centre, Lahore.	8,174,590
3	PSB Coaching Centre, Karachi	9,170,597
4	PSB Coaching Centre, Peshawar	5,271,483
5	PSB Coaching Centre, Quetta	3,807,400
6	Annual Grant to N S Orgs	28,200,000
7	Special Grant to N S Orgs	14,404,755
8	Grant to Rwp/Isb Golf Club	400,000
9	Prep for 15th Asian Games	2,995,043
10	Prep & part for 10th SAF Games	39,770,685
11	Prep and part for 18th Commonwealth Games-06	8,800,733
12	Prep & part in 4th Women Islamic Games	15,004,884
13	Holding of 30th National Games	5,000,000
14	Participation in 1st Asian Indoor Games	1,428,756
15	PSB Training & Coaching	4,172,215
16	National Coaches Expenses	2,844,778
17	Foreign Coaches Expenses	6,544,362
18	Master Plan for promotion of Hockey in Pakistan (Payment to Pakistan Hockey Federation).	2,500,000
19	Payment of cash award to Medal winners	13,000,000
20	PSB Physical Education and Coaching Classes Expense.	4,065,459
21	Pension to Ex-NST Employees	200,000
22	Recurring Grant	920,000
23	Donation announced by the Prime Ministerfor promotion of Football in Pakistan	3,000,000
24	Financial Assistance to General Jamaldar and GhaziCricket Club and Cricket Council Orakzai Agency.	1,500,000
25	Grant to We Care Association & Pakistan Martial Arts Promotion Society, Islamabad for holding 3rd All Pakistan Girls & Boys Open Martial Arts Championship, Islamabad	100,000

26	Financial Assistant to President, Pakistan Tennis Pins Bowling Federation, Islamabad.	150,000
27	Construction of Gymnasium for the promotion of Indoor Games at PAF Peshawar.	10,000,000
		276,697,772

Expenditure Against Additional Allocation

28	Payment to Football Fedration(PM Directive)	10,000,000
29	Payment to Football Fedration for FIFA Goal Project (PM Directive)	10,200,000
30	Payment to Pak Squash Federation for Big Final 20th World men's Squash Champion Ship (PM Directive)	20,000,000
		40,200,000
	Total Expenditure	316,897,772

14. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:36 p.m.)

Will the Minister for Culture be pleased to state:

(a) *the allocations, developmental and non-developmental, sanctioned in the Budget 2005-2006 for the Ministry of Culture with category-wise break up;*

(b) *the funds released to the Ministry out of the said allocations during that year for developmental and non-developmental expenditure separately;*

(c) *the amount utilized by the Ministry during the said year out of the funds released for developmental and non-developmental purposes with category-wise break up; and*

(d) *the funds surrendered by the Ministry out of the allocated developmental and non-developmental funds during the said year indicating also the reasons for non utilization of the funds?*

Dr. Syiad Ghazi Gulab Jamal: (a) The total allocation for Ministry of Culture for 2005-06 was Rs.1012.434 (M) as per following breakup:—

Non-Development

(i)	Demand No.19	201.495
(ii)	Demand No.20	189.626
	Total Non-Dev.	391.121

Development

Demand No.130	621.313
Total Allocation	**1012.434**

(b) The Funds released stood at Rs.991.194 (M) as per following detail:—

Non-Development	383.200
Development	607.994
Total funds released	**991.194**

(c) The total released allocation amounting to Rs.991.194 (M) has been utilized.

(d) An allocation of Rs. 21.394 (M) was surrendered as per following break up:—

Non-Development

(i)	Demand No. 19	2.656
(ii)	Demand No. 20	5.500
	Total Non-Dev.	8.156
	Development	**13.238**
	Total Surrendered funds	**21.394**

The main reasons for non-utilization of funds are as under:—

A. **Non-Development:**

— An amount of Rs.4.000 (m) was released to Embassy of Pakistan China requesting for submission of utilization report for further release of funds. No demand was made by the executing agencies/(Parep Beijing) inspite of repeated requests therefore, there was no option except to surrender the funds.

— Non-receipt of utilities bills etc.

— Transfer of one Deputy Secretary placed at surplus pool from this Ministry.

B. Development:

- Economy measures in recurring cost.
- Incapability due to short time.
- Non-finalization of formalities.

15. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:36 p.m.)

Will the Minister for Youth Affairs be pleased to state:

(a) the allocations, developmental and non-developmental, sanctioned in the Budget 2005-2006 for the Ministry of Youth Affairs with category-wise break up;

(b) the funds released to the Ministry out of the said allocation during that year for developmental and non-developmental expenditure separately;

(c) the amount utilized by the Ministry during the said year out of the funds released for developmental and non-developmental purposes with category-wise break up; and

(d) the funds surrendered by the Ministry out of the allocated developmental and non-developmental funds during the said year indicating also the reasons for non utilization of the funds?

Reply not received.

16. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:37 p.m.)

Will the Minister for Youth Affairs be pleased to state:

(a) the number of unemployed youth in the country with province-wise breakup; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to provide them full time or part time employment or grant unemployment allowance to such persons?

Reply not received.

17. ***Mrs. Razina Alam Khan:**(Notice received on 19-09-2006 at 14:37 p.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat & Ushr be pleased to state:

(a) the matters/ issues upon which consensus (Ijtihad) has been made so far;

(b) whether there is any institution in the country where continuous consensus (Ijtihad) is being made on various religious (deeni) issues; and

(c) the number of recognized consensus makers (Mujtahideen) in the country?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq:(a) Ever since the establishment of the Council of Islamic Idelogy and the Federal Shariat Court, these have been exercising Ijtehad (Juristic exposition) as part of their constitutional and legal obligation, on multifarious national, public and religous matters, existing laws and other problems confronting the Muslims of the country in line with the spirit of Sharia-e-Islami, as contained in their reports/judgments and recommendations.

(b) Yes, The Council of Islamic Idelogy, constituted under Article 228 of the Constitution, is performing the functions of Ijtehad regularly on various religious matters; whereas a large number of religious institutes in private sector/Darul Ifta are also conducting Ijtehad at their own.

(c) Exact number not known.

18. ***Mr. Nisar Ahmad Memon:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:38 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state the total Solar Energy generated by each province along with break down of public and private sector?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (i) There has been no on-grid solar energy generation.

(ii) Details of province-wise off-grid solar energy generation are as follows:—

Province	*Electricity (KW)*
Punjab	26.88
N.W.F.P.	17.6
Balochistan	17.6
Sindh	17.2
Total :	**79.2**

19. ***Mr. Nisar Ahmad Memon:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:38 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the volume of thermal energy generated by the public and private sectors in the country during 2005-06 with province-wise break up; and

(b) the volume of the said energy planned to generate during 2006-07, 2007-08 and 2008-09 in public and private sectors with province-wise break up?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) Province-wise break-up of thermal energy generated through public and private power houses during 2005-2006 is attached as Annex-A.

(b) Province-wise break-up of planned installed capacity during 2006-2007, 2007-2008 and 2008-2009 in public as well as private sectors in attached as Annex-B.

Annex-A

Actual Energy of WAPDA And Private Power Thermal Plants For Year 2005-06 (Province wise)

All Energies in Gwh,

Province	Public / Private	THERMAL POWER STATION Province vise	Yearly Total
Sindh	Public	JAMSHORO	4,345
		KOTRI	740
		LAKHRA	129
		GUDDU	8,653
		SUKKAR	0
	Private	LIBERTY POWER	1,371
Total	Public		13,868
	Private		1,371
	Province		15,239
	Public	M/GARH	6,697
		MULTAN	333
		GTPS FBD	732
		SPS FBD	521
		SHAHDARA	46

Punjab	Private	KAPCO	8,292
		KEL	707
		AES LALPIR	904
		AES PAKGEN	1,376
		SEPCOL	503
		FKP	946
		ROUCH	2,386
		SABA POWER	659
		JAPAN POWER	454
		ALTERN ENERGY	0
		CHASNUPP	2,181
Total	Public		8,329
	Private		18,406
	Province		26,735
Baluchistan	Public	GTPS QUETTA	114
		HUBCO	3,931
		HCPC QUETTA	937
		UCH	4,089
Total	Public		114
	Private		8,957
	Province		9,071
N.W.F.P	No Thermal Unit Installed		
Total Public			22,311
Total Private			28,734
Total Thermal			51,045
KESC			
Pul			9130 MkWh
Private			1534 MkWh

ANNEX-B

THE PLANNED INSTALLED CAPACITY DURING 2006-07, 2007-08 AND 2008-09 IN PUBLIC AND PRIVATE SECTORS WITH PROVINCE-WISE BREAK-UP

Forecasted Thermal Capacity (MW) added upto 2008-09

	2006-07			2007-08			2008-09		
Province	Public	Private	Total	Public	Private	Total	Public	Private	Total
NWFP	0	0	0	0	0	0	0	0	0
Punjab	2240	3500	5740	2320	3500	5820	2820	5093	7913

Sindh WAPDA	4721	497	5218	4721	597	5318	4721	730	5451
KESC	-	2190	2190	-	2780	2780	-	3250	3250
Baloch	90	2018	2108	90	2018	2108	90	2175	2265
Total	7051	6015	13066	7131	6115	13246	7631	7998	15629
Additional Energy = 70964 GWH				71941 GWH			84884 GWH		

20. ***Mr. Nisar Ahmad Memon:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:38 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the water required for the country during 2006-07 with province-wise break up indicating also the figures for ICT, FATA, Northern Areas and AJK.

(b) the water available for the said year with province-wise break up indicating also the figures for ICT, FATA, Northern Areas and AJK?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) The waters of Indus Rivers System has been distributed amongst the four provinces as per the Water Apportionment Accord 1991, given below:

(Fig. In MAF)

Province	Kharif	Rabi	Total
Punjab	37.07	18.87	55.94
Sindh*	33.94	14.82	48.76
NWFP(a)	3.48	2.30	5.78
(b) Civil Canals**	1.80	1.20	3.00
Balochistan	2.85	1.02	3.87
	77.34 + 1.80	37.01 + 1.20	114.35 + 3.00

*Including already sanctioned Urban and Industrial uses for Metropolitan Karachi

**Unguaged Civil Canals above the rim stations

The requirement for water of provinces during 2006-07 is about 113 MAF.

[redacted]

The requirement of ICT is being met from the flows of local streams and trough extraction of ground water. In case of FATA the water availability is 2.13 MAF whereas the future requirement is 4.50 MAF.

The AJK and NAs are above rim stations and meet their water requirements from the local rivers/streams. There is no institutionalized use of water therefore no accounts of water requirement/availability of ICT, NAs and AJK can be maintained.

(b) Water availability can only be estimated at this stage. It is worked on the basis of two biannual crop seasons *i.e.* Kharif (from April to September) and Rabi (from October to March). The following flows for Kharif (from April to September 2006), have been anticipated;

-	Maximum water availability	122.067 MAF
-	Minimum water availability	104.501 MAF
-	Likely water availability	113.294 MAF

The actual availability from April-July 2006 remained 64.92 MAF. The availability for Rabi (from October-March 2006), will be estimated in the last week of September, 2006.

21. ***Ms. Saadia Abbasi:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:40 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that electricity has been supplied to village and P.O. Pindi Probian, Mohallah Jabbal More, Tehsil Shakargarh, District Narowal without erecting proper poles, if so, its reasons and the time by which proper poles will be erected there?

Reply not received.

22. ***Ms. Saadia Abbasi:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:40 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that electricity has been supplied to village Qasim Pura, Tehsil Shakargarh, District Narowal without erecting proper poles, if so, its reasons and the time by which the proper poles will be erected there; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to replace the service cable laid in that village, if so, when?

Reply not received.

23. ***Ms. Saadia Abbasi:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:40 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that electricity has been supplied to village Sadgal, Post Office Daula Chak, Tehsil Shakargarh, District Narowal, without erecting proper poles, if so, its reasons and the time by which the poles will be erected and service cables will be replaced?

Reply not received.

24. ***Hafiz Rashid Ahmad:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:41 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that 16 transformers of 10-KVA and 15-KVA were provided to the complaint office Dhaki, WAPDA sub division Umerzai, tehsil Tangi, district Charsada to install the same on experimental basis about one year ago; and

(b) whether it is also a fact that the said transformers have not been installed so far, if so, its reasons and the time by which the same will be installed?

Reply not received.

26. ***Mr. Muhammad Abbas Komaili:** (Notice received on 19-09-2006 at 14:42 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the reasons for increasing the prices of natural gas in the country during the last five years?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Gas prices were increased due to unprecedented increase in the prices of oil in the international market to which gas prices are linked.

27. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 20-09-2006 at 13:00 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the names, designation /job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract

28. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 20-09-2006 at 13:00 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the names, designation /job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract basis in BPS 17 and above in the Ministry of Housing and Works from January, 2000 to July, 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?

Syed Safwanullah: No person has been appointed as Consultant or on contract in BPS-17 and above in the Ministry of Housing and Works (Main).

29. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 20-09-2006 at 13: 00 p.m.)

Will the, Minister for Sports be pleased to state the names, designation /job title, date of appointment and period of contract of the consultants and the persons appointed on contract basis in BPS 17 and above in the Ministry of Sports from January, 2000 to July, 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?

Mian Shamim Haider: Ministry of Sports has been established vide Cabinet Division's order No. 4-7/2006-Min. I, dated 27th April, 2006. No appointment on contract has been made so far in the Ministry of Sports.

31. ***Dr. Safdar Ali Abbasi:** (Notice received on 20-09-2006 at 14:45 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to refer to the Senate starred question No. 71, replied on 17th May, 2006 and state the time by which the requisite information will be furnished?

Syed Safwanullah: Survey is being carried out to ascertain exact information. Complete in formation will be submitted shortly.

32. ***Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 21-09-2006 at 11:55 a.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to refer to Senate starred question No. 169A replied on 18th August, 2006 and state:

(a) *the number and names of coalseams in Lakhra Coalfield of Sindh Province; and*

(b) *whether the ISO-PACH MAPS for each said coalseam is being prepared from the bore-hole results by GSP for depth of the coalseam from the surface, heating value, sulphur percentage, moisture percentage and Ash percentage, if not, the time by which such maps will be prepared?*

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a) There are five to eleven coalseams as per GSP's I.R. No. 369; 1988. The major coalseam is named as Lailian coalseam, in the Lakhra coalfield in the Sindh Province.

(b) The published Isopach maps are as under:—

(i) The Isopach maps of Lailian coalseam, Lakhra, Sindh, Pakistan. (GSP map No. 526,527; 1984).

(ii) The Structure contour map of Lailian coalseam, Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan. (GSP map No. Nil. 1989).

Following maps have been prepared and finalized:—

1. Distribution map of Lailian coalseam thickness, Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan.
2. Distribution map of Dhanwari coalseam thickness, Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan.
3. Isopach map of heating value in BTU (as received), different coalmines, Lakhra coalfield, Sindh, Pakisfan.
4. Isopach map of heating values in BTU (as received), Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan.
5. Distribution map of Sulpher%, Lakhra coalfield, Sindh Pakistan.
6. Distribution map of Moisture% Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan.
7. Distribution map of Ash%, Lakhra coalfield, Sindh, Pakistan.

basis in BPS 17 and above in the Ministry of Petroleum and Natural Resources from January, 2000 to July, 2006 indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Following three Research Officers have been appointed in the Policy Wing, M/o Petroleum and NR in 2006:—

Name	Designation/ Job title	Date of appointment	Period of Contract
Sheikh Safiq ud-Din Qureshi	Research Officer (BS-17)	01-08-2006	2 years
Miss Uzma Naz	Research Officer (BS-17)	03-08-2006	-do-
Miss Mehnaz Bibi	Research Officer (BS-17)	03-08-2006	-do-

The Research officers are entitled to pay in BS-17 in the time scale 7140-535-17840. They are also entitled to allowances as admissible to civil servants of the corresponding pay scale under the rules.

Following three Finance and Economic consultants have been appointed in Directorate general of Petroleum Concessions on yearly contract basis under Petroleum Concession Agreements/Petroleum Sharing Agreements with the Exploration and Production Companies in accordance with the provisions of Petroleum Exploration and Production Policy 2001. Their gross salary is given against each:—

S. No.	Name of Contract Employee	Lump Sum present monthly salary
1.	Ms. Sabah Kidwai	Rs. 23,760/-
2.	Mr. Sarshar Ahmed	Rs. 1,33,100/-
3.	Ms. Bushra Hanif	Rs. 19,000/-

33. ***Prof. Khurshid Ahmed:** (Notice received on 21-09-2006 at 11:55 a.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that a new National Coal Policy is being formed, if so, the time by which the same will be announced?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Yes. A PC-II has been prepared and being submitted shortly to the Planning and Development Division for approval. On its approval, consultant will be selected after fulfilling the codal formalities. It is anticipated that National Coal policy will be formed by the end of this financial year.

34. ***Prof Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 21-09-2006 at 12:25 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state whether it is a fact that water tanks of P. W.D. Flats of Cat- V, G-8/4, Islamabad have not been cleaned so far, if so, its reasons and the time by which the same will be cleaned?

Syed Safwanullah: Yes, Because no such complaint has been lodged by the allottees with the Pak PWD Enquiry Office during the last two years. However, these water tanks are now scheduled to be cleaned during the 2nd quarter of the current financial year on availability of funds.

35. ***Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 21-09-2006 at 12:25 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to the villages of Union Council Khattwal, district Abbottabad, if so, when?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: At present, there is no proposal under consideration for supply of gas to villages of Union Council Khattwal District Abbottabad.

36. ***Prof. Muhammad Ibrahim Khan:** (Notice received on 21-09-2006 at 12:25 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the period after which the P.W.D. Flats of Cat-V, G-8/4, Islamabad are required to be repainted/ white-washed by P.W.D.; and

(b) the time by which these flats will be repainted/ white washed?

Syed Safwanullah: (a) Normally paint/white washing is carried out after every two years subject to the availability of funds. 152 Cat-V flats in Sector G-8/4, Islamabad were last painted/white washed during the years 2003-2004 and 2004-2005.

(b) The flats painted/white washed during the year 2003-2004 are due and scheduled for painting during 2nd and 3rd quarters of the current financial year subject to availability of funds.

37. ***Dr. Muhammad Said:** (Notice received on 30-09-2006 at 11:50 a.m.)

Will the Minister Incharge of Prime Minister's Secretariat be pleased to state the details of cases and enquiries pertaining to the evasion of Customs Duty, Income Tax and Sales Tax, during the last six years presently pending with NAB?

Reply not received.

38. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 02-10-2006 at 11:30 a.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of ongoing projects of Hydel Power in the Country indicating also the capacity and date of completion of each project?

Reply not received.

39. ***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 06-10-2006 at 9:45 a.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that unscheduled load-shedding is being observed in Zafarabad Colony (Daraban) Sub-Division, D.I. Khan, if so, its reasons and the time by which it will be done away with?

Reply not received.

40. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 11-10-2006 at 11:20 a.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that unscheduled load shedding is being observed in Karachi

and other parts of Sindh, if so, the steps being taken or proposed to be taken by the Government to do away with it?

Reply not received.

41. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 11-10-2006 at 11:20 a.m.)

Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state:

(a) the present status of rehabilitation work of affectees of 8th October, 2005 earthquake; and

(b) whether financial assistance has been provided to all the said affectees, if not, the reasons thereof?

Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat: (a) Rehabilitation work for the earthquake affected areas is being undertaken in various sectors. Sector-wise achievements in Rehabilitation work is annexed.

(b) ERRA is providing financial assistance in following two sectors and the position is as below:—

Housing Sector

ERRA provided housing financial asistance to 95% affectees. Remaining 5% have not completed their documents. ERRA provided them data updation facility at district level. Remaining affectees will get subsidy by mid of December, 2006 after completion of documents.

Livelihood Sector

A monthly cash grant of Rs. 3000/- for a period of six months is being paid to 218,491 beneficiaries.

SALIENT FEATURES OF ACHIEVEMENTS

Some statistics are given below which will highlight the achievements of ERRA:-

Rural Housing

- 579,667 houses have been assessed
- Rs.32 billion distributed to 447,848 affectees
- 13755 master trainers and over 75000 artisans have been trained
- 65 construction material hubs established
- Designs for houses have been finalized
- 40% of affectees have strated reconstruction of their houses

Urban Housing

- Urban housing assessment completed
- Master Plan of Muzaffarabad and Bagh finalized
- Master Plan of Rawalakot and new Balakot in final stage
- A portfolio of 149 projects in Muzaffarbad finalized and funds equal to US $ 300 million being arranged

Livelihoods

- Comprehensive Livelihoods rehabilitation stragey worth Rs.16.92 billion finalized
- Cash Grants Programme (Rs. 5 billion) for vulnerable households launched since April, 2006.
- 218,491 beneficiary enrolled and paid Rs.3.173 billion so far
- An interim Rs.5.74 billion ERRA-UN Livelihoods Support Programme launched covering 26 projects
- A programme of Rs.3 billion micro-finance launched by Khushhali Bank
- Schemes Worth Rs.3 billion in Agriculture, livestock, skill development etc. under preparation

Education

- All education facilities made functional through interim structures
- 1574 facilities planned to be reconstructed in 06 -7 including 535 by sponsors and 298 by donors
- 3 schools have been completed.
- 677 facilities worth Rs.10 billion selected for reconstruction during 0607 by Government of Pakistan
- 115 PC-!s covering 583 schools approved
- Tendering of 583 schools in 9 districts in process

- Construction of 38 sites started by donors/sponsors
- 185 pre-fabricated schools completed

Health

- All health facilities made functional through interim structures
- Reconstruction of 156, out of 342 facilities being undertaken in 2006-07, all funded by donors/sponsors
- Reconstruction of 5 facilities started by various donors/sponsors
- ADB funded facilities (37) PC-1s under review
- 64 prefabricated health facilities functional (46 AJK, 18 NWFP).
- 49 prefabricated health facilities under construction
- 53 transitional health facilities (PHC Services) operated by INGOs/NGIs functional

WATSAN

- Funding secured for 2226 schemes. Work on 380 started (146 completed). All these schemes are grant-funded
- Design and cost estimation/PC-1s for departmental buildings completed. PC-1s worth Rs.735 M approved, worth Rs.413 in pipeline
- Process for procurement of sanitation/solid waste management machinery started

Telecom

- All telecom links restored in affected areas through alternate means
- Umbrella PC-1 worth Rs.630 million approved by ERRA Board and CDWP. Anticipatory approval of ECNEC in process

Power

- All HT/LT links restored through temporary measures
- Five departments/PC-1s prepared. Two PC-1s costing Rs.0.146 billion approved
- Funding of Rs.2.4 billion secured and tendering in October, 2006
- Release of payment of IESCO and AJ&KED for electric supply to relief camps is in process.

Roads/Transport

- All critical links being kept open

- PC-1 worth Rs.6 billion for NHA road approved and case for anticipatory approval in process
- Project consultants hired for NHA projects and reconstruction to start in October, 2006
- PC-1s costing Rs.4.75 billion for priority provincial/state roads being prepared
- 13 PC-1s costing Rs.935 M approved

Governance

- Total 949 buildings to be reconstructed
- 313 buildings proposed for the year 2006-07 including 171 high priority buildings
- PC-1's of 162 schemes approved with total cost aof Rs.1.725 billion
- Dist. Govt. complexes of MZD, Bagh, Rawalakot and Battagram being sponsored/donated by Turkey, Saudi Arabia and IDB
- Designing work assigned to NESPAK.

Social Protection.

- Vulnerability assessment survey being conducted with help of UNFPA
- Cash grant being extended for the most vulnerable
- A project worth Rs.750 million approved by ERRA Board for rehabilitation of disabled and paraplegics

Environment

- A pilot slop stabilization project under consideration.
- Comprehensive rubble removal/recycling project approved for Muzaffarabad, Bagh and Rawalakot
- A modern rubble recycling plant being established in Muzaffarbad with Belgian assistance.

42. ***Mrs. Tahira Latif:** (Notice received on 18-10-2006 at 10:40 a.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the procedure laid down for allotment of Government accommodations to the Government employees;

(b) whether the allotment of those accommodations is made strictly on seniority basis, if not, its reasons; and

(c) the number of Government employees presently on waiting list for allotment of the said accommodations?

Syed Safwanullah: (a) the allotments are made as per Rule 7 of Accommodation Allocation Rules-2002 (Annex-I).

(b) Yes. Allotments are made on seniority basis as per Rule 7(1) of AAR-2002 and in hardship/deserving cases as per Rule 29-A of AAR-2002 (Annex-II).

(c) A total number of 21761 government employees are presently on General Waiting List for allotment of Government.

Annex-I

7. *Mode of allotment.*—(1) The allotment of Government owned accommodation shall be made to the most senior FGS on GWL of a particular class or category of accommodation.

(2) Allotment of pool accommodation of Ministry of Foreign Affairs and ISI only be made by the Estate Office on the recommendation of the relevant department.

(3) Allotment in each class and category shall be made subject to the terms and conditions laid down in the form of allotment letter as set out in annex-D.

(4) In cae a house of his entitlement is not available, a FGS may be allotted an accommodation of a class or category lower than his entitlement on payment of normal rent on maturity of his turn on the basis of GWL of that category.

Annex-II

29A. *Relaxation of Rules.*—The Federal Government may relax any rule governing allotment of accommodation to eligible FGS in public interest for deserving and hardship cases and on compassionate grounds for reasons to be recorded in writing for such relaxaton.

43. ***Mr. Rehmatullah Kakar (Advocate):** (Notice received on 06-11-2006 at 14:35 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to Maizai, Masseazi, Abdul Rehmanzai, Gulistan, Noorik, Habibzai, Machak and Badwan, district Qila Abdullah, Balochistan, if so, its details?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Yes, the proposal to supply gs to Maizai, Masseazi, Abdul Rehmanzai, Gulistan, Noorik, Habibzai, Machak and Badwan District Qila Abdullah, Balochistan, is under consideration of the Government and will be implemented as soon as the cost over and above the approved criteria estimated to be Rs. 160 million approximately for Balochistan is received by the Company.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

1 **Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice reveived on 19-09-2006 at 14.31 p.m.).

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to refer to the Senate starred question No. 191 replied on 15-09-2005 and state:

(a) whether it is a fact that the gas connections are being provided to remaining areas of Mohallah Halyan Dakhli Bhai Khan village Kot Awan, Tehsil Gujar Khan, Rawalpindi, if so, the number of connections provided in that Mohallah so far; and

(b) the number and names of remaining applicants of that mohallah and the time by which gas connections will be provided to them?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a) No, it is not a fact that gas connections are being provided to remaining areas of Mohallah Halyan Dakhli Bhai Khan, Village Kot Awan, Tehsil Gujar Khan, Rawalpindi.

However, on 100% cost recovery basis, gas connection to a CNG Station on the main road of Mohallah Halyan has been provided alongwith 12 enroute houses.

(b) Presently, the Company has received the following five applications from this Mohallah:—

	Name
1.	Raja Amir Qabeel
2.	Raja Amir Akhtar
3.	Zahida Parveen
4.	Raja Khalil Akhtar
5.	Raja Jehangir Akhtar

The applicants are not on the existing gas network, as such gas connections cannot be provided to these applicants till distribution network is further extended in this Mohallah, which the company will consider in subsequent fiscal years on turn/ merit subject to availability of funds.

2. **Mr. Nisar Ahmad Memon:** (Notice received on 19-09-2006 at 14.38 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the present status of telemetry system in the country;

(b) whether it is a fact that the said system has been completed by the contractor and handed over to the concerned quarters, if not, its reasons;

(c) the amount paid to the contractor for the said system so far; and

(d) the present status of the NAB inquiry into that system?

Mr. Liaquat Ali Jatio: (a) The Telemetry System is operational. However, some technical troubles are still there, which are being attended to by WAPDA.

(b) The system was completed and handed over in September, 2004. However, due to reports of mal-functioning WAPDA is carrying out calibration and refinement in the system. The contractor is responsible during the 2-year Post Completion Warranty Period.

(c) The amount paid to the contractor for installation of the system is Rs. 285 million.

(d) No inquiry has been conducted by NAB in this respect.

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب آ رہے ہیں وہ اس پر جواب دیں گے۔ I will take up the leave applications.

Leave Absence

جناب چیئرمین، جناب ایس ایم ظفر ذاتی مصروفیات کی بنا پرگزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵، ۱۸، اور ۱۹ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵ اور ۱۸ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی وجہ سے گزشتہ ۲۱ ویں اور ۲۲ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵، ۱۸ اور ۲۹ ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب ہارون خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۲۱ تا ۲۸ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد غفران خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۱ تا ۲۳ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد اعظم خان سواتی نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد انور بیگ نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر عبدالمالک نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۱ اور ۲۲ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب سعید احمد ہاشمی نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۲۱ تا ۲۷ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد طلحہ محمود نے اسلام آباد سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۲۱ تا ۲۳ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب عبدالرزاق تھہیم صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ۲۱ اور ۲۲ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میاں شمیم حیدر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات کے باعث آج مورخہ ۲۱ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ یہ کل کا تھا تو کل ہو گیا ہے۔ آج آیا ہوا

ہے۔

محترمہ نیلوفر بختیار صاحبہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۲۱ تا ۲۵ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ وہ کل بھی آ گئی تھی۔

سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۲۱ تا ۲۴ نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میر خالد احمد خان لنڈ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے کراچی میں ہیں مورخہ ۲۱ نومبر سے آگے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

راؤ سکندر اقبال نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کی بنا پر کراچی میں ہیں مورخہ ۲۱ تا ۲۴ نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ Adjournment Motion regarding Sandak Project. Raza Sahib! you want to take it up.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جی! جناب، دو Privilege Motions بھی ہیں۔

Mr. Chairman. Secretary Sahib!

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Sir, Privilege Motion has precedence over the Adjournment Motion.

جناب چیئر مین، راجہ صاحب، اسفند یار صاحب کی دو Privilege Motions ہیں۔ اگر آج نہیں ہیں تو we will take up them later on.

Senator Mian Raza Rabbani: Why they have not been processed. They were submitted at least one week prior.

(مداخلت)

Senator Asfandyar Wali. Mine was very simple.

Mr. Chairman: I am not agreeing with this matter.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، Processing دفتر کا کام ہے۔ آپ کی facility ہے۔ لیکن جہاں تک ہاؤس کا تعلق ہے Privilege Motion has precedence,

Privilege Motion آنی چاہیئے۔ جس روز دی جائے اس سے اگلے روز آنی چاہئے۔ ہمیں یہ جو precedence ہے' یہ rules کے مطابق قائم کرنی چاہئے۔ Privilege Motion کا آنا اس کے بعد Adjournment Motion کا آنا اس sequence کے ساتھ' اس regularity کے ساتھ' rules of procedure کو adopt کرتے ہوئے ہمیں یہ ریکارڈ پر لانی چاہئیں۔ Process ہونا' یہ ایک نئی innovation ہے' کم از کم مجھے تو معلوم نہیں۔

جناب چیئر مین، آپ سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، ہمارے وقت میں processing ہوتی تھی آٹھ بجے سے پہلے' صبح سات بجے Motion دی جاتی تھی processing ساری ہو کر آٹھ بجے سپیکر کے ٹیبل پر ہو تی تھی اور پھر وہ ہاؤس میں جاتا تھا۔ Processing only for one hour not beyond that یہ نہیں کہ تین دن processing ہوتی رہے۔

جناب چیئر مین، اس میں یہ تھا کہ---- discussing may be

سینیٹر اسفند یار ولی، سولہ تاریخ کو میں نے یہ Privilege Motion داخل کی تھی۔ آج ۲۲ ہے ۔ وہاں تو ہمیں رونے ہی نہیں دیا گیا' اگر آپ ہمیں یہاں بھی رونے نہیں دیتے۔ تو پھر ہم جائیں کہاں؟

جناب چیئر مین، کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ کا پورا right ہے۔

There is no dis agreement with you. That is not disagreement with you.

سینیٹر احمد علی، میری بھی Privilege Motion ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب! ان کی بھی منگوا لیں اور ابھی کوشش کرتے ہیں۔ آپ admit کرتے ہیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور ان کو روکا گیا ہے تو ہماری یہ کوشش ہوگی کہ کمیٹی میں چلا جائے تو کیا فرق پڑے گا۔ تو ان دونوں کا privilege بنتا ہے۔ اس کو بھیجیں۔ میں تو resist نہیں کروں گا۔ میں تو advocate کروں گا کہ اس کو Committee کو بھیجا جائے۔

(مداخلت)

Mr.Chairman: Dose the House want to do it now ?

اس کو break وغیرہ کے بعد دیکھنا چاہتے ہیں یا ابھی دیکھنا چاہتے ہیں ؟

Do you want to take up now ! Wasim Sahib they want to take it now ?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب! آپ یہ لے لیں- اس کے بعد دوسرا آپ لے لیں -

Mr.Chairman: Then we can move to the Adjournment Motion.

اس کے بعد لے لیتے ہیں- Adjournment Motion مندوخیل صاحب-

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : میں تحریک پیش کرتا ہوں- اس کے الفاظ جو یہاں لکھے ہوئے ہیں- میں وہی استعمال کرتا ہوں-

"I move that the Senate do adjourn to discuss a news item appeared in the daily" Dawn", dated 21st September, 2006 wherein it is stated that in the Sandak Project excessive mining is taking place unchecked. This is a matter of urgent public importantce".

جناب والا! میری یہ تحریک ہے کہ سینڈک پراجیکٹ جو ہمارے ملک کا ایک اہم project ہے- اور اس کی مدد سے جو پیداوار اور finance ہمارے ملک کو مل رہا ہے ---

جناب چیئرمین، میں پوچھ لوں کہ is it opposed ?

جناب امان اللہ خان جدون (وزیر برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل) ، It is opposed-

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! وہ Oppose کرنا چاہتے ہیں یا----

جناب چیئرمین، Oppose کر رہے ہیں-

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : Oppose کر دیا ہے- جناب والا! سینڈک کا جو پراجیکٹ ہے - Copper, Gold and Silver کا ' ہمارے ملک کی national production میں خصوصاً mines کے حوالے سے اس سے بہت زیادہ پیداوار اور کافی finance مل رہا ہے- تو

اس میں ایک اندازہ یہ ہے کہ 15,800 ٹن سالانہ کاپر وہاں سے دستیاب ہوتا ہے اور 1.5 ٹن سونا اس سے ملتا ہے اور 2.8 ٹن چاندی اس سے ملتی ہے۔ اس کی جو بھی production ہوتی ہے اب اس کے لیے China جو کر رہا ہے۔جو China کی ایک کمپنی ہے۔جس کا ایک contract 2002 - 2012 ، تک ہے۔اس میں یہ بھی ثابت ہے کہ monthly 2000 ton copper یعنی سالانہ 24000 ٹن کاپر کی production ہوتی ہے ۔اس کے لئے کوئی مانیٹرنگ سسٹم نہیں ہے۔ ہمارے ملک کو کتنا ملتا ہے ؟ اس کے جو contracts ہیں اس کے حساب سے کتنا دیا جا رہا ہے ؟ اس کے بارے میں کوئی مانیٹرنگ سسٹم نہیں ہے۔انہوں نے جو دو non-executive Directors مقرر کیے ہیں وہ بھی اسلام آباد میں رہتے ہیں ۔ ملک اور ملک میں بالخصوص ہمارے صوبے کی اتنی production ہے لیکن اس کے باوجود اس کے لئے کوئی مانیٹرنگ سسٹم نہیں ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی production ہو تی ہے اور اس میں ہمارا ملکی حصہ کیا ہونا چاہیے ؟ کیا ہمارا صوبائی حصہ ہونا چاہیے اس کا کسی کو معلوم نہیں ہے۔

جناب والا! اس حوالے سے یہ ایک فوری نوعیت کا اور public importance کا مسئلہ ہے جس کے لئے ہماری request ہے کہ سینیٹ اپنی کارروائی معطل کرکے اس پرخصوصی طور پر بحث کرے کیونکہ سینڈک کا یہ مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اس پر تمام ایوان تفصیل سے بحث کرے تاکہ اس میں جو ہماری production ہے اس کی protection ہو اور ہمارے ملک اور ہمارے صوبے کو اس پیداوار کا مناسب حصہ مل سکے۔ میری یہی عرض ہے اور امید ہے کہ یہ Adjournment Motion بحث کے لئے منظور ہو گی۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی جدون صاحب۔

جناب امان اللہ خان جدون، شکریہ جناب چیئرمین! محترم سینیٹر صاحب کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور یقیناً یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے لیکن میں سارے ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر چیز مانیٹر ہو رہی ہے اور یہ قطعاً ممکن نہیں کہ وہاں سے جس کا جی چاہے ' جتنا جی چاہے وہ اٹھا کر لے آئے۔جو سینڈک پراجیکٹ ہے ؛ اس کا جو ڈیزائن بنا ہے ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں اور اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ اگر یہ کمرہ تین سو آدمیوں کے لئے ڈیزائن کریں تو اس میں دو ہزار آدمی قطعاً نہیں سما سکتے۔ ڈیزائن جو ہوتا ہے اسی پر کام ہوتا ہے ۔یہ جو پراجیکٹ ہے ' ڈیزائن ہے ۔ اس کی mining production 12500 tons per day ہے ۔ اس کے بعد اس کے تین process ہیں ۔ ایک مائننگ ہے ' ایک concentrate ہے اور ایک smelter ہے ۔جو مائننگ کا process ہے وہ 12500 tons per day اور concentrate 15500 tons ہو رہی ہے لیکن اس کی capacity بیس ہزار ٹن کی ہے اس سے کم کا

بنتا نہیں۔ لہذا وہ بیس ہزار ٹن کی لگائی گئی تھی۔ اب ہماری کوشش ہے کہ بارہ concentrate ہزار کو آگے بڑھا کر بیس ہزار تک لے جائیں تاکہ یہ جو concentrate ہے وہ پوری capacity کے ساتھ چلے۔ اس کے بعد smelter ہے بیس ہزار ٹن per year. جناب! ذرا میں اپنے ریکارڈ کے لئے اس کی تصحیح چاہتا ہوں۔ minning 12500 tons per day ہوتی ہے concentrate پہ 1500 tons per year اس کی capacity ہے اور smelter کی بیس ہزار ٹن per year capacity ہے۔ اس capacity کے equipment کا وہاں ڈیزائن لگا ہوا ہے، اس سے زیادہ ممکن ہی نہیں کوئی نہیں لگا سکتا اور اس کے علاوہ چھ، سات agencies involved ہیں جو یہ production check کرتی ہیں۔ اس میں حکومت بلوچستان کا share بنتا ہے، دو فیصد وہ لیتے ہیں لہذا ان کے پاس سارے accounts ہوتے ہیں۔ CBR taxes لیتی ہے، CBR بھی involved ہے۔ پھر EPZ زون ہے اس پر collector ہے، surcharges, sale وغیرہ وہ لیتے ہیں۔ پھر سینڈک Metal ہے اس میں حکومت پاکستان خود involved ہے۔ اس کے علاوہ auditors involve ہیں۔ اس کے علاوہ جتنی transaction ہوتی ہے جناب چیئرمین! وہ ساری کی ساری State Bank کے ذریعے ہوتی ہے کیونکہ جتنی بھی produce ہے وہ export ہوتی ہے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ مقدار سے زیادہ کوئی لے جائے، یہ possible ہی نہیں ہے، design ہی نہیں ہے۔ وہ سارا سلسلہ ایک منصوبے کے تحت بن رہا ہے اس کو ہم بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، ابھی تک بڑھا نہیں ہے تو اس لیے میں oppose کرتا ہوں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، اصل مسئلہ ہی یہ ہے کہ اس کی اتنی اہمیت ہے جیسا کہ وزیر صاحب نے خود فرمایا ہے۔ یہ project جو ہے یہ ہمارے عوام اور پارلیمنٹ کے سامنے نہ آیا ہے، نہ اس کا---

جناب چیئرمین، اس پر آپ discussion کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے move کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے وضاحت کر دی ہے لیکن یہ مسئلہ اتنا important ہے کہ اس پر پورا ایوان بحث کرنا چاہے گا۔

جناب چیئرمین، آپ اس کے لیے بے شک move کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایوان دو گھنٹے باقاعدہ اس پر بحث کرے۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحب اس کو oppose کر رہے ہیں I will have to put it to the House . You can move it under the rules.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ oppose نہ کریں - تمام ایوان اس پر پوری تفصیل سے بات کرے، بہت کچھ سامنے آجائے گا پھر ہم اس پر مشورہ دے سکیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ نے جو بات کی ہے کہ excessive mining ہو رہی ہے اس کو جدون صاحب oppose کر رہے ہیں - اگر discussion پر وزیر صاحب کو اعتراض نہیں ہے تو بے شک کر لیں۔

جناب امان اللہ خان جدون: جناب والا! excessive mining ہو ہی نہیں سکتی، possible ہی نہیں ہے -

جناب چیئرمین، جیسے آپ نے move کیا ہے اس کو وزیر صاحب oppose کریں گے کہ excessive mining نہیں ہو رہی ہے اگر پروجیکٹ پر بحث کرنا چاہیں تو you can move for that.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، بات یہ ہے کہ ہم نے سینڈک کے بارے میں جو motion move کی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل in order ہے according to rules ہے اور اگر وزیر صاحب کو اعتراض نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے تو ہم چاہیں گے کہ آپ دو گھنٹے کی بحث اس پر allow کریں اور اس پر دو گھنٹے کی discussions fix کریں تاکہ ہم اس پر سیر حاصل بحث کر سکیں۔ اگر وزیر صاحب اس بات کے لیے تیار ہیں تو ہم لوگ بالکل بحث کے لیے تیار ہیں۔ آپ kindly اس بات کی اجازت دیں کہ ہم بحث کریں۔

جناب چیئرمین، آپ نے جو کہا ہے کہ excessive mining ہو رہی ہے، وزیر

[redacted]

صاحب نے کہا کہ excessive mining نہیں ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! یہ کوئی اور objection frame کرلیں تاکہ یہاں پر discussion ہو سکے ۔ میرے خیال میں امان اللہ خان جدون وزیر پٹرولیم بھی agree کریں گے کہ اگر بحث ہو جائے تو اس میں کوئی قباحت والی بات نہیں ہے بلکہ اچھی بات ہے ۔ But they should bring another objection which should validate to discuss this matter on the floor of this House for at least two hours.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! ہم یہی مانگ رہے ہیں اگر وزیر صاحب ہماری motion پڑھیں۔ تحریک التوا کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ اگر آپ admit کرتے ہیں تو اس پر دو گھنٹے کی discussion ہوگی۔ اگر وزیر صاحب مانتے ہیں تو آپ دو گھنٹے کی discussion کرالیں۔

Mr. Chairman: Then, it is OK to discuss it.

جناب امان اللہ خان جدون، جناب چیئرمین! نیازی صاحب مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔ میں سارے ایوان کے سامنے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جب excessive mining ہو ہی نہیں رہی تو ہم کیا discussion کریں گے۔ وہاں یہ چیز possible ہی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین، عباسی صاحب ! یہ technical ہے جیسے آپ نے Newspaper report کے حساب سے لکھا ہے He says discuss کرنا چاہیں تو Rule 194 کے تحت آپ move کر دیں and it can be discussed in the House.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! اگر اس کو آپ reject کرنا چاہتے ہیں تو لکھ کر دیں لیکن اگر discussion کرانا چاہیں تو discussion اسی پر ہو سکتی ہے ۔ تحریک التوا کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر آپ اسے admit کرتے ہیں تو اس پر دو گھنٹے کی discussion رکھ لیں۔

جناب چیئرمین، میرا جو اندازہ تھا کہ جب excesssive mining نہیں ہے، ویسے آپ discuss کرلیں تو ٹھیک ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اگر آپ reject کرتے ہیں تو بات ختم ہوگئی۔

Mr. Chairman: We want to find a way out.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ request بھیج دیں کہ it may kindly be discussed under 194. تو اس کے تحت یہ لے آئیں۔

جناب چیئرمین، That is alright. سینڈک پروجیکٹ پر موشن لے آئیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اس کے تحت کیوں بحث نہیں ہوسکتی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ موشن لے آئیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں موشن لے آیا ہوں آپ discussion مانیں۔

Mr. Chairman: Abbasi Sahib!It is a procedural issue. Because of the wording......

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اس میں کوئی procedural بات نہیں ہے۔ بالکل صحیح wording ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بالکل صحیح wording ہے۔

Mr. Chairman: He is opposing the excessive mining comments.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! بے شک۔ جناب والا! اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ اگر آپ Rules اٹھالیں، میرے پاس Rules کی کاپی نہیں ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : There is no excessive mining. Therefore, it is not admissible;otherwise if they want to discuss it, we have got no objection.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، آپ اس کو admit کروا کے دو گھنٹے کے لئے بحث کروا دیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : If we bring this matter in the other way

جناب چیئرمین، میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ 194 کے تحت لے آئیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، میرا سوال ہے کیوں؟ Why 194? Why not in the Adjournment Motion?

Mr. Chairman: He thinks why 194? Why not this?

عباسی صاحب کا یہ سوال ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، جناب! اس پر کیوں نہیں۔میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، یہ کہہ رہے ہیں کہ 194 پر admit کیوں نہیں کر لیتے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، ہاں تو پھر کل کر لیں، پرسوں کر لیں۔ یہ خود move کر دیں گے۔ یہ ایک دن کے لئے آپ defer کر دیں تا کہ اس کو dismiss نہ کرنا پڑے۔

Otherwise the things which have been asked in the said Rule, it is not admissible,thereby requires rejection.

Mr. Chairman: We will discuss this.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Instead of creating a bad thing, we do not want to create that and we want discussion on that.

Mr. Chairman: Bhinder sahib we need your guidance.

کیونکہ oppose وہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، جناب والا! میں عرض کروں گا اگر گستاخی نہ ہو تو۔ Adjournment Motion کا طریقہ تو یہ ہے کہ اگر admit ہو جائے تو اسی روز دو گھنٹے بحث ہوتی ہے۔ آخری دو گھنٹے بحث ہوتی ہے۔یہی precedence ہے۔ اگر admit ہو گی تو اسی روز آخری دو گھنٹے Adjournment Motion کے لئے جائیں گے۔ تاوقتیکہ سارا ہاؤس agree کرے کہ اس کو کل لے لیں یا پرسوں لے لیں۔

Mr. Chairman: I think at the earliest possibility, not necessarily

the same day.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, I beg to differ. If the adjournment motion is admitted, even the time is fixed by the Chairman in his discretion on any day at any time, it is not that compulsory that this should be taken up at the end of the sitting.

جناب چیئرمین، تو پھر اس کو as the consensus is اس کو admit کرلیں

We will fix the time subsequently.

جناب امان اللہ خان جدون : جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہوگی کہ اس کو admit نہ کیا جائے۔ mining excessive possible ہی نہیں ہے۔ اس کی wording ٹھیک کی جائے اور اس کو کسی اور طریقے سے لایا جائے۔ There is no excessive mining. it is not possible اس کی wording صحیح کریں۔ لے آئیں، discussion کریں، جب چاہیں کریں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے رضا صاحب اس 194 کے تحت لے آئیں because excessive mining ان کا ہے as it is worded, it means excessive ٹھیک ہے۔ محمد علی درانی صاحب آگئے ہیں۔ Would he like to comment on the point that was raised? درانی صاحب کل جو issue ہوا تھا ہاؤس کہہ رہا تھا کہ ان کو update دے دیں on the journalist کی recovery ہے اس کا کیا background تھا؟

سینیٹر محمد علی درانی (وزیر برائے اطلاعات و نشریات)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! کل جب سیشن ختم ہوا تو اس کے بعد میں نے دوبارہ چیک کیا، پھر مجھے بی بی سی کی طرف سے بتایا گیا کہ وہ صاحب واپس آگئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ان کی کوئی ایسی statement جو وہ بتانا چاہتے ہوں، ان کے ادارے کی طرف سے؟ انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر ابھی ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس پر comment کریں۔ اس سلسلے میں ہم نے جو efforts کی تھیں اس کے بارے میں انہیں بھی مطلع کر دیا تھا۔ ہم نے انہیں یہ

کہا کہ جو تعاون ہم expect کر رہے تھے کہ ہمیں اسمبلی کی طرف سے ملتا۔ وہ تھوڑے hesitant تھے، تھوڑا گھبرا رہے تھے کسی وجہ سے۔ میں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ فوری طور پر ایف آئی آر درج کی جائے اور اس کے اوپر action لیا جائے لیکن اس طرف سے کوئی اس طرح کا initiative نہیں لیا گیا۔ اب further آج کے اخبارات میں کچھ statements آئی ہیں تو میرا اور سب کا یہی خیال تھا کہ میں personally بھی ان سے رابطہ کروں گا۔ چونکہ وہ فوراً جانے کے لئے تیار تھے آج میں رابطہ نہیں کرسکا۔ جو journalist ہیں ان کا view point بھی لیں گے تاکہ clearly پتا چلے۔ اس میں جو حکومت کی طرف سے بہتری کی صورت بن سکی وہ انشاء اللہ ہم ضرور کریں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، جناب والا ! Rule 77, sub Rule (2) پڑھنا چاہوں گا۔

"If less than one-fourth of the total membership of the Senate rises, the Chairman shall inform the member that he has not the leave of the Senate but if such membership rises, the Chairman shall announce that leave is granted and that the motion shall be taken up as the last item for discussion for not more than two hours on such day, as soon as possible, as the Chairman may fix."

تو normally یہی ہوتا ہے کہ اسی دن کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا اختیار ہے کہ آپ بتائیں کل ہو یا پرسوں ہو۔

Mr. Chairman: Decide on that. So, next item No. 3 now.

Mr. Muhammad Wasi Zafar (Minister for Law, Justice and Human Rights): I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006], as passed

by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill., 2006], as passed by the National Assembly, be taken into consideration. Is it opposed?

Senator Mian Raza Rabbani : Mr. Chairman, I would like to draw your attention that the press is walking out.

جناب چیئرمین، درانی صاحب رابطہ کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، کل بھی درانی صاحب نے فرمایا تھا کہ Minister of State گئے ہیں لیکن میری اطلاعات کے مطابق صحافیوں سے کسی نے بھی رابطہ نہیں کیا۔ ابھی جو walk out ہے Minister of State I think it would be appropriate کو جانا چاہیئے کیونکہ serious مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، طارق عظیم صاحب جا رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

Mr. Chairman: I think it was agreed between the two sides that we will get item 5 and then we will start discussion. Wasi Zafar sahib, item No. 5..

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ انگریزی اور اردو میں فرق ہے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں، اس کو درست کیا جائے۔

جناب چیئرمین، اچھا میں دیکھ لیتا ہوں۔

Laying of Ordinances

Mr. Muhammad Wasi Zafar: I beg to move that Ordinances as required by Clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan be laid before the House.

i. The Industrial Development Bank of Pakistan (Re-organization and Conversion) Ordinance, 2006 (Ordinance No. XVII of 2006).

ii. The Federal Public Service Commission (Second Amendment) Ordinance, 2006 (Ordinance No. XVIII of 2006).

iii. The National Accountability (Second Amendment) Ordinance, 2006 (Ordinance No. XIX of 2006).

iv. The Patents (Amendment) Ordinance, 2006 (Ordinance No XX of 2006.)

v. The Intellectual Property Organization of Pakistan Ordinance, 2006 (Ordinance No. XXI of 2006).

Mr. Chairman: The ordinances stand laid.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین! ہم نے اس سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے کہ normal legislation کا راستہ موجود ہے۔ اس normal legislation کے راستے کو چھوڑ کر ordinances لائے جاتے ہیں۔ یہ بڑا غلط ہے۔ ہر ایک کو یہاں پر properly آنا چاہیئے۔ جو چھوٹا سا روشندان دستور میں رکھا گیا ہے اس کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ اس راستے کو بند ہونا چاہیے۔

جناب محمد وصی ظفر ، جناب چیئرمین! یہ بالکل پارلیمانی طریقہ ہے۔ Ordinances پوری دنیا میں جاری ہوتے ہیں اور پھر وہ under consideration اس ہاؤس میں آجاتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ انہوں نے آنا نہیں۔ ان کی ایک میعاد تین مہینے' چار مہینے ہوتی ہے۔ پھر وہ bill

کی صورت میں آتے ہیں ۔ اگر ان کی sincerity ہے کہ انہوں نے ایک Ordinance promulgate کرنا ہے اور چار مہینے بعد اس کو بل کی شکل میں لے کر آنا ہے ہاؤس کے اندر تو پھر تو صحیح ہے اور یہی Supreme Court کے decision کی spirit ہے جہاں سپریم کورٹ نے بار بار اس بات کو کہا ہے کہ جو Ordinances کی practice ہے اس کو ختم کریں۔ تو میں کئی ایسے Ordinances میں point out کر سکتا ہوں۔ یہ جو NAB کا Ordinance ہے ہم نے اس پر motion بھی move کی ہے۔ یہ جو Federal Service Commission والا Ordinance ہے یہ کئی دفعہ re-promulgate ہو چکا ہے' چھ چھ دفعہ اور سات سات دفعہ۔

تو میری ان سے درخواست ہے کہ kindly اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ Bill بہتر نہیں ہے تو آپ بہتر legislation کی طرف جائیں۔ ہم نے کبھی legislation کو روکنے کی کوشش نہیں کی اگر وہ positive legislation ہو یا صحیح legislation ہو۔ یہ بار بار NAB کا قانون Ordinances کے ذریعے تبدیل کرتے ہیں۔ میری ان سے درخواست ہے کہ kindly آپ وہ بل لے کر آئیں ہم اس میں آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور جو بھی صحیح بل ہوگا اس کو approve کرانے کی کوشش کریں گے۔ جہاں ہم سمجھیں گے صحیح نہیں ہوا ہے تو ہم اس کو oppose بھی کریں گے۔ بڑی مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین، جی ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین صاحب! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ---

Senator Farooq Hamid Naek: It is very clear with regard to the re-promulgation of the Ordinance

انہوں نے اس practice کو کہا ہے کہ they have not approved this practice کہ اس Ordinance کو re-promulgate کیا جائے اور انہوں نے کئی Ordinances کو set aside کیا کہ this is against the spirit of the Constitution. اگر ایک Ordinance promulgate اس لیے کیا جاتا ہے کہ Parliament is not in session and there is an

emergency to bring that law for the purpose of public good. That is the spirit for which the ordinances are promulgated. اسی لیے اس کا life span under the Constitution four months رکھا گیا ہے۔ اگر اسی Constitution کو re-promulgate کیا جائے----

جناب چیئرمین، نائک صاحب! آپ وہی بات کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے سنا ہے۔

سینیٹر فاروق حامد نائک، وزیر صاحب کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: کچھ چیزوں کو گول مول کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ جو legislation ہے that is above the judgement of the Supreme Court. نمبر ایک بات، نمبر دو میں اس میں یہ عرض کروں کہ ordinance اگر set aside ہوئے black legislation کی وجہ سے if those are contrary to the Constitution تو وہ drafting میں flaw ہے۔

Senator Farooq Hamid Naek: No, no, they were not set aside ...

(Interruption)

جناب محمد وصی ظفر: اور یہ Supreme Court ایسے directives allow کرتی ہے، یا تو وہ law کو set aside کرتے ہیں، ایسی direction Supreme Court نے کبھی نہیں دی۔

Mr. Chairman: I think you have registered the point of view.

ابراہیم صاحب! آپ کا کیا point تھا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین صاحب! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے بھی کئی بار میں نے اعتراض کیا۔ آئین کی رو سے قومی اسمبلی کو تو یہ اختیار حاصل ہے

Article 89, Clause-3. Without prejudice to the provisions of Clause 2, an ordinance laid before the National Assembly shall be

تو پر وہاں deemed to be a Bill introduced in the National Assembly.

فوراً آ جاتا ہے لیکن چونکہ legislative procedure سینیٹ کے بارے میں Constitution خاموش ہے، تو ہمیں صرف ایک اختیار حاصل ہے کہ Rule 132 کے تحت Resolution of disapproval پیش کریں۔ لیکن اس کی صورت یہ ہے کہ پولیس آرڈر یہاں پر کئی بار پیش ہوا، غالباً چھ بار پیش ہوا ہے اور دو تین بار ہم نے disapproval کی Resolution داخل کی ہے لیکن اس کا موقع نہیں آتا اور ہمیں اپنے حق سے محروم کیا جاتا ہے۔ سینیٹ کو کیا حق حاصل ہے؟ اس سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوا اور وزیر صاحب کو کیا فائدہ حاصل ہوا، صرف Ordinance laid down سے کیا بات ہوتی ہے۔ اس پر کوئی بات ہم نہیں کر سکتے۔ چار مہینے بعد پھر promulgate ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، ابراہیم صاحب! آپ وہی بات کر رہے ہیں جو بل سے اس کا بتایا نہیں۔ آپ وہی چیز دہرا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو اس لیے floor دیا تھا کہ بل پر فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جی language کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ انگلش میں پیراگراف 4 ہے۔

The English translation of paragraph 4 i e Statement of Objects and Reasons of the Women Protection Bill

Statement of Objects and Reasons Page 12 para 4 The offences of *Zina* and *Qazf* are mentioned in the Qur'an The two offences relating to *Zina* and *Qazf* however, make a number of other acts punishable inspite of the fact that the Qur'an and Sunnah neither define these offences nor has any punishment for these been prescribed On no principle of qiyas the punishment for *Zina* and *Qazf* or the procedure identified for their proof can be extended to these offences

جناب چیئرمین! اس کا ترجمہ "اردو" میں صفحہ ۱۵ پر یہ دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں زنا

اور قذف کے جرائم کے بارے میں موجود ہے ۔ زنا اور قذف سے متعلق دو آرڈیننس ' اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن اور سنت نے نہ تو ان جرائم کی وضاحت کی ہے اور نہ ہی ان کے لئے سزا مقرر کی ہے ۔ انگریزی میں تو واضح کہا گیا ہے کہ زنا اور قذف کے لئے قرآن میں ہے اس کے علاوہ کچھ acts ہیں ۔ لیکن یہاں کہا گیا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن و سنت نے نہ تو ان جرائم کی وضاحت کی ہے اور نہ ہی ان کے لئے سزا مقرر کی ہے ۔ تاہم دیگر قابل سزا قوانین کے شمار میں اضافہ کرتے ہیں ۔ زنا اور قذف کے لئے سزائیں قصاص کے کسی اصول کے بغیر ' وہاں انگریزی میں "قیاس" ہے اور یہاں "قصاص" لکھا گیا ہے ۔ زنا اور قذف کے لئے سزائیں ' سوائے قصاص کے کسی اصول کے بغیر یا ان جرائم کے لئے ثبوت کے لئے کسی طریقے کی نشاندہی کے بغیر نہیں دی جا سکتی ۔

جناب چیئرمین ' دوسری غلطی یہ اردو کے صفحہ ۱۶ پر ہے ۔ اس صفحے پر آخری سے ایک پیرا پہلے یہ پیراگراف انگریزی میں موجود نہیں ہے جبکہ اردو کے اس میں یہاں دیا گیا ہے ۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

" قرآن اور سنت زنا کے لئے تعزیزی سزا کے مقتضی نہیں ہیں ۔ " یہ آرڈیننس کا مسودہ تیار کرنے والوں کے ذاتی خیالات پر مبنی ہے ۔ زنا اور قذف کے لئے کہ جرائم کے لئے تعزیری سزائیں نہ صرف اسلامی اصولوں کے منافی ہے بلکہ ---------------

Mr. Chairman: Ibrahim Sahib, they will come up subsequently. These are matters that have to be, of course, addressed.

(اس مرحلے پر ایوان میں نماز ظہر کے لئے اذان کی آواز گونجی)

جناب چیئرمین ، پروفیسر خورشید صاحب do you want to start the discussion?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، کب تک آپ نے جاری رکھنا ہے ؟

جناب چیئرمین، جو آپ فیصلہ کرتے ہیں ۔ میرے خیال میں آپ کی تقریر سن کر اجلاس کو نماز کے لئے ملتوی کیا جائے گا ۔ آپ پوری بات کرلیں اس کے بعد adjourn کریں

گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، تو پھر میں شروع کردوں۔

جناب چیئرمین، بسم اللہ۔ Prof. Khurshid will start the debate.

Discussion on the Women Protection Bill.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی)

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے اس اہم قانون پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا اور میں ایوان کے دونوں جانبین کے اصحاب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اس بحث پر آغاز کرنے کا موقع دیا۔

جناب والا! میں پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو اس قانون کو تحفظ نسواں کا قانون قرار دیا گیا ہے لیکن آپ گہرائی میں جا کر جتنا بھی اس کا مطالعہ کریں، تجزیہ کریں اور اس کے مضمرات کو سمجھنے کی کوشش کریں تو میں بڑی دردمندی اور دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اس میں تحفظ نسواں کے لئے کوئی ایک چیز بھی موجود نہیں ہے۔ صرف عنوان ہے، مضمون اور مدعا غائب۔ بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ -----

Mr. Chairman: Let us please hear the honourable member. I will request the House to listen to the honourable member who is speaking.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں کوئی ایک شق بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کے کسی پہلو سے بھی جو حقیقی مظالم آج ہماری خواتین کے ساتھ اس صورت میں ہو رہے ہیں اور جس کی وجہ انگریز کا colonial legal system ہے جسے Lord Macaulay نے انیسویں صدی میں بنایا تھا اور ہم آج بھی اس پر آگے بڑھ کر عمل کر رہے ہیں اور اسے بدلنے کی جو ضمانت دستور نے دی تھی، اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ عورتوں پر مظالم کی دوسری بڑی وجہ پولیس کا فرسودہ نظام ہے اور پولیس جس طرح procedural law پر، اس لئے کہ ایک substantive law ہوتا ہے اور دوسرا procedural law ہوتا ہے۔ substantive law میں بھی خامیاں ہیں لیکن سب سے زیادہ procedural

law میں خامیاں ہیں اور اس procedural law کا ناجائز فائدہ اٹھا کر، exploit کر کے پولیس عورتوں، مردوں اور معصوم انسانوں پر مظالم کا ذریعہ بنی ہوئی ہے اور اس ملک میں سب سے زیادہ corrupt، سب سے زیادہ abuse of power کی مرتکب پولیس ہے۔ اس کی اصلاح کے بغیر مردوں اور عورتوں دونوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا تدارک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ تعلیم کی کمی ہے، awareness کی کمی ہے، civil society کا غیر مؤثر ہونا ہے۔

میں یہ بڑے دکھ سے لیکن مجبوراً یہ بات کہتا ہوں کہ عدلیہ ہر سطح پر اور خصوصیت سے زیریں سطح پر lower judiciary پر، magistracy, sessions courts ان میں جس طرح لاقانونیت، corruption، اثر و رسوخ کا استعمال۔ حتیٰ کہ legal profession جو کہ بڑا محترم profession ہے اور جس کا مقصد معصوم انسانوں کو قانون کی غلط دسترس سے بچانا ہے، ان کا یہ collusion مجرموں کے ساتھ، lower عدالت کے ساتھ، یہ وہ چیزیں ہیں جس سے کہ فی الحقیقت ظلم ہوتا ہے۔ پھر اس ملک میں جو جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ نظام ہے، اس کو وسعت دوں گا کہ سرمایہ دار جو نئی elite اور wealth والی class ہے۔ بیوروکریسی اور فوج کے وہ عناصر جو اپنے دائرے اور حصار سے نکل اب ایک civil economic political source بن گئے ہیں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین میر جان محمد جمالی صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب کو welcome کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو ہمارا ظالمانہ نظام ہے، جاگیرداری، سرمایہ داری، غلط روایات، با اثر طبقات، civil, military اور میں اس میں کسی طبقے کو exclude نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں دراصل وجہ اور source جس سے فی الحقیقت عام شہری پر ظلم ہے، غریب پر ظلم ہے اور ہمارے اس پورے نظام کا جو thrust ہے، وہ کمزوروں کو دبانا اور طاقتوروں کو تحفظ دینا، یہ وہ اصل خرابی ہے۔ جناب والا! تحفظ نسواں کا عنوان ضرور بنایا گیا ہے لیکن تحفظ نسواں کے لئے اس میں کوئی ایک بھی واضح قانونی ترمیم نہیں کی گئی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس کے جو نتائج ہوں گے، وہ عورتوں پر ظلم کو بڑھانے کا ذریعہ بنیں گے۔

جناب والا! میں اس کے لئے تین دلائل دینا چاہتا ہوں، پہلا یہ کہ حدود آرڈیننس جس کے بارے میں میں انشاء اللہ تفصیل سے بات کروں گا اور حدود آرڈیننس کو ایک clog بنا کر کے، بتایا جا رہا ہے کہ وہ عورتوں کے خلاف ہے حالانکہ اس میں خواتین کے خلاف discriminatory کوئی چیز موجود نہیں ہے بلکہ اگر اس کا صحیح صحیح نفاذ ہو تو وہ عورتوں کے لئے ہر اعتبار سے، ہر سطح سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے سے عورتوں کو جو حق مل سکتا تھا، وہ اب نہیں ملے گا۔

مثال کے طور پر زنا بالجبر کے سلسلے میں جو گنجائش اس وقت موجود تھی، دونوں کا ایک ہی قانون کا حصہ ہونے کے بناء پر اور اگر زنا بالجبر پورا ثابت نہ ہو لیکن اغواء کرنا، pressure استعمال کرنا، زیادتی کی کوئی شکل جو زنا نہ ہو تو پھر اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔ یہ تحفظ عورت کے لئے Ordinance میں موجود تھا، اب وہ باقی نہیں رہا ہے۔ Superficially یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ police کی مداخلت کو اس میں کم کیا گیا ہے اور گو اس بارے میں بھی دو آراء ہوسکتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے اور میں آپ کو evidence کے ساتھ بتاؤں گا کہ حدود قوانین کو جس طرح police نے استعمال کیا ہے۔ وہ حدود قوانین کے غلطی نہیں ہے بلکہ police کی غلطی ہے۔ ہمارے پورے اس نظام احتساب اور نظام عدل کی غلطی ہے جس نے police کی ان زیادتیوں کو نہ روکا، ان کے ہاتھ پر قدغن نہ لگائی اور وہ سلسلہ برابر ستائیس سال سے جاری ہے۔ جس طرح 59 years سے اور تمام قوانین کے باب پر جاری ہے۔ آپ نے جو اب کیا ہے، اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سیشن جج اور سیشن کورٹ جو ہے، شہروں کی حد تک تو accessable ہو گی لیکن دیہات، ملک کے طول و ارض میں اگر کسی عورت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو اب اس کو اپنا مقدمہ سیشن میں دینا اور اس کے لئے کتنے میل، کتنا خرچہ، کتنا وقت، مزید وہ نئی پابندیاں جہاں لگائی ہیں کہ application کے ساتھ دو گواہ بھی گویا کہ آپ نے ناممکن کر دیا ہے۔ ایک مظلوم خاتون کے لئے، اس پر جب زیادتی ہوتی ہے تو وہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹا سکے، انصاف حاصل کر سکے، اس سے اس کی یہ زیادتیاں بڑھیں گی، کم نہیں ہوں گی۔

کم از کم دو اہم وکلاء نے ڈاکٹر فاروق اور اکرام چوہدری نے publicly یہ بات کہی ہے کہ اس قانون کے بعد عورتوں پر زیادتیوں اور misuse against women بڑھے گا، کم نہیں ہو

سکتا ہے۔

جناب والا! اسے تحفظ نسواں کا نام دینا، ایک مذاق، ایک دھوکہ، ایک قانونی زیادتی، ایک miscarriage of justice ہے۔ جناب والا! دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ bill کیا ہے۔ دراصل یہ بل حدود پر ایک حملہ ہے، اس کو تحفظ نسواں کا نام دیا جا رہا ہے۔ انہیں exploit کیا جا رہا ہے، use کیا جا رہا ہے لیکن دراصل میری نگاہ میں secularization agenda اس وقت دنیا میں فروغ دیا جا رہا ہے، ویسے تو اسلامی حدود پر، خصوصاً سزاوں پر مغربی intellectuals, missionaries ہمیشہ اعتراض کرتے رہے ہیں۔ وہ سارے اس بات کو بھول کر برابر طعن کرتے رہے ہیں کہ وہ جن سزاوں پر معترض ہیں، تلمود میں بائبل میں دوسرے مذہبی صحائف، دوسری تہذیبوں کے اندر یہی اور اس سے سخت قوانین موجود رہے ہیں۔ اس بات کو بھی نظر انداز کر کے کہ جس دنیا کو آج مہذب دنیا کہا جاتا ہے، اس دنیا میں کیسے کیسے قوانین اور انصاف کے نام پر کیسی کیسی حرکتیں روا ہیں؟

جناب والا! مجھے آپ کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یورپ میں اسی بیسویں صدی میں یہودیوں، Gypsies اور minority کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا اور ایک دو نہیں، لاکھوں انسانوں کو کس طرح سسکا سسکا کر مارا گیا۔ حتیٰ کہ evidence موجود ہیں کہ زندہ انسانوں کی کھالیں اتاری گئیں، اعضاء کاٹے گئے اور مُردوں کی چربی سے صابن بنایا گیا۔ یہ ساری چیزیں اس مہذب یورپ میں، اسی بیسویں صدی میں ہوئی ہیں۔ آج بھی گوانتاناموبے، ابوغریب اور بگرام کی جیلوں میں rendition کے نام پر CIA کے ذریعے یورپ کے بارہ ممالک میں کیا ہو رہا ہے؟ اس so called war on terror میں 8000 documented افراد ہیں جنہیں اغوا کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف 500 گوانتاناموبے میں لائے گئے۔ امریکہ میں 3000 on record گرفتاریاں کی گئی ہیں، ان میں سے صرف 40 کو charge کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ان 8000 لاپتہ افراد میں سے 3000 امریکہ میں پکڑے گئے ہیں۔ پانچ سو، ساڑھے پانچ سو گوانتاناموبے میں ہیں۔ امریکہ کے 3000 میں سے صرف 40 کو charge کیا گیا ہے اور صرف چار پر conviction ہے۔ پانچ سال گزر گئے ہیں، یہ انسان سولی پر لٹکائے ہوئے ہیں، یہ انسانیت ہے! یہ human rights ہیں!

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمارے قوانین پر بیرونی سیاستدانوں، میڈیا کو اس طرح کے اعتراضات کرنے کا کیا حق ہے؟ UN کا 1948 کا Charter of Human Rights صاف کہتا ہے کہ human rights ایک universal phenomena ہے لیکن ان کا نفاذ اور احترام ہر ملک میں اس کے مذہبی، ثقافتی اقدار کی مناسبت سے کیا جائے گا۔ Supreme Court of United States کا judgement ALR 871 Civic case ہے جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ایسا عمل جو شہریوں کی اکثریت کے مذہبی عقائد کو مجروح کرنے والا ہو، جرم کے زمرے میں آتا ہے۔

جناب والا! آپ اتفاق کریں یا اختلاف کریں، ہمارا اپنا دین ہے، ہمارا اپنا نظام قانون ہے، ہماری اقدار ہیں۔ قرآن پاک میں کچھ سزاؤں کو متعین کر کے جرم قرار دیا ہے، گناہ قرار دیا ہے اور اس کے لیے سزا مقرر کی ہے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ وسلم نے اس کی تشریح کی ہے، اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ وہ ہماری پوری تاریخ کا حصہ ہے۔ یہ ہمارے دین، ہماری تہذیب کا حصہ ہے، اس پر آپ کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟ آپ کا تو حال یہ ہے کہ اگر فرانس میں مسلمان عورت سر پر دوپٹہ لیتی ہے تو آپ قانون بناتے ہیں کہ تم یہ نہیں کر سکتیں۔ اس سے آگے بڑھیئے، آج یورپ کے ساٹھ ممالک میں یہ قانون موجود ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ علمی انداز میں holocaust, جو جرمنی میں یہودیوں پر ظلم ہوا تھا، اس کا انکار کرتا ہے تو یہ ایک criminal offence ہے، جس پر اسے قید کی سزا جرمانے کے ساتھ دی جاتی ہے اور ایک British Professor....

Mr . Deputy Chairman: Honourable Minister' please I think volume was a very high?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! مجھے ابھی پیغام ملا ہے کہ اگر میں اپنی تقریر میں توقف کر دوں تو Minister for Information آ کر اپنا بیان دینا چاہتے ہیں تاکہ پریس آ جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، You want to complete your speech یا ان کو موقع

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اپنی تقریر مکمل کروں گا' ان کے لیے میں stop کرتا ہوں تاکہ منسٹر صاحب اپنا بیان دے دیں تاکہ پریس آ جائے - پریس کا موجود ہونا بہت ضروری ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی بالکل I agree with the honourable Member, present should be present during the proceedings and hear the honourable Members. جی طارق عظیم صاحب -

سینیٹر طارق عظیم خان (وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات) : شکریہ چیئرمین صاحب- میں ابھی گیا تھا Press gallery میں اور جا کر میں نے بات چیت کی ہے - میرے خیال میں جناب درانی صاحب نے جو بیان دیا تھا' اسے تھوڑا سے misunderstand کیا گیا ہے تو I would like to put the matter straight جیسے ہمارے صحافی بھائی دلاور وزیر صاحب' جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا' اس کے بارےمیں investigation اسی وقت شروع کر دی گئی تھی' and full investigation is already on the way and those who are involved, once they are found, they will not go unpunished. اور دوسرا میں assure کرانا چاہتا ہوں اپنے صحافی بھائیوں کو کہ there is no way that the government will condone such incidents. We condemn it without reservation. اور جیسے ہمیں اس کی details پتا چلیں گی کہ کون لوگ اس میں involved تھے' وہ نہ صرف اس ہاؤس کو بلکہ صحافیوں اور سب کو we will make it public and we will ensure that such incidents do not take place اور further ہم نے ان کی فیملی سے کہا ہے کہ وہ FIR درج کروائیں تاکہ ایک formal investigation بھی ہو سکے اور میں دوبارہ آپ کی وساطت سے ان کی فیملی سے request کرتا ہوں کہ FIR بھی درج کرا دی جائے -

Mr. Deputy Chairman: Honourable Minister if you could ask them to come back.

اور سینیٹر صفدر عباسی صاحب آپ بھی help کریں اس چیز میں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ غلط آدمی نہیں ہیں ' بہت اچھے آدمی ہیں ' بس غلطیاں کر جاتے ہیں آپ ۔ نثار میمن صاحب could you help the honourable Minister to get back our colleagues from journalist *brotheri* and Babar Awan sahib, if you could help us بلا لیں ۔ محمد عباس صاحب آپ بھی ساتھ جائیں ' کچھ کام کریں ۔ ظفر چوہدری صاحب ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں کورم نہیں ٹوٹتا۔ گنتی میں نے کرنی ہے ۔ پروفیسر صاحب to continue.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین! تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو ہم پر زبان طعن دراز کرتے ہیں' انہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے ۔ ہمارے قوانین کیا ہیں؟ اس کا دفاع ہمارا فرض ہے اور academically وہ جو تنقید کریں ' سر آنکھوں پر ۔ لیکن کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایک sovereign nation کی قانون سازی کے نظام میں مداخلت کرے ۔

(پریس واپس آ گیا)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آ گئے ہیں ۔ وہ اپنا کورم complete کریں ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، Politically intervene کریں ' pressurise کریں اور جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں بھی کچھ عناصر اور اس سے زیادہ بیرونی ممالک میں' امریکہ کے neocon خاص طور پر ' ان سب نے جن چیزوں کو ہدف بنایا ہے ' وہ بنیادی طور پر پانچ ہیں ۔پہلی یہ کہ اسلام' اگر عبادات ہوں ' جسے وہ صوفی اسلام کہتے ہیں' تو وہ بہت خوش ہیں ۔ لیکن اگر اسلام کے معنی اجتماعی زندگی ہے' قانون ہے ' سیاست ہے اور oppression کے خلاف جنگ ہے تو یہ ان کے لیے ناقابل قبول ہے اور اس کا نام رکھا ہے

اور یہی نہیں، بلکہ بش صاحب نے radical Islam, political Islam, fundamental Islam اپنی ایک تقریر میں یہ کہا ہے کہ جو کچھ دہشت گردی ہو رہی ہے، اس کی وجہ اسلام و فاشزم، یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح ٹونی بلیئر نے جو تقریر آسٹریلیا میں کی ہے، اس میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ اس کے پیچھے evil ideology ہے۔ تو پہلی چیز یہ ہے جناب والا! اس کے بعد دوسری چیز ہے مدرسہ۔ وہ کہتے ہیں کہ دینی تعلیم جو ہے اس نے مسلمانوں کو اپنی شناخت کو قائم رکھنے ------

Mr. Deputy Chairman: Prof. Khurshid sahib, please let me make some remarks. I think the fourth pillar of our society is back.

یعنی electronic and print media کے لوگ۔ We welcome them and we want them to cover the proceedings with this very serious debate in the senior House of the Parliament that has built great names. جن کو سننا سب پسند کریں گے۔ Thank you very much.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین! میں join کرتا ہوں آپ کی اس اپیل کو اور مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ ہمارے تمام نقطہ نظر قوم کے سامنے جائیں گے اور قوم کو صحیح صورتحال جاننے کا موقع ملے گا۔ دوسرا ہدف ہے مدرسہ اور دینی تعلیم۔ اس کے بعد تیسرا ہدف ہے جناب والا! مسلمان عورت۔ مسلمان عورت کے حقوق، اس کی آزادی، اس کا کردار امت کے استحکام اور ترقی میں، یہ ہماری بنیادی values ہیں لیکن جس طرح مسلمان عورت کو ٹارگٹ کرکے ایک تصادم پیدا کررہے ہیں اور جس طرح یورپ میں عورت اور مرد کے تصادم کے نام پر جو رواج پروان چڑھا ہے وہ یہاں پر پیدا کرنا چاہ رہے ہیں۔ چوتھی چیز جناب والا! اسلامی قوانین ہیں اور نام لے کر حدود، ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون، ختم نبوت کا قانون، ان تینوں کو ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر پچاسیوں مضامین میری نگاہ سے گزرے ہیں جو میرے پاس موجود ہیں لیکن سب سے اہم چیز اس میں خود 9/11 کمیشن کی رپورٹ، 'Strategy for the document 2004 ہے جسے امریکہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل نے پیش کیا ہے۔ پھر 2003 کی

امریکہ کی انسانی حقوق رپورٹ جو 2004 میں شائع ہوئی ہے' اس میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جب تک ان ممالک میں حدود قوانین ہیں خاص طور پر پاکستان میں اس وقت تک وہاں پر اور پوری دنیا میں کوئی میانہ روی نہیں آ سکتی۔ یہ میانہ روی اور روشن خیالی کے خلاف ہے۔ اسی طریقے سے Constitutional amendment جو ۱۹۷۴ء میں بھٹو صاحب کے زمانے میں قومی اسمبلی اور سینیٹ نے متفقہ طور پر پاس کی تھی' نام لے کر کہا گیا کہ یہ ہمارے اصل ٹارگٹ ہیں۔ پانچویں چیز جناب والا! ہمارا تصور جہاد ہے جو کسی کے بھی خلاف جارحیت نہیں لیکن بلاشبہ وہ یہ اصول ہے کہ ظلم کے خلاف جدوجہد میں مزاحمت ہمارا حق ہے۔ یہ سب اہداف ہیں۔

جناب والا! میری نگاہ میں یہ بل اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کا ثبوت میں یہ دیتا ہوں کہ جنرل صاحب نے برسر اقتدار آنے کے بعد سیکولرازم اور کمال ازم کا بار بار اظہار کیا کہ وہ یہاں پر سلانا چاہتے ہیں اور ایک بار نہیں' دس بار انہوں نے کوشش کی ہے کہ حدود قوانین کو ہدف بنائیں لیکن ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دو قدم پیچھے جاتے تھے۔ یہ کشمکش پورے ۷ سال رہی۔ ان کی کتاب "In the Line of Fire" میں تین مقامات پر حدود قوانین کے بارے میں لکھا ہے کہ میں اس کے اوپر بے حد پریشان رہا ہوں۔ دراصل یہ ان کے ایجنڈے کا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ چھوٹا سا قانون جو under pressure pass ہوا ہے' یہ میں ثابت کروں گا جناب والا! سارے دستوری آداب' جمہوری روایات' پارلیمانی نظام کے بنیادی اصول کو ترک کر کے پاس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارا دستور جو symbol of Federation ہے' وہ کسی پارٹی کا نہیں ہے۔ پارلیمنٹ نے ابھی اس ترمیم کو پاس ہی نہیں کیا۔ ابھی تو صرف قومی اسمبلی نے پاس کیا ہے۔ ابھی تو اس نے سینیٹ میں آنا ہے۔ اگر وزیر اعظم یہ اعلان کرتے تو چلیئے اس کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ وزیر قانون اگر کرتا تو چلیئے اسے مانا جا سکتا تھا۔ لیکن صدر کو کیا حق ہے کہ وہ اس طریقے سے TV پر آ کر اس کا دفاع کرے۔ دفاع ہی نہیں اس کا پرچار کرے۔ پرچار ہی نہیں اس کے ذریعے ملک میں آزاد خیال اور بنیاد پرستوں کے درمیان ایک جنگ کا اعلان کریں اور یہ کہیں کہ یہ ان کی آزاد خیالی اور روشن خیالی کی فتح ہے۔ اب ملک میں یہ دو قوتیں ہیں اور وہ عوام سے اپیل کریں کہ میرے ہمنواؤں اور میرے ساتھیوں کو support کرو اور ووٹ دو۔

جناب والا! یہ محض خواتین کا بل نہیں ہے۔ یہ دراصل secularism کا ایک حصہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں اس موضوع پر، جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ تمام چیزیں ہوتی رہیں، وہیں یہ بھی ایک حقیقت یہ کہ اس بل کے آنے کے بعد سب سے زیادہ خوشی جس کو ہوئی ہے وہ White House ہے جس کے ترجمان نے بڑے ہی تنا ہٹ کے ساتھ کہا ہے کہ یہ بڑا ہی صحیح سمت میں ایک قدم ہے۔ لیکن ابھی صرف یہ پہلا قدم ہے۔ اور جس طرح ان کا طریقہ ہے وہ مسلسل جنرل صاحب کا ہاتھ مروڑتے ہیں۔ کہ تم نے یہ تو کر دیا۔ شاباش شاباش، لیکن اب اورکرو۔ اب اور کرو۔ بعینہ وہی نے چیز انہوں نے یہاں اختیار کی اور اس بیان میں یہ بات کہی گئی۔ اس کے ساتھ ہی Tony Blair صاحب یہاں آئے ہوئے تھے۔ مجھے بھی ان سے ملنے کا موقع ملا۔ ہم نے انہیں کھری کھری سنائیں۔ لیکن اپنی Press Conference میں انہوں نے بڑا Welcome کیا اس کو۔ وہاں بھی یہی کہتے تھے کہ پہلا قدم ہے۔ ابھی آپ کو بڑے شب خون مارنے ہیں۔ بہت ضربیں لگانی ہیں۔ Washington Times میں لکھا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔

Legislation passed Wednesday by Pakistan's lower house of Parliament modifying the country's abominable rape laws is progress both for women's rights and for the rule of secular law and they should be heeded across the Muslim World.

پھر اس کے بعد سناتے ہیں کہ

Pakistan progresses a lesson of tremendous importance for other countries in the Muslim World including Iran and Saudi Arabia that have similar laws to the Hudood Ordinance. Christian Times Monitor, Gulf News

اور Internet کے اوپر آپ دیکھیئے کہ کس طرح خوشیاں منائی جا رہی ہیں، کس طرح بغلیں بجائی جا رہی ہیں اور یہاں بھی اس قانون کے اوپر مٹھائیاں تقسیم کی گئی ہیں۔ یہ دراصل ایک سیاسی flaw ہے۔ یہ دراصل بین الاقوامی سازش اور کھیل کا ایک حصہ ہے۔ اور اس میں جنرل پرویز مشرف ایک کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنا ذاتی اثر، وردی کا اثر، اور Second Degree Tactics استعمال کر کے اسے اسمبلی سے پاس کروایا ہے۔

جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ دراصل اس میں اصل ہدف یہ قانون نہیں ہے بلکہ اصل ہدف ہے اسلام، اسلام کا قانون، اصل ہدف ہے حدود اللہ تعالیٰ، اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس کو اس seriousness کے ساتھ لے رہے ہیں، لیں گے اور انشاء اللہ جس لڑائی کا انہوں اعلان کیا، جس مبازرت کی انہوں نے دعوت دی۔ اس کا بھرپور مقابلہ کریں گے۔ پارلیمنٹ میں، پارلیمنٹ کے باہر، پوری قوم ہمارے ساتھ ہو گی اور ہم دیکھیں گے کہ کس طرح اس ملک سے اسلامی قواینن کو مٹانے کا کام کوئی انجام دے سکتا ہے۔

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام کا یہ اصول ہے کہ انسان کمزور ہے، گناہ گار سے غلطی ہو سکتی ہے اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے، غفار ہے، گناہ ایک چیز ہے اور اللہ کے احکام کا انکار ایک چیز ہے۔ گناہ گار کے معنیٰ یہ ہیں کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور اس کی سزا دے۔ انکار کے معنیٰ ہے آپ دعوت دے رہے ہیں اللہ کے عذاب کو۔ اور آگے کہیں کہ جو رسول اللہ کہہ رہے ہیں وہ نعوذ باللہ غلط ہے۔ اس کے مقابلے میں جو میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو انسان کو کفر کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو ہماری دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ کرنے والی ہے۔ لیکن ہمیشہ پلٹے ہیں، بغاوت نہیں، لیکن جناب والا! اگر آپ کا ایک حکم بھی قرآن پاک کا نہیں ہے۔ کسی ایک حکم کا، کسی ایک آیت کا انکار کرتے ہیں تو یہ انکار اللہ سے انکار کے مترادف ہے، اللہ کے اصولوں کے مترادف ہے اور یہ انسان کو اسلام کے دائرے سے باہر نکالتا ہے۔ جناب والا! میں بڑی دل سوزی کے ساتھ، بڑے ادب کے ساتھ اپنے تمام بھائیوں بہنوں سے کہوں گا کہ خدا کے لیے اس کو محض ایک سیاسی چیز نہ سمجھیئے، سیاست وہ چمکا رہے ہیں جو مغرب کو خوش کرنے کے لیے، وہاں سے certificate اور تائید لینے کے لیے اور اپنی سیاہ کاریوں اور فوجی وردی کو تحفظ دینے کے لیے اللہ کے دین کو استعمال کر رہے ہیں اور اللہ کے دین کو ضرب لگا رہے ہیں۔ کفار کو خوش کرنے کے لیے سیاست کو چمکا رہے ہیں لیکن بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم پارٹی ڈسپلن نہیں بلکہ اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق پوری دیانت داری کے ساتھ اتحاد دیں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی چیز دین کے خلاف نہیں ہے، آپ کا حق ہے، اللہ کے سامنے آپ جوابدہ ہوں گے لیکن اگر شریعت اور قرآن کے خلاف

کوئی چیز ہے اور پھر محض دباؤ کی بنا' پر یہ کام کر رہے ہیں۔ تو حقیقت یہ ہے کہ آپ ایک بہت بڑی وردی کے لیے اپنے آپ کو بہت بڑے خطرے سے دوچار کر رہے ہیں۔ میں ایک مثال بھی یہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس ملک میں حدود قوانین نہ ہوتے اور 1977ء تک نہیں تھے تو یہاں ایک کمزوری تھی اور شاید یہ گناہ بھی تھا، شرمندگی کی بات ہمارے لیے تھی لیکن جب یہ قوانین کتاب قانون کے حصہ بن گئے اس کو پھر کتاب قانون سے مٹانا، کاٹنا اور نکالنا اس کی تنسیخ، جناب والا! یہ اس سے بڑا جرم ہے۔ یہ صرف گناہ نہیں یہ اللہ کے ساتھ بغاوت ہے اور یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی چیز ہے۔ یہ حکومت کے لیے ناقابل قبول ہوگی ہر مسلمان کے لیے ناقابل قبول ہوگی اور میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھے تو بارگناہ ہے لیکن اگر روزہ رکھتا ہے اور وہ توڑتا ہے تو پھر اس کو سخت سزا ہے تو ہم جو اس کو کرنے جا رہے ہیں۔ وہ مغرب کو خوش کرنے کے لیے نام نہاد روشن خیال، آزاد رو لابی کو خوش کرنے کے لیے آپ اللہ کے قانون کو بدل رہے ہیں۔ خدا کے لیے سوچیئے کہ یہ کیا ہے؟ جناب والا! ہم نے مفتی تقی عثمانی صاحب، سابق جج فیڈرل شریعت کورٹ اور Independent Superme Court کی ایک تحریر آپ کو circulate کی ہے۔ اس کے علاوہ جن علماء کی کمیٹی کو بنایا گیا تھا چوہدری شجاعت صاحب کے ساتھ، اس کمیٹی کے ارکان نے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، جسٹس تقی عثمانی، مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا محمد حسن جان، مولانا ڈاکٹر محمد رزاق، مولانا محمد حسن جالندھری نے یہ مشترک بیان دیا ہے۔ جس میں یہ صاف کہا ہے۔ صدر مملکت پرویز مشرف کی نشری تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حدود آرڈیننس کے بارے میں محض یک طرفہ presentation سے متاثر ہو کر شدید غلط فہمی کا شکار ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ زناہ بالجبر کا شکار ہونے والی مظلوم خاتون کو بلا وجہ قید کر دینا یقیناً بہت بڑا ظلم ہوگا۔ جس کی کوئی بھی غیرت مند شخص اس کی ضمانت نہیں کر سکتا لیکن اصل سوال یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کے تحت بھی ایسا ہوا کہ محض چار گواہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی مظلوم خاتون کو قیدکر دیا ہو اور اگر بالفرض ایسا ہوا ہے تو وہ حدود آرڈیننس کی خامی کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے نیز کیا یہ صورت حال اس گواہ کی وجہ سے جواز پیدا کرتی ہے کہ زناہ بالجبر پر قرآن و سنت نے سخت سزا حد مقرر کی ہے اس کو بالکل ختم کر دیا جائے؟ کیا اس قسم کے کسی مبہم خطرہ کا سدباب کسی

اور طریقے سے نہیں کیا جا سکتا؟ افسوس ہے کہ ان معاملات میں صدر مملکت صاحب نے صرف یکطرفہ موقف سنا اور دوسرے کے موقف کو سنے بغیر ایک رائے قائم کر لی ہے۔ جس کے نتیجے میں زناء بالجبر کی ترمیم سے قرآن وسنت کے مطابق مقرر کی ہوئی حد سزا بلا وجہ ختم کر دی گئی ہے ۔ہم صدر مملکت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بل پر دستخط کرنے سے پہلے ہمیں وضاحت کا ایک موقع دیں۔ تاکہ ہم اپنی معلومات اور تجربے کی روشنی میں صحیح صورت حال ادا کر سکیں ۔ جناب والا! یہ صرف ایک بیان ہے ۔ کسی ایک نکتہ نظر کا اور مکتب فکر کا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام اہل علم جنہوں نے اس موضوع کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے ان کی عظیم اکثریت زنا بالجبر کو حد قرار دیتی ہے۔ یہ صورتحال دوسری صدی سے لے کر آج تک کہ فقہاء اور اہل علم -----، مجھے پتا ہے کہ ایک short view موجود ہے وہ بھی یہ نہیں کہ حد نہیں ہے بلکہ وہ یہ ہے کہ کیا اس کی حد زنا کی حد ہوگی یا حرابہ کی حد ہوگی۔ لیکن یہ short view جسے قبولیت کی حد ضروری ہے ۔ اس پر اجماع ہے وہ یہی ہے کہ زنا بالرضا اور زنا بالجبر دونوں جرم ہیں، دونوں کھنڈ ہیں بلاشبہ فرق ہے اور یہ میں واضح کر دوں اس لئے کہ اس کو بہت misuse کیا گیا ہے ۔ زنا بالرضا کے لئے بلاشبہ جس طرح چار گواہ ہیں اس طرح زنا بالجبر کے لئے بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ کیسے بے ضمیر لوگ ہوں گے جو زنا بالجبر ہوتے ہوئے دیکھیں اور گواہی دینے کے لئے انتظار کریں بلاشبہ ان بندوں کو روکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا بالجبر کے تو معنی یہ ہیں کہ عورت کے اوپر زیادتی کی جا رہی ہے ، ظلم کیا جا رہا ہے ، تشدد کیا جا رہا ہے تو وہ روئے گی ، چیخے گی، مدد کے لئے لوگوں کو پکارے گی۔ مدد کے لئے پکارنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ لوگ آئیں گے ۔ زنا بالرضا کے اندر تو secrecy ہے اور اسی لئے اس کے لئے سزا رکھی ہے کہ جب فحاشی اس وسعت پر ہو کہ وہ openly کی جا رہی ہے۔ چار لوگ دیکھنے والے ہوں وہ موجب سزا ہے ورنہ سزا نہیں ۔ لیکن زنابالجبر کے ساتھ تو معاملہ کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ چیخے گی ، مدد کے لئے لوگوں کو پکارے گی ۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ evidence ہونی چاہیے۔ یہی evidence fiscal کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ میں یہ بھی کہہ دوں کہ اگر یہ evidence نہیں ہے تو قطعاً حدود آرڈیننس کے تحت ، حد قانون کے تحت مظلوم عورت زنا کی مرتکب قرار نہیں دی جاتی۔ بلکہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ جس کے ساتھ جبراً یہ زیادتی ہوئی ہے اس پر حد نہیں ہے وہ معصوم ہے اور

جنھوں نے یہ حرکت کی ہے ان پر سزا ہے۔ اگر ان کی سزا اس طرح ثابت نہ ہوسکے تب بھی اگر قرائن موجود ہیں circumstancial evidences موجود ہیں تو ان کو حد سے کم سزا دی جائے گی۔ حد اور تعزیر پورے نظام قانون کا ایک حصہ ہیں۔

جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس بات کو برا سمجھ کر کیا جا رہا ہے اور زنا بالجبر اسی طریقے سے گناہ ہے ' اسی طریقے سے جرم ہے اور اسی طریقے سے ایک حد ہے جس طرح زنا بالرضا ہے لیکن اس قانون میں سے اسے نکالا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ چیزیں اس میں مزید ہیں جو کھلی کھلی اسلامی قانون اوراس کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم کب تک اس کو جاری رکھیں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کی مرضی - میں غور سے سن رہا ہوں اور میں صحافی بھائیوں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی غور سے سنیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اس وقت طے یہ ہوا تھا کہ میں اس کو جاری رکھوں گا۔ اگر آپ کہیں تو میں یہاں اس کو روک دوں ورنہ پھر اگلا point شروع کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں ان کے بعد ایک اور speaker ہیں - We will continue till fifteen minutes

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، نہیں میں نے اپنی بات تو ختم نہیں کی ۔مجھے تو ابھی کافی وقت چاہیے - میں نے بڑی درخواست کی تھی - میں ایک جملہ بھی غیر متعلق نہیں کہوں گا۔

Mr. Deputy Chairman: I think, we have to wait another two to three minutes.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، نہیں مجھے بہت وقت چاہیے -

جناب ڈپٹی چیئرمین، دو سے تین منٹ اور لے لیں more than half an hour دے دیا ہے to be very honestly.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میرے پاس تو ابھی بڑا مواد ہے میں نے تو بہت زیادہ بات کرنی ہے ایسا نہیں ہے۔ مجھے ایک گھنٹہ کم از کم اور چاہیے -

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے آپ اس کو تھوڑا سا مختصر کرلیں کیونکہ there are other so many speakers

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اس میں مجھے ساری بات آپ لوگوں کے سامنے رکھنی ہے ۔ آپ مانیں یا نہ مانیں میرا فرض ہے کہ میں تمام دلائل شرعی بھی اور contrary to law کے بھی میں ہر چیز Cabinet سے لے کر آیا ہوں میں وہ آپ کو دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح جی آپ اپنا view point ضرور دیں۔ I think we will all listen

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میری submission یہی ہے کہ حدود آرڈیننس آج سب سے زیادہ مظلوم قانون ہے۔ اور اس کے بارے میں جتنی باتیں کہی گئی ہیں جس کی بنیاد پر اس کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ سب غلط ہیں۔ وہ سب غلط بیانی پر مبنی ہیں ۔ میں اس کو ثابت کروں گا اور ایک ایک شق کو لے کر آپ کو بتاؤں گا۔

Mr Deputy Chairman Please continue sir we are with you

پھر جب نماز کا وقفہ کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، کب کریں گے نماز کا وقفہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پونے دو بجے تک کریں گے۔ میمن صاحب after break اپنی تقریر کریں گے۔ لیکن Honourable member speaks out his heart . . .

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، آپ کا بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین ! second session میں مجھے اپنی یہ بات مکمل کرنی ہے ۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جو اس قانون میں کھلی کھلی شریعت کے خلاف ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایک suggestion آئی ہے کہ کچھ لوگ نماز اور lunch کے لیے invited ہیں ۔ اس لیے with the permission of the House session adjourn کر لیتے ہیں اور پھر بسم اللہ پروفیسر صاحب سے ہی کریں گے ۔ So the House is then

stands adjourned till 4 o'clock and the House will reconvene at 4 p.m.

Thank you very much.

(The House was adjourned for lunch and Namaz.)

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب چیئرمین (محمد میاں سومرو) شروع ہوا)

جناب چیئرمین: السلام علیکم۔ خورشید صاحب! آپ بول رہے تھے Please continue

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کے دو نکات بیان کر چکا ہوں۔ پہلا یہ کہ تحفظ نسواں کے نام پر جو Bill یہاں لایا جا رہا ہے اس میں سب کچھ ہے، تحفظ نسواں کے سوا۔ نہ substantive part میں اور نہ ہی procedural part میں کوئی ایک چیز بھی ایسی ہے جس سے خواتین کو اس ظلم سے جس کا وہ نشانہ بنائی جا رہی ہیں کوئی حقیقی تحفظ مل سکے اور ہمارے ملک کا جو جاگیردارانہ، secular, elitist culture ہے، اس کا وہ نشانہ بنی ہوئی ہیں۔

جناب والا! دوسرا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جہاں تک میں اس کا تجزیہ کر سکا ہوں، فی الحقیقت اس سے ان کی مشکلات، مصائب، پریشانیوں اور محرومیوں میں اضافہ ہو گا اور میں نے اس کی مثالیں دی ہیں، میں repeat نہیں کرونگا۔ دوسرا نکتہ جناب والا! میں نے یہ پیش کیا ہے کہ پھر یہ Bill ہے کیا؟ اپنے جوہر کے اعتبار سے یہ Bill حدود اللہ پر ایک حملہ ہے۔ اگر میں اسے انہدام حدود اللہ Bill کہوں تو غلط نہیں ہو گا اور یہ دراصل اسلام پر attack کا عنوان ہے۔ اسلام کے سیاسی، معاشی اور اجتماعی نظام پر attack کا اور یہ ہمارے ملک کے secular عناصر، نام نہاد liberal عناصر لیکن اس سے زیادہ بڑھ کر جو امریکہ اور مغرب کی اس وقت اسلام کے خلاف ایک عالمگیر جنگ ہے اور جس میں میں نے کہا ہے کہ ان کے پانچ اہداف ہیں۔ پہلا یہ کہ اسلام کو

ایک دین، ایک اجتماعی نظام، ایک نظام قانون، ایک نظام معاشرت، ایک تہذیب کی حیثیت سے نہ دیکھا جائے بلکہ صرف عبادات کا مجموعہ اور اخلاقیات جسے وہ صوفی اسلام کہتے ہیں۔ دوسرا تعلیم، خصوصاً دینی تعلیم، یہ ان کی نگاہ میں سارے فساد کی اصل جڑ ہے اور جب تک دینی تعلیم موجود ہے، مسلمان، مسلمان رہے گا اور جب تک کہ اس تعلیم کو کسی نہ کسی طرح زہرآلود نہ کر دیا جائے، وہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکیں گے۔ تیسری مسلمان عورت، کہ جس نے ہماری تہذیب کی سب سے زیادہ حفاظت کی ہے، جو اس کی امین رہی ہے۔ وہ مسلمان ماں ہے۔ خاندان وہ ہے کہ جب ہر محاذ پر ہم پٹ گئے، تب بھی خاندان نے ہمیں بچایا، اب یہ ہدف عورت credit الحاق ہے۔ چوتھی چیز، اسلامی قوانین اور اس میں بھی خاص طور پر حدود کے قوانین، ناموس رسالت کا قانون، ختم رسالت کا قانون، نام لے کر، پورے مغربی literature میں اسے ہدف بنایا گیا ہے اور پانچویں چیز جہاد ہے کہ جہاد مسلمانوں میں resistance اور مدافعت پیدا کرتا ہے اور ظلم سے وہ ٹکر لیتے ہیں۔ تو یہ ہے اس کا ہدف اور بدقسمتی سے ہمارے کچھ مہربان اپنی سادگی یا مفادات کی خاطر اس جنگ میں شریک ہو گئے اور یہ بل اس کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔

اس طرح جناب والا! میں بتا رہا تھا کہ خالص شرعی اور دینی مرکز سے چھوٹے موٹے اعتراضات ہیں ہمارے اس بل پر اور اس سلسلے میں وہ علماء کمیٹی جس سے مشاورت ہو رہی تھی، اس کا بیان آ گیا ہے۔ مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) مولانا تقی عثمانی کا مضمون آ گیا ہے جسے ہم نے یہاں circulate کیا ہے۔ انہوں نے شرعی دلائل کے ساتھ بتایا ہے۔ میں اسے یہاں repeate نہیں کروں گا، لیکن اس بات پر focus کروں گا کہ پہلی چیز ہے زنا بالجبر۔ یہ جرم اسلام میں گناہ بھی ہے اور جرم بھی ہے اور یہ جرم ایک حد ہے۔ حد نام ہے اس سزا کا جو متعین جرائم کے لیے شریعت نے مقرر کی ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کی مقررکردہ ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی انسان نہیں کر سکتا۔ باقی تمام جتنی بھی چیزیں ہیں، ان کا تعلق ہے تعزیر سے۔ اس لیے حد اور تعزیر دو classical concepts ہیں ہمارے -----

جناب چیئرمین، خورشید صاحب آپ کی توجہ چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں عرض کر رہا تھا کہ حد کا تصور ایک بڑا ہی نازک، خوبصورت تصور ہے۔ اس لیے کہ اسلام نے شریعت کے کچھ مقاصد مقرر کیے ہیں۔ وہ مقاصد پانچ ہیں۔ سب سے پہلا دین کی حفاظت کہ ایمان دین سب سے اہم ہے۔ دوسرا عقل کہ اس کے بغیر آپ کوئی چیز سمجھ نہیں سکتے، اس کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جسم و جان، نفس کہ ان سب کے لیے آپ کو نفس کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد پھر نسل اور آخری مال۔ یہ پانچوں ضروریات ہیں اور یہ پانچ مقاصد عظیم شریعت کے ہیں۔ ان پانچوں ہی کی حفاظت کے لیے ہمارا criminal law ہے اور criminal law by definition کسی معاشرے کی اقدار کا محافظ ہوتا ہے۔ تو شریعت نے بہت لمبا چوڑا criminal law نہیں بنایا، جس طرح دنیا کے سب ممالک میں ہوتا ہے۔ جو حدود ہیں وہ صرف پانچ ہیں۔ وہ انہی پانچ کی حفاظت ہے۔ دین کی، عقل کی، نفس کی، نسل کی اور مال کی۔ باقی تمام تعزیرات ہیں۔ ان کے بعد جتنے بھی آپ کے ضوابط ہیں، جتنے بھی آپ کے جرائم ہیں، ان کی جو بھی سزائیں ہیں، وہ آپ مشاورت سے اور شریعت کے اصولوں کی روشنی میں کریں لیکن ان حدود کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، compromise نہیں کر سکتا اور قرآن پاک نے اس سلسلے میں صاف الفاظ میں سورہ نور میں یہ کہا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے مقررکردہ حد ہے اور اس حد کی enforcement کے لیے تم میں کوئی نرمی نہ آئے۔ اللہ رحیم و رحمان ہے۔ اللہ جانتا ہے کہاں رحم چاہیے اور کہاں سختی چاہیے۔ تم نہیں جانتے۔ تمہارا کام اللہ کی حدود کو نافذ کرنا ہے، ان سے فرار، ان کو مٹانا، ان کو ختم کرنا نہیں ہے۔ جناب والا! اس بل میں جو سب سے پہلا جرم کیا گیا ہے، جو بغاوت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ سے، وہ زنا بالجبر کو حد کے دائرے سے نکال کر اسے ایک عام تعزیری سزا بنا دیا گیا ہے۔ یہاں یہ عرض کروں میں آپ سے کہ شریعت نے زنا کے سلسلے میں بلا شبہ دو معاملات میں تفریق کی ہے۔ ایک زنا بالرضا، دوسرا زنا بالجبر۔ دوسرا زنا اور اسے کرنے والا غیر شادی شدہ ہے یا شادی شدہ ہے۔ محصن اور غیر محصن یہ دو تفریق کئے ہیں۔ محصن اور غیر محصن میں سزا مختلف ہے۔ یہ اس بناء پر ہے کہ جو شادی کے باوجود یہ کام کرتا ہے اس کو سزا سخت دی جائے لیکن جبر اور رضا میں بھی حد مقرر ہے۔ فرق یہ ہے کہ رضا میں حد دونوں طرف مرد اور عورت، زانی اور زانیہ پر جاری ہوتی

ہے لیکن جبر کی صورت میں صرف جبر کرنے والے پر ہوتی ہے۔ جو مجبور اور مظلوم ہے اس پر نہیں ہوتی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف کہا ہے کہ زنا بالجبر میں جس نے زنا کیا ہے اس پر حد جاری ہوگی اور عورت جو مظلوم ہے وہ پاک ہے اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ میں یہ بھی آپ سے عرض کر دوں کہ صرف ایک عورت کی گواہی کو بھی اس معاملے میں لیا گیا ہے۔ میں آپ کو آگے بتاؤں گا کہ جو اعتراض کیا جا رہا ہے اس معاملے پر عورت کی گواہی کے بارے میں وہ کس طرح غلط ہے یعنی شرعی پوزیشن یہی ہے کہ عورت کے اوپر اس معاملے میں کوئی تعزیر ہے نہ حد ہے اگر وہ مظلوم ہے تو وہ رحم کی مستحق ہے، عزت کی مستحق ہے۔ سارا کا سارا ہمارا غصہ اور سزا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو مرتکب ہوا ہے اس جرم کا۔ یہ اسلام کا فریم ورک ہے۔ اس بل میں حد کو نکال کر تعزیر میں لے رہے ہیں۔ یہ قرآن اور حدیث کے اوپر، اسلامی قانون کے اوپر اور اسلامی روایات پر ایک ضرب ہے۔ یہ ناقابل برداشت ہے۔ جناب والا! میں ایک مثال دے رہا ہوں کہ اگر ایک شخص روزہ نہیں رکھتا ہے تو یہ گناہ ہے لیکن روزہ رکھ کر توڑتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کے اوپر سزا ہے۔ اسی طرح جب تک ہماری کتاب قانون میں یہ لکھا ہوا نہیں تھا تو اور بات تھی لیکن جب آپ نے کتاب قانون سے نکال دیا تو یہ دہرا جرم ہے۔ جناب والا! دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مغرب کے تصور قانون میں زنا جو ہے وہ ایک crime against person ہے۔ اس لئے English Law کے اندر adultery or rape یہ دو جرم ہیں لیکن adultery کا مطلب ہے کہ شادی شدہ خاتون کے ساتھ شوہر کی اجازت کے بغیر زنا کیا جائے۔ اگر عورت شادی شدہ نہیں، بیوہ ہے۔ Adultery English Law کے اندر crime against husband ہے۔ Rape by force بلاشبہ اس میں عورت aggrieved party ہے کیونکہ اس میں وہ willing نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ willing ہے تو پھر یہ جرم نہیں ہے۔ اسلام میں اس کے مقابلے میں زنا ایک گناہ ہے، زنا ایک جرم ہے۔ یہ حدود اللہ ہے اور اس کے معنی ہیں یہ صرف crime against person نہیں۔ Crime against society ہے۔ اس بل میں یہ کیا گیا ہے کہ زنا کو public law کی بجائے crime against society کی بجائے جو مغرب کا تصور قانون ہے کہ زنا crime against person ہے کو شامل کیا گیا ہے یہ بہت بڑا retrogressive step ہے جو اسلام کے پورے تصور قانون سے متصادم ہے۔

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ حد کی سزا جو ہے۔ شریعت کا واضح حکم ہے کہ اس میں کوئی remission نہیں ہو سکتی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چوری کی ہوتی تو اس پر بھی حد جاری ہوتی۔ یہ ہمارا مسلمہ اصول ہے کہ حد میں تخفیف کرنے کا اختیار حاکم وقت کو نہیں ہے۔ اس ترمیم کے ذریعے سے صوبائی حکومتوں کو حد کی سزا میں بھی remission کا اختیار دیا جا رہا ہے۔ یہ تیسری چیز ہے جو اسلامی قانون کے خلاف ہے۔

جناب والا! چوتھی چیز یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۳ کافی اہم اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حدود آرڈیننس ملک کے باقی تمام قوانین کے اوپر overriding position میں ہیں۔ اس میں کوئی clash ہے تو حدود بالاتر ہیں یعنی خدا کا قانون بالاتر ہو گا ملک کے civil law میں ملک کے secular criminal law میں۔ یہ بڑا بنیادی اصول ہے اور یہ بالکل قرآن کا فیصلہ ہے کہ جس چیز کو اللہ اور رسول طے کر دیں اس کے بعد پھر اختیار نہیں رہتا کہ تم اس کے برعکس کوئی فیصلہ کرو۔

جناب والا! یہ شق ختم کی گئی اور دو الگ الگ compartment بن گئے ہیں۔ اسلام میں بلا شبہ تعزیر کا تصور موجود ہے اور تعزیر ہمارے law کا integral حصہ ہے۔ اصول فقہ کی کتابیں دوسری صدی سے لیکر آج تک پڑھ لیجیے' حدود کے بعد تعزیر کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ دونوں مل کر نظام بنتے ہیں۔ لیکن اب انہوں نے دو water tank compartment بنا دیئے ہیں۔ حدود آرڈیننس کی خوبی یہ تھی کہ خواہ وہ معاملہ فقہ کا ہو یا زناء کا ہو' وہ قوانین جو Federal Law کا حصہ تھے اور relevant تھے ان کو یہاں لا کر modify کر کے اس کا حصہ بنا دیا تاکہ ایک نظام بنے۔ انہوں نے پھر وہی secular اور religious کی تقسیم کی ہے اور تمام حصے نکال کر دوبارہ Federal Law میں ڈال دیئے ہیں جیسے کہ Gomal نے ہندوستان میں قانون سازی پر کئے تھے۔ اس کی بڑی اہم implications ہیں' conceptional تو ہیں جیسے میں نے آپ کو بتائی ہیں' شرعی ہیں جو میں نے آپ کو بتائی ہیں لیکن practical بھی ہیں۔ میں ایک مثال دیتا ہوں Muslim Family Law, جس طرح جنرل ضیاء الحق نے یہ قانون نافذ کیا۔ جسے تمام علماء نے' اسلامی آئیڈیالوجی کونسل نے خلاف اسلام قرار دیا تھا کہ Law

Division کی summary موجود ہے جس میں وہ واضح کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں دفعات قرآن و سنت کے خلاف ہیں لیکن اس کے باوجود تحفظ دیا گیا ہے کہ اگر ایک عورت کی طلاق ہو جاتی ہے اور شوہر اس طلاق کو رجسٹرڈ نہیں کرواتا اور وہ عورت طلاق کے بعد شادی کر لیتی ہے تو پہلا شوہر اگر عورت کو paralyse کرنا چاہے، تنگ کرنا چاہے تو چونکہ طلاق record نہیں ہوئی ہے تو اس کی دوسرے شادی کو زنا قرار دیا گیا ہے۔

جناب والا! جو اس کے قانون misuse ہوئے ہیں ان میں خاصی تعداد ان cases کی ہے کہ جہاں ان کے first husband نے اپنی بیوی کو تنگ کرنے کے لئے زچ کرنے کے لئے، اس کی تحقیر کرنے کے لئے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ یہ Clause 3 اس کی راہ میں رکاوٹ بنی اور سینکڑوں عورتوں کو اس کی بنا پر تحفظ ملا کہ Federal Shariat Court نے جب اسے examine کیا تو کہا کہ وہ law جو بھی ہو لیکن ہمارے قانون کے تحت تمہاری ایک valid marriage تھی اور چونکہ ایک valid marriage تھی اس لئے اس کو زنا نہیں کہا جا سکتا۔ نتیجتاً، سینکڑوں عورتوں کو relief ملا۔ اب اس کے بعد یہ باقی نہیں رہے گا اس لئے کہ یہ writing ختم ہو گئی ہے۔ اور اب دوسرے قوانین ذریعہ بنیں گے عورتوں کی مزید exploitation کا اور ان کو تکلیف پہنچانے کا۔

اس کے بعد جناب والا! اس میں یہ بھی ہے ۔ جس چیز کو انہوں نے یہ کہا یعنی زنا جو حد نہیں یہ تصور آرڈیننس میں موجود نہیں ہے۔ اس Ordinance سے نکالا اور پہلے اس کو فحاشی یا lewdness کہہ کر Penal Code میں لایا گیا لیکن اب آخری وقت میں ایک ترمیم کے ذریعے lewdness کو fornication میں بدل دیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ زنا اور fornication میں کیا فرق ہے؟ کہیں اس کو clear نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی جرم کی دو different سزائیں، دو different concepts وجود میں آ گئے ہیں۔ ایک زنا بالرضا اور ایک fornication۔

۔ والا! مجھے اس بات کا علم ہے اور قانون ہر آدمی جانتا ہے ۔ ۔۔۔ مختلف شکلیں ۔۔۔ اور اچھا قانون وہی ہوتا ہے جو تمام شکلوں کا احاطہ کرے مثال ۔۔۔ آپ کو پ ۔۔۔ Homicide, Homicide is a murder اور Homicide ۔۔۔

سات categories ہیں ' کچھ اس میں valid ہیں اور کچھ۔ punishable and cognizable اسی طریقے سے سرقہ ہے' زناہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اگر حد کی شرائط پوری نہیں ہوتی ہیں تو پھر جرم جتنا ہو اس کی مناسبت سے تعزیر دی جائے۔ Fornication کو ایک جرم بنا دیا گیا ہے اور اس کے بعد پھر اس کی registration کے لیے جو چیز بنائی گئی ہے ۔ دو گواہیاں صرف سیشن جج ' میں نے پہلے کہا ہے کہ پولیس کی مداخلت کے بارے میں مجھے اطمینان ہے کہ پولیس کا role گھناؤنا اور پنپ رہا ہے لیکن in fact حل پولیس کی اصلاح میں ہے۔ حل اس میں نہیں ہے کہ کہ آپ اس ملک کے دیہات کی عورتوں کو جو اس ظلم کا نشانہ بنتی ہیں ان سے expect کریں کہ وہ بیس بیس' چالیس پچاس' میل جا کر جہاں سیشن کورٹ ہوگی وہ جا کر رجسٹر کروائیں دو گواہیاں لے کر جائیں۔ اس کے صاف معنی ہیں کہ آپ نے زناہ کو آسان بنا دیا ہے' زنا کے جرم کو قانون کی گرفت میں لانا مشکل بنا دیا ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر یہ برائیاں پھیلیں گی اور قانون دیکھتا رہے گا اور کچھ نہیں کر سکے گا ۔ جناب والا! یہ چھ موٹی موٹی چیزیں ہیں جن کی بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون شرعی اعتبار سے' قانونی اعتبار سے ناقابل قبول ہے ۔اللہ کے خلاف یہ اعلان بغاوت ہے اور جو بھی اس میں شریک ہوتا ہے ۔ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کو جان کر ' دیکھ کر اس کی خلاف ورزی میں شریک ہوتا ہے تو وہ اللہ کے سامنے اپنا جواب سوچ لے کہ کیا جواب دے گا۔ساتھ ہی جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے اس قانون کو پاس کرایا گیا ہے یہ ایک بڑا ہی مکروہ عمل ہے ۔ آپ یہ دیکھیئے کہ یہ قانون 1979 ء میں وجود میں آیا ۔ اعتراضات کیے جارہے ہیں اس لیے میں اس کو لوں گا۔

پہلی بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ۸۵ء میں انتخابات ہوئے' ۹۰ میں انتخابات ہوئے ' ڈیموکریٹک گورنمنٹ بنی ' کسی گورنمنٹ نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا ۔ آٹھویں ترمیم کے ذریعے سے جس طرح سے اس سے پہلے 70A اس کے بعد 208 اور and 207-AA کے تحت مختلف قوانین کو legitimize کیا گیا اس طرح یہ بھی ہوا۔ یہ کوئی الگ چیز نہیں ہے لیکن اس کے بعد ان elected Governments نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی حالانکہ اس میں پیپلز پارٹی دو دفعہ آئی ۔ مسلم لیگ دو دفعہ آئی ہے ۔ دوسرے الفاظ میں خوشی حاصل ہوئی

لیکن یہاں اقتدار میں آتے ہی کمالیت ازم اور سیکولرازم کے شوق میں ان کو ہدف بنانے کی کوشش کی اور ہاتھ ڈال دیتے تھے اور پھر ہاتھ کھینچ لیتے تھے ۔ اس وقت جو یہ کام کیا گیا ہے ۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو یونیورسل پریشر اسلام کے باب میں fundamentalism کے نام پر کیا جا رہا ہے ۔اس میں ہمارے ساتھ رہیئے اور یہ صرف اپنی وردی کو بچانے اور اس کے لیے بیرونی سپورٹ حاصل کرنے کے لیے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔یہ ایک بڑا سیاسی اخلاقی جرم ہے اور پھر دیکھیئے کہ اس کے لیے کیا راستہ اختیار کیا گیا ہے ۔جس طرح خود اس پارٹی کو جو سرکاری پارٹی ہے ۔ اسے manipulate کیا گیا ہے ۔manoeuver کیا گیا ہے بار بار meetings ہوئی ہیں ' بار بار چیزوں کو revise کیا گیا ہے اور آخری صورت میں جو شکل بنی ہے ---

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : مجھے بات کرنے دیں ۔ آپ اپنی باری پر کیجئے گا۔مجھے آپ interfere نہ کریں ۔آپ میں اتنا صبر ہونا چاہیے ---

Mr. Chairman: Professor sahib, please continue.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : اتنا تحمل آپ میں ہونا چاہیے ۔میں -----

(مداخلت)

Mr.Chairman: Please order , please, let the speaker continue.

تشریف رکھیے۔خورشید صاحب کو بولنے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میں علمی انداز سے بات کر رہا ہوں ' --

(مداخلت)

جناب چیئرمین : خورشید صاحب کو بولنے دیں ۔جتنا آپ شور مچا رہے ہیں ' اتنا انہوں نے کچھ نہیں کہا ' تشریف رکھیے ۔ خورشید صاحب کو بولنے دیں۔وہ وقت پر بول لیں گے ۔ جو انہوں نے بولنا ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : میں علمی انداز سے بات کر رہا ہوں اور میں بازاری الفاظ استعمال

نہیں کر رہا ہوں اور میں آپ کو پڑھ کر بتاتا ہوں۔ یہ پولٹیکل حدود امتیاز عالم صاحب جو بہت سینئر جرنلسٹ ہیں۔ انہوں نے تجزیہ کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں۔ سنئیے ذرا، وہ لکھتے ہیں۔

The effort to amend the Hudd Laws face immense resistance from among the rank of rulimg PML(Q) and the mullah instead of following...... the advice of the National Commission on the status of women which recommended repealing the Zina Ordinance, the ruling party has tried his best to even abandon the Select Committee's bill in favour of the Ulema Committee recommendations.

اس کے بعد کہتے ہیں کہ

President Pervez Musharraf made it possible by arm twisting PML(Q) to carry forward the Selecte Committee's bill.

جناب والا! یہ ہے وہ ریکارڈ جس پر آپ نے یہ سارا کام کیا ہے اور اگر میں اس پر اعتراض کرتا ہوں تو یہ میرا حق ہے۔ یہ کوئی سیاسی بیان نہیں۔جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے یہ پورا کام کیا گیا ہے وہ شدید قابل مذمت ہے اور وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ پورا کام malafide ہے۔ جناب والا! اس کے بعد آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تھوڑا سا بتاؤں کہ دراصل میری نگاہ میں اصل issue کیا ہے۔ جہاں تک معاملہ عورتوں پر مظالم، ان کے حقوق کا تحفظ اور جو زیادتیاں ان پر ہو رہی ہیں ان کی اصلاح کا ہے، خدا گواہ ہے ہم دل و جان سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی حد تک ہم نے کیا ہے اور جس علماء کمیٹی کو انہوں نے بلانے کے بعد رد کیا ہے، یہ جو چھ کی بات کر رہے ہیں ان چھ کے چھ علماء نے recommend کیا ہے۔ اس سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک بار نہیں بار بار کیا اور Private Bills اس House میں بھی اور lower House میں بھی move ہوئے ہیں ان تمام معاملات کے اوپر لیکن حکومت سوچ یہ رہی تھی۔ اب وہ اس کا سہارا لے رہی ہے تو میری نگاہ میں اصل issue وہ نہیں ہے، اصل issue ہے حدود کو تبدیل کرنے کا۔ اور یہاں پر let us call a spade a spade. اس پر جہاں تک حدود اللہ کا تعلق ہے جیسا میں نے عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلعم کی مقرر

کردہ ہیں اور وہ لوگ جو ان کو وحشیانہ کہتے ہیں ہماری نگاہ میں وہ غیر مہذب ہیں۔ یہ حدود اللہ کا حکم ہے اور انسانیت کی فلاح کے لئے بہترین ذریعہ ہیں۔ ان کے بارے میں یہ الفاظ جو بھی استعمال کرتا ہے وہ میری نگاہ میں جو مغرب کا پروپیگنڈا اور ہمارے خلاف ہتھیار ہے ان کا آلہ کار بنتا ہے اور میں یہاں ایک امریکن مصنف پروفیسر جارج کینیڈی کی کتاب سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ خود ہمارے بہت سے سیاسی لیڈر بھی جو الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ کیا ہیں۔

Hudood Ordinances are anti-democratic, reactionary, barbaric, anti-females and propup and illegal.

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حدود قرآن وسنت کی طے کردہ ہیں اور وہ مہذب ترین طریقہ ہے ان جرائم کو روکنے کا اس کے بارے میں ہماری کوئی reservation نہیں، ہم نے ہمیشہ حدود کا دفاع کیا ہے۔ حدود آرڈیننس میں جو کچھ خامیاں ہیں procedural, زبان کی اس کو formalise کرنے کے لئے اور ان کی اصلاح کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں لیکن اللہ کی حدود پر کوئی compromise ہم نہیں کریں گے۔ یہاں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ بات کہوں گا کہ اس سلسلے میں آپ کو میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جن حضرات نے law کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ Salmond Jurisprudence قانون کی بڑی بنیادی کتاب ہے اور اس میں قانون اور سزا اور سزاؤں کے فلسفہ پر بڑی اہم بحث کی گئی ہے۔ Salmond اپنی کتاب Jurisprudence میں کہتا ہے کہ

"Punishment is before all things a deterrent, and the chief end of law of crime is to make the evil- doer an example and warning to all that are like-minded with him ....If a man is destitute of the affection and social instincts of humanity, the judgment of common sense for him is not that he should be treated more leniently than the normal evil doer, not that the society should cherish him in the hope of making him a good citizen, but that by the rigour of penal discipline his fate should be made a terror and a warning to himself and others."

جناب والا! یہ ہے اس قانون کا فلسفہ۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی توجہ دلاؤں گا کہ آپ کے former Chief Justice, Justice Cornelius حدود کے معاملے میں کیا بات کہتے ہیں ۔ ہمیں شرم آتی ہے قرآن اورسنت کی سزاؤں کا دفاع کرتے ہوئے لیکن دیکھیئے Cornelius کیا کہتا ہے۔

-- اور آسٹریلیا میں اپنے ایک اہم address کے اندر کہتا ہے ' پہلے تو وہ imprisonment کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ کتنی ineffective رہی ہے ۔

"Although it would be too much to say that conviction and imprisonment have totally lost their deterrent effect except perhaps, in relation to political offences. yet the ever increasing burden of maintaining prison and highly paid staff to provide accommodation, care, proper food and other amenities for persons of proved anti social quality to one from which an intelligent citizenry may justify seek to be relieved if alternative methods cheaper and not less effective can be found to create the desired effects of the punishment, retribution and reformation----"

اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ

"one and all put it down to the fact that punishment for theft is the cutting of hand which punishment is very promptly and publicy administered and is proved to be an extremely effective deterrent against that form of crime, although it is applied only in a very small number of cases".

آگے چل کر کہتا ہے ۔

It must be recognized that crime is a biological fact of society, whether ancient or modern. It grows out of social conditions and is not to be contained without the most careful examination of the aetiology plainly the controls applied through the prevailing modes of investigation, trial

and punishment are not effective to check the growth of this disease. The need for fresh thinking on all the aspects ofthese controls cannot be denied and in that process it would be well not to reject out of hand as being outdated the principles and techniques laid down and applied by the ancient for dealing with the problem in their times. They may have their uses and certainly in Eastern countries, they will possess validity".

اس کے بعد پھر وہ کہتا ہے۔

"The best known matter seems to be *"Hudd"* that is maximum punishment. This has through out been interpreted to me that the line of decision is to be sought in the Holy Quran and the words of the Holy Quran."

پھر وہ کہتا ہے۔

For theft the punishment was prescribed in the Holy Quran namely, hand cutting. The offence being one easy to commit and, therefore, has to become both habitual and widespread. The Holy Prophet (Peace Be Upon Him) as a law giver is reported to impose this punishment only where the value of the stolen property------".

پھر کہتا ہے۔

Cases of crime which cannot be requited by the victim are: ravaging the modesty of respectable women, highway robbery, false imputation of chastity. And for these the "Hudd" punishment was appropriate.

جناب والا! آخر میں وہ کہتا ہے کہ

"an exception is the crime of fornication for which Sura 24:2-3 prescribes hundred lashes publicly administered but do not let compassion

move----"-

یہ ایک غیر مسلم چیف جسٹس اپنے ملک میں نہیں مغرب کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے "حد"-
جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہی نہیں بلکہ انڈیا کی سپریم کورٹ کے ہندو جج اور ہندو criminal law کے ماہرین اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں - یہ پروفیسر آر کے مداوا جو Indian criminal law کے expert ہیں، وہ کہتے ہیں کہ

Islam looked down upon extra marital sex and prescribed serious punishment of logging in public for the offence of *Zina*. In these days of frequent gang rapes of even minor girls and all kinds of offences against women, one wonders whether we have to learn a lesson from Islamic law to protect our womenfolk and redeem some amount of public decency in society.

یہ جناب والا! ایک ہندو جج کہہ رہا ہے - سپریم کورٹ کا ایک اور جج"
a judge of the Indian Supreme Court has observed, "this offence is worst type of humiliation that can be inflicted on a woman by a man. It affects her physically and psychologically. It is a crime of minimum death to her and the best punishment for such offence is lashes". He says on 6th March 1980.

یہ ایک سال بعد سپریم کورٹ کا جج ہو گیا تھا۔
جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حد کے معاملے میں کوئی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ مغرب اگر اس پر ناخوش ہے تو ہزار بار ناخوش رہے۔ جو قانون، جو حد، جو سزا اللہ نے مقرر کی ہے۔ ہماری نگاہ سے، دنیا میں بھی اور آخرت میں، یہ یقین ہمارا ہونا چاہیے لیکن اس بل کے ذریعے سے آپ ایک حد کو ختم کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے یہ جرم نہ کیجیے، یہ بغاوت نہ کیجیے۔
اب میں اس سے آگے بتانا چاہتا ہوں کہ آج حدود آرڈیننس میری نگاہ میں اس ملک

کی کتاب قانون کا مظلوم ترین قانون ہے۔ اس لئے کہ اس کا اتنا lose presentation کیا جا رہا ہے۔ lose quote کیا جا رہا ہے۔ ایسے ایسے اس کے اوپر اعتراضات کئے جا رہے ہیں جو حقیقت نہیں ہیں۔ پروپگنڈہ کی فضا کو بنا کر کے، ہدف تنقید بنا کر کے بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ ایک بھونڈا عمل ہے۔ اگر آپ مجھے مثال دینے کی اجازت دیں تو میں کہوں گا کہ جس طرح بش نے عراق پر ایک big lie کی بنیاد پر کہ وہاں پر weapons of mass destruction پائے جاتے ہیں۔ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ یہ جھوٹ ہے، غلط ہے۔ حملہ کیا اور چھ لاکھ سے زیادہ انسان وہاں پر ہلاک ہو چکے ہیں۔ بعینہ یہی طریقہ یہاں پر ان قوانین کے ساتھ اختیار کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کو چند مثالیں دے کر بتاتا ہوں۔

پہلی بات جناب والا! یہ کہی جاتی ہے کہ یہ اصول illegitimate فوجی ڈکٹیٹر نے اپنے ذاتی ذوق اور سیاسی مفادات کی خاطر اسے تبدیل کیا۔ جناب والا! مجھے آپ اجازت دیں کہ میں یہ بات کہوں کہ بلاشبہ ڈکٹیٹر کی طرف سے قانون آیا، یا جس طرح آج یہاں notification or Presidential Order کے ذریعے سے قوانین آتے ہیں، پارلیمنٹ ہونے کے باوجود یہ اچھا نہیں ہے۔ جب پارلیمنٹ ہو تو پارلیمنٹ ہی کو بحث کر کے قوانین بنانے چاہییں۔ یہ لوگ باہر جا کر بات کر سکتے ہیں ہم اس پر اعتراض نہیں کریں گے۔

Mr. Chairman: Please hear the Honourable Member.

سینیٹر بابر خان غوری (وزیر برائے شپنگ)، بات صرف اتنی ہے کہ آپ Bill کے اوپر focus رہیں۔ یہ ذاتی ذوق۔ آپ کے کیا ذاتی ذوق ہیں ہمیں نہیں پتا۔ آپ یہاں پر الزامات نہیں لگا سکتے۔ آپ Bill پر بات کریں۔ Bill کیا ہے، Bill کے اوپر بات کریں۔ عوام نے ان کو بالکل مسترد کر دیا ہے۔ عوام welcome کر رہی ہے کہ یہ Bill آیا ہے۔ یہ وردی کی protection کی جو بات کر رہے ہیں وہ تو آپ نے کی ہے۔ وردی کو protection آپ نے دی ہے۔ آپ نے ووٹ دیا ہے۔ جناب والا! آپ اس کو expunge کریں۔ کوئی ذاتی ذوق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ، Personal remarks نہیں ہونے چاہیئں - It is remain

relevant, personal remarks نہیں ہونے چاہئیں۔

سینیٹر بابر خان غوری، یہ وڈیرے جاگیرداروں کو support کرتے ہیں۔ غریب عورتوں کے خلاف یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کارروائی ہو۔ آج حکومت ان کی protection کر رہی ہے تو ان کو problem ہو رہی ہے۔ غلط بات کرتے ہیں۔ میں بھی ان کو logical جواب دوں گا۔ یہ کیا بات کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Please order in the House. We must avoid any subjective remarks. Khurshid sahib try to conclude now.

کافی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، دیکھیں میرا ایک ایک لفظ calculated ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، راحت صاحب آپ کی باری بھی آئے گی۔ تشریف رکھیے۔

(اس مرحلے پر آذان مغرب سنائی دی)

جی خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، نماز کے بعد۔

جناب چیئرمین، کتنا وقت اور لیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں بات پوری کرنا چاہتا ہوں۔

سینیٹر بابر خان غوری، آپ اس کو expunge کروائیں۔

جناب چیئرمین، کہہ دیا میں نے، میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ لکھ کر بھیج دیا۔ کوئی subjective remarks نہیں ہونے چاہئیں۔ Please stay relevant to the point

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں نے کوئی جملہ irrelevant نہیں کہا ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں ذاتیات پر نہ جائیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، وہ آپس میں گفتگو کر رہے ہیں انہوں نے سنا نہیں

ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ جو ان کا دل چاہا انہوں نے کہہ دیا۔ میں جواب دوں گا لیکن مجھے پوری بات کہنے کا موقع دیجیے یہ موضوع ایسا نہیں ہے۔ اس موضوع کے اوپر مجھے پوری بات کرنے کا موقع دیجیے۔

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب کتنا وقت اور چاہیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ میں نہیں کہہ سکتا۔

جناب چیئرمین، It was agreed کہ کافی وقت دیں گے لیکن تھوڑا بہت اندازہ ہونا چاہیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں انشاء اللہ اختصار برتوں گا۔ میں بالکل relevant ہوں۔ آپ کو مجھے موقع دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین، نہیں وہ ہم نے agree کیا تھا کہ آپ کو maximum time دیں گے۔ تھوڑا آپ بھی دیکھیں کہ باقی بھی بولنا چاہتے ہیں۔ رضا صاحب آپ بھی اس وقت وہاں پر تھے۔ طے یہ ہوا تھا کہ باقی سپیکروں پر time limitation ہوگی صرف دو سپیکروں کو اجازت ہو گی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ موضوع ایسا ہے کہ اس پر پوری بات اس ایوان کے اندر آنی چاہیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مجھے آپ کا بے حد احترام ہے لیکن تھوڑا بہت اندازہ ہونا چاہیے۔ ہم نے بھی آگے پلان کرنا ہوتا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مجھے تقریباً ایک گھنٹہ لگے گا۔

جناب چیئرمین، ایک گھنٹہ اور! خورشید صاحب ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہو چکا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بات مجھے پوری کہنی ہے۔

جناب چیئرمین، باقیوں کے لئے وقت نہیں رہے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ۔ کل ملیں گے ہم۔ کیا emergency ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ نہیں کل میٹنگ میں سب موجود تھے جب یہ decide ہوا کہ ان کو اور گل نصیب صاحب کو زیادہ وقت دیں گے' باقیوں پر limit لگا دیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ۔ ایک دن لگائیے' دو دن لگائیے۔

جناب چیئرمین، کل' پرسوں کرلیں گے' ہر چیز ایک منصوبہ بندی سے ہوتی ہے۔

Let us adjourn for Maghreb prayer, now. We will reconvene at 5: 35.

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین جناب محمد میاں سومرو شروع ہوئی)

جناب چیئرمین ۔ السلام علیکم - let us continue. Please try and conclude as early as possible. بیس پچیس منٹ تک اگر ----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب والا! یہ بھی وقت کا تقاضا ہے کہ آپ ہمیں اپنی بات پوری کرنے کا موقع دیں ۔ ایک دن لگتا ہے' دو دن لگتے ہیں ۔ یہ ایوان اسی لیے ہے کہ ہم بیٹھ کر چیزوں کو ان کے نتیجے تک پہنچائیں ۔ جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ ایک اعتراض -----

سینیٹر آغا پری گل ۔ جناب چیئرمین! Point of order. جناب چیئرمین صاحب! ابھی تھوڑی دیر پہلے ' دو تین منٹ پہلے ہمارے ایک معزز رکن' جو میرے اچھے ساتھی بھی ہیں' اذان ہو رہی تھی' ہم سب خاموش تھے ' تو انہوں نے کہا کہ بھئی خاموش ہو جائیں ' خاموش ہو جائیں' تو کہتا ہے کہ نہیں ' اذان سے زیادہ یہ بات ضروری ہے یعنی ہمارا بولنا۔

(آوازیں، شیم شیم)

سینیٹر آغا پری گل ۔ مگر یہ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ ٹھیک ہے بولنے کا سب کو حق ہے۔ آپ اپنی باری پر بولیں گے' ہم اپنی باری پر بولیں گے۔ مگر یہ سوچیں کہ اللہ کے بارے میں' اللہ کی اذان کے بارے میں کیا بول رہے ہیں کہ جناب! اذان سے زیادہ اہمیت ہماری اس بات

کی ہے ' اس کو پہلے بولنے دو' اذان کو چھوڑو۔ آپ اس پر ذرا غور کریں۔یہ تو اچھی بات نہیں ۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں ممنوں ہوں اپنی بہن کا ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، خورشید صاحب بول لیں ۔ مولانا صاحب! تشریف رکھیں ۔ خورشید صاحب کو سن لیں ۔ خورشید صاحب ہمارے senior colleague ہیں let us hear him.

(مداخلت)

Mr. Chairman: Prof. Khurshid, please continue and conclude as early as possible.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، خورشید صاحب کو بولنے دیں ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! آج کے نوائے وقت میں جو کہ ۲۲ نومبر ۲۰۰۶ کا ہے' یہ main page ہے۔ "ایوانوں میں نہیں بیٹھیں گے' استعفے قیادت کے حوالے کر دیئے ہیں" پروفیسر ابراہیم۔اس کے بعد اس کے اندر انہوں نے صاف کہا ہے۔یہ ہے صفحہ ۸ پر "ہمارے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم پارلیمنٹ کو چھوڑ کر عوام کی طاقت کو منظم کریں جس کے لئے پورے ملک کی خواتین اپنی قیادت کے شانہ بشانہ اور اپنا بھرپور کردار ادا کریں گی"۔ پروفیسر محمد ابراہیم نے کہا کہ "ہم نے اپنے استعفے قیادت کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ہم اب ایوانوں میں نہیں بیٹھیں گے' ہم اسلام کی سربلندی کے لئے پارلیمنٹ کی رکنیت تو کیا اپنی جان بھی قربان کر دیں گے"۔ ابھی تک تو یہاں سے بھی نہیں نکلے۔ جان کب قربان کریں گے؟ جناب والا! ہمیں پروفیسر ابراہیم صاحب personal explanation پر بتائیں۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔ Khurshid sahib has the floor.

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، خورشید صاحب کو سنیں ۔ دیکھیں we want to continue the proceedings. جو ہم نے agree کیا تھا اسی ترتیب پر چلنے دیں۔ خورشید صاحب کو سن لیں۔ کا کڑ صاحب! پروفیسر صاحب کو سنیں۔ نیازی صاحب تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، نیازی صاحب! تشریف رکھیں ۔ خورشید صاحب شروع کریں۔ نیازی صاحب! خورشید صاحب کو سنیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین! اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے آپ کی اجازت اور اس ایوان کی عنایت سے میں اپنی گزارشات جاری رکھنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں محترم شیر افگن صاحب کی بات کا جواب تو نہیں دوں گا لیکن میری بہن نے جو بات کہی ہے اس کے بارے میں ضرور یہ بات کروں گا کہ ہم سب کو اذان کا احترام کرنا چاہیے۔ اگر ہمارے کسی ساتھی کی طرف سے اس معاملے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو میں اس پر معذرت کرتا ہوں۔ ہم ان میں سے نہیں ہیں کہ کسی غلط بات کو بھی ٹھیک کہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو سب سے پہلا اعتراض یہاں پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک [*************] اور سیاسی مفادات اور مقاصد--------

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، اس طرح کی subjective باتیں نہ کیا کریں۔ جو یہاں موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں بات نہ کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میں اس بات کا جواب دے رہا ہوں۔ یہ سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار ،(وزیر برائے سیاحت) انہوں نے [*********] کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟

+ [xxx] Words expunged by order of Mr. Chairman.

(مداخلت)

Mr. Chairman: These remarks have been expunged.

(مداخلت)

سینیٹر نیلوفر بختیار ، ہماری بے عزتی ہے۔ یہ اور پھر اس کو repeat کر رہے ہیں یہ۔ یہ خواتین کے تحفظ کی بات کرتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئر مین، مجھے بڑا دکھ ہے اس ایوان میں یہ لوگ وہی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس ، صرف عورت ہونے کے ناتے ساتھ دیں گے۔ ایک اصول کی بات ہے۔ دین کی بات ہے جی۔ عورتوں کے نام پر تحفظ ' اس کا ذکر ہی نہیں ہے۔ ترمیمی بل ہے اس کا تحفظ بنایا ہوا ہے۔ عورتوں کو تحفظ کونسا ہے اس میں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئر مین ' اگر یہ ایوان ہماری بات سننا نہیں چاہتا۔

جناب چیئر مین ، ایک ماحول رکھیں سازگار ' ایسی بات نہ ہو جو provocative ہو۔ اسی لئے پہلے میٹنگ کرتے ہیں کہ and let bear each other out. ایک دوسرے کو accommodate کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین، پروفیسر خورشید احمد ، Please continue

سینیٹر کامل علی آغا ، جناب چیئر مین میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اجازت دیں۔ پروفیسر صاحب آپ اجازت دیں ۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ اس debate پر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اچھے ماحول میں اس Bill کے اوپر بحث ہو ' گزشتہ چار ماہ سے اس Bill کے اوپر بحث ہو رہی ہے اور یہ پاکستان کا واحد Bill ہے ' پاکستان کی تاریخ میں ' پارلیمنٹری تاریخ میں' ہر حلقے کے اندر اس کے اوپر debate ہوئی۔ اسمبلی کے اندر ہوئی ' اسمبلی کے اندر

Select Committee بنی اور تمام طریقہ کار جو میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی نظام کا حصہ تھا اس کو استعمال کیا گیا آج سینیٹ کے اندر اس Bill پر بحث ہوئی ہے اس بحث کو میرے نزدیک اس طریقہ کار کے تحت چلنا چاہئے جو پارلیمانی روایات کے مطابق ہو۔ میں پروفیسر صاحب سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ایک محترم شخصیت ہیں، آپ کے الفاظ میں وہ بات نہیں ہونی چاہئے جو آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ شکایت کرتے ہیں کہ جناب آپ کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اشتعال آتا ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ کوئی ایسی بات، اور ایسا لفظ استعمال نہ کریں جس پر اس والی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے دوستوں کو اور خواتین کو اعتراض ہو ۔ میرے خیال میں ان کو چاہئے کہ وہ debate کریں۔ میں اس بات کے حق میں ہوں کہ وہ دو گھنٹے کی بجائے اڑھائی گھنٹے بولیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن ان کے پاس وہ الفاظ ہونے چاہئیں جو الفاظ پارلیمنٹری تاریخ کا بھی حصہ ہوسکیں، روایات کا بھی حصہ ہوں اور ایک طریقہ کار کے تحت اس کے اوپر اس طرف سے کوئی اعتراض نہ آسکے۔ وہ جتنی بحث کرنا چاہتے ہیں، میں ذاتی طور پر اس بات کے حق میں ہوں کہ وہ جتنا مرضی بولیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئر مین: میں نے بھی عرض کیا ہے۔ پروفیسر صاحب Please continue

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئر مین! کاش میرے محترم بھائی اور بہنیں جو میں عرض کر رہا ہوں اپنا ردعمل show کرنے سے پہلے اس کو سن لیں اور سمجھ لیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ اس وقت جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس جو فروری 1979 میں نافذ ہوا تھا اس کے بارے میں کیا غلط بیانیاں کی جا رہی ہیں اور جو اس پر اعتراضات کیے جا رہے ہیں، جس پر یہاں condemn کیا جا رہا ہے اور یہ condemnation بیرونی media، بیرونی صحافی، ملک کے لبرل نام نہاد لکھنے والے، حتیٰ کہ جنرل صاحب کی اپنی کتاب میں بھی انہی الفاظ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ آرڈیننس ایک فرد واحد نے اپنے ذاتی ذوق کی بنا پر کچھ مقاصد کے لیے import کیا ۔ اس کا تعلق اس بل سے نہیں ۔ اس کا تعلق فروری 1979ء کے آرڈیننس سے ہے میں جس کا میں دفاع کر رہا تھا لیکن میں اس کا ذکر کر رہا ہوں اور آپ ان کا کچھ اور مجھ

رہے ہیں اور چیخ رہے ہیں۔ خدا کے لیے پہلے سمجھ لیجئے کہ کیا بات ہو رہی ہے۔

اب میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ میں جواب میں پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے کہ اس وقت ملک میں فوج کی حکمرانی تھی کوئی پارلیمنٹ نہیں تھی اور اس طرح آخر فطری طور پر کسی پارلیمنٹ کی sanction کے بغیر یہ بل نافذ ہوا ہے لیکن آٹھویں دستوری amendment اور اس کے بغیر اس سے پہلے خواہ وہ ایوب خان کا زمانہ ہو یا یحییٰ کا زمانہ ہو یا بھٹو صاحب کا زمانہ ہو۔ ضیاء صاحب کا زمانہ ہو یا پھر بعد کے دور ہوں۔ دستور میں اس ہر دور کی چیزوں کو reject نہیں کیا گیا ہے اسی طرح یہ revive ہوا ہے اور اس کے بعد پھر پارلیمنٹ کی ۸۵ء سے لیکر آج تک کوئی بھی P.M رہا ہے اس میں کسی نے change کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس بنا پر یہ کہنا کہ یہ محض ایک فرد واحد کا معاملہ ہے۔ درست نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کے غور و فکر کے لیے ایک قانونی نقطہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پوری اسلامی تاریخ آپ دیکھ لیں -Legitimacy قانون کے لیے، نظام کے لیے دو چیزیں ہوتی ہیں پہلی ہے کیا وہ شریعت پر مبنی ہے اور اس کے مطابق ہے۔ دوسرا کیا عوام اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں؟ ماوردی کی تمام کتابیں اٹھا لیجئے۔ ابوحصول--- کی کتاب اٹھا لیجئے ۔شاہ ولی اللہ--- لے لیجئے پوری تاریخ اس سے مبنی ہے۔ حدود اگر ہیں تو وہ شریعت کا حصہ ہیں۔ اس کا تعلق کسی فرد سے نہیں اور شریعت کو جو بھی نافذ کرے وہ منتخب نمائندہ ہو، غیر منتخب ہو، اس کی legitimacy شریعت کا حصہ ہونے کی بناء پر آتی ہے۔اس بناء پر نہیں آتی کہ وہ کس process سے آیا ہے ۔تو اس لیے یہ سوال اٹھانا میری نگاہ میں صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ کسی خراب نیت سے نہیں آیا بلکہ وہ ایک فرد نے اپنی ذاتی کاوش پیش کی' بلکہ جو ہماری روایت تھی، ہمارا قانون تھا ہمارے ہاں جس پر عمل ہو رہا ہے۔ اب یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ذرا آپ غور کیجیے کہ یہ حدود جس کا میں نے پہلے ذکر کیا۔ یہ نفاذ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر اور جب تک مغربی استعمار نے آ کر ہمارے نظام قانون کو درہم برہم نہیں کیا ۔ہماری یہ کتاب قانون کا حصہ تھیں اور میں صرف آپ کو ہندو مورخین کی quotation دیتا ہوں جو انڈیا کے بارے میں ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ continuity ہے۔پروفیسر مہاجن The Muslim Moor in India میں کہتا ہے کہ

"there were three groups of crimes, offences against God, offences against the state, Offences against the private individuals. The kinds of punishment were *Hudd*, *Tazir* and *Qisas*. *Hudd* was punishment for crimes against God. Tazir was punishable by public reprimand dragging of the offender and exposing him to public scorn. *Qisas* was in the nature of retaliation.

پھر آگے کہتا ہے۔

The Quran was the basis upon which the law --, even Akbar did not interfere with the administration of the criminal justice which was based on Islamic law".

میرے پاس بیسیوں دوسری quotations موجود ہیں کہ تمام مورخین نے یہ بات کی ہے کہ حدود ہمارا criminal law، پوری continuity تھی حتیٰ کہ سامراج نے دوسری طرف آواز بلند کی کہ جو کام 1979 میں ہوا وہ کسی کا ذاتی کام نہیں تھا بلکہ جو ہماری پوری تاریخی روایت تھی جو ہمارے قانون کا حصہ تھا جس پر ہم عمل کر رہے تھے وہ دوبارہ enact کیا گیا۔ جیسے یہ کہنا کہ یہ ایک فرد کا معاملہ ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کچھ سعودیوں نے draft کیا اور وہاں سے آ گیا۔ جناب والا! میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ سعودی قانونی نظام کا مطالعہ کر لیجئے وہاں شریعت کے معاملات written law نہیں وہاں کوئی legislated law نہیں، وہاں Judge weight law کام کر رہا ہے اور اس حیثیت سے ان کے پاس کوئی draft تھا ہی نہیں یہ کہنا کہ وہاں سے آیا ہے۔ پھر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ بنا اس میں سب شریک تھے بجز تین پارٹیوں کے ۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے سب سے پہلے مسودہ تیار کیا یہ کونسل وہ تھی جس کے جسٹس افضل چیمہ چیئرمین تھے جس کے اندر اے کے بروہی ممبر تھے لیکن بعد میں وہ کابینہ میں آنے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔ خالد اسحاق اس کے اندر مولانا تقی عثمانی، جسٹس کاکا خیل، مولانا یوسف بنوری، جناب جعفر حسین مشتہد، مولانا ظفر احمد انصاری، اس وقت Law Secretary جسٹس صمد تھے، سب نے اس کو تیار کیا ہے اور اس وقت جس کابینہ نے اس کو منظور کیا ہے اس میں

اسے کے بروہی ، شریف الدین پیرزادہ، غلام اسحاق خان، خواجہ محمد صفدر، چوہدری ظہور الہی ، محمد خان جونیجو، یہ تمام اس کے اندر تھے اور میں فخر محسوس کرتا ہوں اس بات کا کہ میرا بھی اس میں پہلے role تھا اس لئے یہ کہنا کہ یہ محض کسی ایک فرد نے کیا یہ بات صحیح نہیں اس کے پیچھے ساری چیز تھی ۔ جہاں تک Foreign Advisors کا تعلق ہے تو بلاشبہ تین افراد نے اس میں مدد دی۔ جس کا ذکر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں موجود ہے۔ ڈاکٹر فخر زوالبی ان کا کوئی تعلق سعودی عرب سے نہیں تھا وہ سیریا کے سابق وزیراعظم تھے اور شام یونیورسٹی کے پروفیسر تھے ۔ ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقا، وہ بھی ایک specialist تھے اور تیسرے ڈاکٹر حسن ترابی جو سوڈان کے اٹارنی جنرل تھے ان لوگوں نے ضرور مدد کی ۔ سیاسی پارٹیوں کے اعتبار سے مسلم لیگ ، جماعت اسلامی ، جے یو آئی ، جے یو پی ، نوابزادہ صاحب کی پی ڈی پی ان سب نے اس کو support کیا۔ جو process اس وقت موجود تھا یہ اس کے ساتھ بنا ہے اور پھر پوری قوم نے اس کو قبول کیا ہے۔ اور یہ ستائیس سالوں سے ہماری قانون کی کتاب کا حصہ ہے یہ کہنا کہ کسی فرد واحد کی چیز ہے یہ بات صحیح نہیں ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ حدود اور حدود قوانین کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا ہے اور اس میں کسی ترمیم کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بڑی بد دیانتی کی بات ہے ۔ ہم پہلے دن سے حدود میں اور حدود قوانین میں فرق کرتے ہیں۔ حدود قوانین کے دو حصے ہیں ایک substantive ایک procedural substantive کے لئے ایک زبان ہے جو اس وقت کے قانونی ماہرین نے مرتب کی ہے اگرچہ اس میں بھی improvement کی ضرورت ہے حد کے تصور اور حد کے احکام پر compromise کیے بغیر۔ اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں۔ Procedural معاملات کے اندر جب ترمیم کی ضرورت ہو لازماً کی جائے اور کی جانی چاہیے Procedural خامیاں رہی ہیں اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ دعویٰ کتنا غلط ہے اس لئے کہ کم از کم پانچ بار اس زمانے میں ترمیم ہو چکی ہے یہ نہیں ہے کہ ترمیم نہیں ہوئی ۔ ان ترامیم میں ، میں آپ کو سناتا ہوں 1980 میں زنا آرڈیننس میں دفعہ بیس میں پہلی ترمیم ہوئی اور اس ترمیم کے ذریعے سے جو cases سننے جانے والے تھے وہ مجسٹریٹ سے لے کر سیشن جج کو دیئے گئے۔ دوسری ترمیم 1997 میں ہوئی جس میں دفعہ دس کی ذیلی

شق تین کو تبدیل کیا گیا اور اس میں زنا بالجبر کے جرم میں کم از کم چار سال قید کا اضافہ کیا گیا۔ تیسری ترمیم 1996 میں ہوئی ۔ چوتھی ترمیم 2004 میں ہوئی اس کے بعد پھر وفاقی شریعت کورٹ نے 1998 میں اپنی ایک judgement میں اس کی تین دفعات کے بارے میں کہا ہے کہ یہ فلاں فلاں چیز صحیح نہیں ہے اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اور اگر یہ اصلاح حکومت نہیں کرتی ہے تو پھر غالباً جنوری 1990 یہ اپنے آپ ختم ہو جائیں گی۔ حکومت نے بجائے اس کے کہ وفاقی شریعت کورٹ کے فیصلے کو نافذ کرتی اس پر عمل کرتی، اپیل کردی اور وہ اپیل آج تک سولہ سال ہوگئے ہیں pending ہے۔ ہم ترمیم کے لئے تیار ہیں ہم پر الزام کیوں لگایا جاتا ہے ۔

جناب والا! میں نے یہ بات بھی عرض کی ہے کہ صریح غلط بیانی ہے اور ایک bluff کی بنیاد پر اپنا کیس بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ تیسری بات یہ کی جاتی ہے کہ اس قانون کے بعد جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے اور ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں ۔ اور ہزاروں عورتوں کو تعزیر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ جذباتی باتیں ہیں جو زبان زد عام و خاص ہیں حتیٰ کہ Women Commission میں officially اس بات کو لکھ دیا گیا ہے کہ ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو research ہوئی ہے وہ بہت واضح ہے اور یہ ہے کہ 1947 سے لے کر 1978 تک یعنی اس قانون کے بننے سے پہلے تک جو total sex crimes اور وہ جو دو شقیں تھیں adultry and rape کی اس کی بنیاد پر ہیں 1947 میں یہ 304 تھیں جو 1980 میں بڑھ کر 839 ہوگئیں ۔ اس کے بعد پھر آبادی میں اضافہ ہوا ۔ حدود آرڈیننس کی رو سے زنا بالرضا جو پہلے جرم نہیں تھا، وہ اب جرم بن گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ دیکھیں تو crime کی proportion وہی رہی ہے اور 2004 تک جو اعداد و شمار available ہیں 2004 میں کل 2365 sex crimes ہیں جس میں زنا کی ہر شکل آ گئی ہے۔ یہ کہنا کہ ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں ۔ یہ بات حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد میں آپ کو اعداد و شمار کے ذریعے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 1947 کے عشرے میں average ایک لاکھ پر ایک اعشاریہ ایک (1.1)sex crime ہے۔1951 میں یہ بڑھ کر 1.4 ہو جاتا ہے ۔1961 میں یہ بڑھ کر 1.5 ہو جاتا ہے ۔ اسی proportion سے اضافہ ہوا ہے اور 2004 کی

شق تین کو تبدیل کیا گیا اور اس میں زنا بالجبر کے جرم میں کم از کم چار سال قید کا اضافہ کیا گیا۔ تیسری ترمیم 1996 میں ہوئی - چوتھی ترمیم 2004 میں ہوئی اس کے بعد پھر وفاقی شریعت کورٹ نے 1998 میں اپنی ایک judgement میں اس کی تین دفعات کے بارے میں کہا ہے کہ یہ فلاں فلاں چیز صحیح نہیں ہے اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اور اگر یہ اصلاح حکومت نہیں کرتی ہے تو پھر غالباً جنوری 1990 یہ اپنے آپ ختم ہو جائیں گی۔ حکومت نے بجائے اس کے کہ وفاقی شریعت کورٹ کے فیصلے کو نافذ کرتی اس پر عمل کرتی، اپیل کردی اور وہ اپیل آج تک سولہ سال ہوگئے ہیں pending ہے۔ ہم ترمیم کے لئے تیار ہیں ہم پر الزام کیوں لگایا جاتا ہے -

جناب والا! میں نے یہ بات بھی عرض کی ہے کہ صریح غلط بیانی ہے اور ایک bluff کی بنیاد پر اپنا کیس بنانے کی کوشش کی جاتی ہے - اس کے علاوہ تیسری بات یہ کی جاتی ہے کہ اس قانون کے بعد جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے اور ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں - اور ہزاروں عورتوں کو تعزیر کا نشانہ بنایا جا رہا ہے - جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ جذباتی باتیں ہیں جو زبان زد عام و خاص ہیں حتیٰ کہ Women Commission میں officially اس بات کو لکھ دیا گیا ہے کہ ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو research ہوئی ہے وہ بہت واضح ہے اور یہ ہے کہ 1947 سے لے کر 1978 تک یعنی اس قانون کے بننے سے پہلے تک جو total sex crimes اور وہ جو دو شقیں تھیں adultry and rape کی اس کی بنیاد پر ہیں 1947 میں یہ 304 تھیں جو 1980 میں بڑھ کر 839 ہوگئیں - اس کے بعد پھر آبادی میں اضافہ ہوا - حدود آرڈیننس کی رو سے زنا بالرضا جو پہلے جرم نہیں تھا، وہ اب جرم بن گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ دیکھیں تو crime کی proportion وہی رہی ہے اور 2004 تک جو اعداد و شمار available ہیں 2004 میں کل 2365 sex crimes ہیں جس میں زنا کی ہر شکل آ گئی ہے۔ یہ کہنا کہ ہزاروں عورتیں جیلوں میں پڑی ہوئی ہیں - یہ بات حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد میں آپ کو اعداد و شمار کے ذریعے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 1947 کے عشرے میں average ایک لاکھ پر ایک اعشاریہ ایک sex crime (1.1) ہے۔ 1951 میں یہ بڑھ کر 1.4 ہو جاتا ہے ۔ 1961 میں یہ بڑھ کر 1.5 ہو جاتا ہے - اسی proportion سے اضافہ ہوا ہے اور 2004 کی

جو figure ہے وہ 1.6 ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ زنا کے جرم کے اندر factually کوئی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اگر ہوا ہے تو کمی ہے اس معنی میں کہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ جو کہ نئے جرم بنے ہیں، جو اس سے پہلے نہیں تھے اب وہ ریکارڈ میں آرہے ہیں۔

اس کے مقابلے میں جناب والا! اگر دنیا کے دوسرے ممالک کے اعداد و شمار دیکھیں تو امریکہ میں یہ proportion ایک لاکھ میں 34.1 ہے۔ انگلستان کے بارے میں جو ابھی latest survey report پر based ہے وہ بتاتی ہے کہ 9.7 % of the population is subjected to rape. ہندوستان میں ہر آدھے گھنٹے میں ایک rape ہو رہا ہے اور ہمارے ہاں سے ان کا proportion کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں میں یہ بھی کہہ دوں کہ ہندوستان میں آج بھی penal law کے اندر وہی چیز موجود ہے جو ہمارے ہاں 1978 تک تھی، تو معلوم ہوا کہ crime کے اندر کوئی اضافہ نہیں ہوا یہ محض ایک ڈھونگ ہے۔

تیسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ یہ عورتوں کے لیے discriminatory ہے اور یہ بات تو اس قدر repeat کی گئی ہے گوبلز بھی اپنی خبر میں چھاپ رہا ہوگا لیکن جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو research اس معاملے میں ہوئی ہے وہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اور یہ بھی میں بڑے دکھ سے کہتا ہوں کہ پاکستانیوں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ باہر کے محققین نے کیا ہے پروفیسر کینیڈی نے پانچ سال کا جو data ہے اس کا مطالعہ کیا ہے جیلوں سے بھی لیا ہے، فیڈرل کورٹ سے بھی لیا ہے، سپریم کورٹ سے بھی لیا ہے اور اس کے بعد جس نتیجے پر وہ پہنچا ہے وہ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

"Perhaps, the most thoroughly considered dimension of the Hudood Ordinance has been the alleged impact of such legislation has had on women rights. Several recent studies have argued that Zia's *Nizam-i-Mustafa* and more specifically the *Hudood* Ordinance are discriminatory to women. Although it is beyond the scope of this article to explore the wider effect of the Islamization programme on the status of women, our findings conclusively demonstrate in regard to the more

limited domains of the implementation of the *Hudood* Ordinance that there has been no significant discriminatory bias against women. See table 3.

میں اس کی طرف بھی آؤں گا ابھی۔

In fact if any thing there has been modest gentlediscrimination against men. Fully 84% of those convicted in district and session courts under the *Hudood* Ordinance are men and 90% of those whose convictions are up held by the Federal Shariat Court are men. The most telefinding is in regard to adultery, *Tazir*. The Commission on the crime of adultery is not gender biased but 56% of those convicted of this crime by district session courts and 70% of those convicted by *Shariat* court were men. This latter finding contradicts raises assertions equally or generally shared by the Pakistan and International Press that more women than men have been convicted of adultery in Pakistan. One may have legitimate quarrels with the implementation of the *Hudood* Ordinance but gender bias against women is not one of them".

پھر اس کے بعد وہ پانچ سال کا ایک data دکھلاتا ہے اور میں خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ اس study کے اندر district level پر 10(2) جو زنا بالرضا کے سلسلے میں ہے، اس میں ان پانچ سالوں میں 145 مرد اور 114 عورتیں convict ہوئیں۔ زنا بالجبر پر 163 convict ہوئے۔ سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت میں جب یہ cases گئے، جب ان کا review ہوا تو پھر ان 145 میں سے صرف 70 مرد convict ہوئے، باقی کو چھوڑ دیا گیا اور 114 عورتوں میں سے صرف 30 convict ہوئیں اور باقیوں کو چھوڑ دیا گیا اور زنا بالجبر کے cases میں 163 مردوں میں سے 59 کو سزا ہوئی ہے لیکن دو عورتیں جن کو زنا بالجبر کے سلسلے سزا دی گئی تھی، انہیں رہا کر دیا گیا۔ ایک بھی عورت زنا بالجبر کے سلسلے میں اس قانون کے تحت نہ

convict ہوئی ہے اور نہ اسے سزا دی گئی ہے۔ حالانکہ شور یہ ہے کہ زنا بالجبر میں جو ثابت نہیں کر سکتی ہے اس کو پھر زنا بالرضا کے جرم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس سے بڑا جھوٹ' اس سے بڑی غلط بیانی کوئی نہیں اور اس کے بعد پھر وفاقی شرعی عدالت کے جج نے بتایا ہے کہ جو سترہ سال جج رہا ہے اس نے گواہی دی ہے کہ میرے سترہ سال کے دور میں کوئی ایک case ایسا نہیں ہے جس میں زنا بالجبر کی خاتون کو زنا بالرضا کے الزام گرفتار کیا گیا ہو چہ جائے کہ convict کیا گیا ہو لیکن جناب والا! یہ بات ہے جو دن رات پھیلائی جا رہی ہے۔ لہذا میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں جناب والا کہ یہ ایک ایسا ظلم ہے یہ ایک ایسا مظلوم قانون ہے کہ جس پر یلغار ہے اپنوں کی بھی اور غیروں کی بھی۔ حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے اور آگے بڑھئیے-----

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیے۔ .conclude now

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں رکھ رہا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ عورت کو زنا کے معاملات میں گواہی کا حق نہیں ہے اور یہ Ordinance ہے اور اس کو deny کیا ہے۔ جناب والا! یہ بات غلط ہے۔ ہر stage پر' میں آپ کے سامنے وفاقی شرعی عدالت کی ایک judgement پیش کرتا ہوں جس میں انہوں نے صاف یہ بات کہی ہے کہ تعزیر کے معاملات میں کسی قسم کی کوئی limitation نہیں ہے اور حد کے معاملے میں بھی جو factual information ہے خواہ وہ لیڈی ڈاکٹر ہو یا عورت involved ہو یا witness ہو' ان تمام میں شامل کیا جائے اورکیا گیا ہے۔ ایک نہیں دسیوں ایسے cases ہیں جن میں اس بنیاد پر کہ ایک عورت کی گواہی پر سزا بھی دی گئی ہے' یہ میں آپ کے سامنے ضرور پیش کروں گا اس لئے کہ یہ بات بار بار کہی جاتی ہے کہ عورتوں کو اس معاملے میں بالکل غیر موثر کر دیا گیا ہے اور وہ مظلوم ہیں۔

میں جناب والا! آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ عورت کی گواہی کے سلسلے میں محمد علی بنام سرکار زنا بالجبر کا ارتکاب ہوتا ہے' ایک ملزم کو عمر قید' ایک لاکھ روپے جرمانہ اورتیس کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے اور صرف خواتین کی عینی گواہیوں کی بنیاد پر۔ ایک اور مقدمہ محمد اقبال عرف بالا بنام سرکار زنا بالجبر کا ارتکاب تیرہ سالہ بچی کے ساتھ اور اس کی دس سالہ سہیلی کی گواہی پر ملزم

کو عمر قید کی سزا دی گئی۔ اسی طرح ایک اور مقدمہ محمد نعیم بنام سرکار کہ چھٹی جماعت کی طالبہ کی گواہی پر تین ملزموں کو 25, 25 سال قید با مشقت اور تیس تیس کوڑوں کی سزا سنائی گئی۔ اسی طرح عبید الرحمٰن بنام سرکار میں تیرہ سالہ لڑکی سے زنا کا ارتکاب ہوتا ہے' ایک اکیلی عورت کی گواہی پر 25 سال قید با مشقت اور stadium میں سرعام تیس کوڑوں کی سزا دی گئی اور کورٹ اپنے فیصلے کے اندر یہ بات لکھتی ہے کہ خصوصی حالات میں اگر کوئی واقعہ بشمول حدود و قصاص صرف ان کی موجودگی میں ارتکاب ہوا اور کوئی مرد موجود نہ ہو' جو ان کی تعداد یا ان کے بغیر مطلوبہ نصاب شہادت کے مطابق نہ ہو' یا واقعہ اندرون خانہ رونما ہوا تو ان صورتوں میں ان کی شہادت کا روکنا' ان کی گواہی کو شمار نہ کرنا' ایسے مقدمات کو سرے سے قصاص و دیت ٹھہرانا' قرآن کے عمومی احکام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کی مثال نظام عدل یا اسوہ حسنہ اور عہد رسالت کے شواہد سے ملتی ہے۔ خاص طور پر ان اداروں میں جہاں پر صرف خواتین کام کرتی ہیں یا رہائش پذیر ہوں' مثلاً گرلز ہاسٹل' نرسنگ ہوم' وومن سنٹر یا ان اوقات میں جب ان کے مرد گھروں میں موجود نہ ہوں اگر اس قسم کے جرائم کا ارتکاب ہوا ہو تو ایسی صورت میں اس واقعہ کی روک کا کیا طریقہ ہوگا؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایسے مقامات جہاں پر صرف عورتیں ہی گواہ ہوں یا صرف غیر مسلم موجود ہوں تو اس جرم کے ارتکاب کی شہادت دینے کون آئے گا؟ بہرحال ہمارے نزدیک ان حالات میں خواتین کی گواہی حدود و قصاص سمیت سب معاملات میں دی جا سکتی ہے۔ صرف تعزیر کے لئے نہیں بلکہ حدود کے معاملے میں بھی ان کی گواہی دی لی جائے گی press circulation evidence. یہ PLD 89, Federal Shariat Court Judgement کی 1995 ہے۔

جناب والا! یہ جھوٹ پھیلایا جاتا ہے' یہ سارا ریکارڈ یہاں موجود ہے۔ اسوہ حسنہ سے رہنمائی لی جا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ معتبر اور کون سا قانون ہوگا کہ آپ bluff اور جھوٹ اور غلط بیانی کی بنیاد پر اسے حدف بنائیں اور اس کے بعد یہ کہیں کہ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اگر کہیں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے تو ضرور کیجیے لیکن اس کے ساتھ یہ سلوک آپ نہ کریں۔ پھر میں یہ بتانا چاہتا ہوں جناب والا! کہ اصل problem ہے کیا۔ اصل problem ہے آپ کی پولیس اور یہاں مجھے اجازت دیں کہ میں Federal Shariat Court کی ایک judgement سے آپ کو

تھوڑا سا پڑھ کر سنا دوں۔ اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑا specific case تھا غلام نبی کاٹھیو بنام سرکار اور ہوتا یہ ہے کہ crime اگر 10(3) کا ہے تو اس کو 10(2) میں deal کیا جاتا ہے اور یہ پولیس کی مسلسل کارروائی ہے۔ دفعہ 16 کے تحت میرے پاس وہ data موجود ہے یعنی جتنی خواتین گرفتار کی گئی ہیں وہ illegal ہیں اس لئے کہ اس دفعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی مرد اگر عورت کو ورغلاتا ہے کسی گناہ کے لئے اس میں عورت ملزمہ ہو ہی نہیں سکتی لیکن اس کے باوجود پرچہ کٹا ہے، گرفتار ہوئی ہیں، جیلوں میں رہی ہیں۔ اس کی ذمہ داری حدود آرڈیننس پر نہیں ہے۔ اس کی ذمہ داری پولیس پر ہے، اس کی ذمہ داری عدالت کے نظام پر ہے۔ اس کی ذمہ داری ان با اثر افراد پر ہے جو اپنی کھال بچانے کے لئے عورتوں پر یہ ظلم کرتے ہیں لیکن نام آپ دیتے ہیں حدود آرڈیننس کو۔

دیکھیے کیا کہتے ہیں۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے۔ "ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ پولیس کا رویہ حیران کن اور متعلقہ جج کا رویہ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے۔ ایک سینیئر جج جو سیشن جج کے مرتبے پر فائز ہے پورے حیدرآباد ڈویژن کی انسداد دہشت گردی کی عدالت کا جج ہے، اس سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی جو اس نے کیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل جج جناب عبدالغفور حسین نے شہادت کے مندرجات کو پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی ورنہ ان پر صورتحال واضح ہوجاتی۔ ملزم چونکہ غریب آدمی تھا، وکیل کرنے کی استعداد نہ رکھتا تھا لہذا، اس کی سماعت وکیل کے بغیر ہوئی، وہ چونکہ غیر تعلیم یافتہ اور ان پڑھ تھا لہذا اپنا دفاع بھی نہ کر سکا۔ لہذا، یہ عدالت ملزم کو انصاف فراہم کرتی ہے۔

پولیس افسر سے جب اس بات کی وضاحت طلب کی گئی کہ اس نے حسن کی بجائے غلام نبی کو کیوں گرفتار کیا تو اس نے کہا کہ حسن اصل میں غلام نبی کا بھائی تھا اور مدعی نے مقدمے میں غلطی سے غلام نبی کی بجائے اس کے بھائی حسن کا نام لکھوا دیا لیکن وہ یہ محسوس نہ کر سکا کہ جس فرد کا نام FIR میں ہے وہ غلام نبی کا بھائی نہیں ہوسکتا کیونکہ حسن محرم کا بیٹا ہے اور اس کی ذات جونیجو ہے جبکہ غلام نبی میرو کا بیٹا ہے اور اس کی ذات کاٹھیو ہے۔ مختلف ذات اور ولدیت کے افراد آپس میں بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر فیصلے میں جو سوال اٹھائے گئے جناب والا! وہ زریں الفاظ میں لکھنے کے لائق ہیں اور اس ملک کی Ministry of Interior کے سر

پیٹنے کے لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ " آخر کب تک پولیس اور زمینداروں کے ہاتھوں اس ملک کے غریب اور معصوم ظلم کا شکار ہوتے رہیں گے۔ آخر کب تک اصل مجرموں کو چھوڑا جاتا رہے گا اور بے گناہوں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کب تک یہ ناانصافیاں جاری رہیں گی اور قانون غلط طور پر استعمال کیا جاتا رہے گا؟ آخر کب تک معصوم شہریوں کے بنیادی حقوق کی واضح پامالی ہوگی؟ آخر کب تک اس ملک کے معصوم، ان پڑھ اور غریب شہری نام نہاد، طاقتور اور بڑے افراد اور حکام کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہوتے رہیں گے؟ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ ان کی زندگی، آزادی، عزت اور جائیداد کے بارے میں، عدلیہ، انتظامیہ، پولیس اور تمام متعلقہ لوگوں پر ان سوالوں کا جواب فرض ہے۔" یہ Judgement کا حصہ ہے جناب والا۔ یہ ہے اصل وجہ۔ دوسری وجہ جناب والا! یہ ہے کہ آپ نے چند حدود کو ایک پورے کے پورے colonial judicial system کے اوپر impose کر دیا ہے اور ان کے درمیان یہاں ایک dual system چل رہا ہے حالانکہ ملک کا دستور یہ کہتا تھا کہ ساٹھ سال کے اندر تمام قوانین کو اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ Islamic Ideology Council نے تین ہزار قوانین کے بارے میں اپنی رپورٹ دی ہے جو Joint Judicial Commission سات آٹھ سو قوانین کے بارے میں اپنی رائے دے چکا ہے لیکن نہ اس پارلیمنٹ کو اور نہ کسی حکومت کو یہ توفیق ہوئی کہ اس juxtaposition کو ختم کرے۔ یہ اس کی اصل وجہ ہے۔

پھر یہ بات بھی آپ یاد رکھیں کہ in isolation اسلامی کام نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے پورے نظام کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ جب تک کہ آپ پولیس، judiciary کے نظام، قانون، سیاسی ، awareness, education, پولیس کی education, judges کی education, اور وکلاء کی education کا انتظام نہ کریں۔ ان سب کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ تو اصل خرابی ان قوانین میں نہیں، اصل خرابی اس نظام کے اندر ہے۔ اس کی اصلاح کیجئے اور اس کے ساتھ ساتھ جو مظالم عورتوں کے ساتھ ہو رہے ہیں ان کے لیے قانون سازی بھی کیجئے، تعلیم بھی دیجئے، سیاسی ذرائع کو استعمال کیجئے ۔ مجھے بتائیے کہ جن چار خواتین کا مسئلہ international issue بنا ہے ان میں سے کون ہے جس کو اس Ordinance سے relief ملا ہے؟ بااثر، سرمایہ دار، زمیندار، نام نہاد پنچایت اور ان کی protection, سول انتظامیہ اور فوج، جب تک ان کی اصلاح نہیں کریں گے،

حالات نہیں بدلیں گے۔ میری نگاہ میں یہ تحفظ نسواں بل نہیں یہ انہدام حدود بل ہے اور اس کے ذریعے عورتوں کو مزید عدم تحفظ حاصل ہوگا ۔ اس کے ذریعے جو ظلم کر رہے ہیں ان کو مزید کھلی چھٹی ملے گی اور جو تھوڑا بہت تحفظ اس حدود آرڈیننس میں حاصل تھا وہ اس سے محروم ہو جائیں گی۔خدا کے لیے آنکھیں کھولئے اور یہ چھلانگ نہ لگائیے۔ یہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کے لیے خسارے کا سودا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس ایوان کو اور اس قوم کو اللہ کی حدود اور اللہ کے احکام سے روگردانی اور بغاوت سے محفوظ رکھے اور جو اللہ کی نافرمانی اور اس کے عذاب کو دعوت دینے کے لیے کام ہو رہا ہے اس سے اس ملک کو بچائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین؛مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان ،اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الا سلا دینا۔

و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، من یطع اللہ و رسولہ فقد ھدیٰ و من یعص اللہ و رسولہ فقد غویٰ حتی یفنی الی امر اللہ ۔

شکریہ جناب چیئرمین! اس وقت ایوان بالا انتہائی اہم مسئلے پر بحث کر رہا ہے اور تحفظ خواتین یا تحفظ نسواں بل کے عنوان سے بحث شروع ہے اور محترم جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب نے انتہائی مدلل اور انتہائی عرق ریزی سے جو تیاری کی تھی میں اس میں کچھ اضافہ نہیں کر سکوں گا بلکہ اس کے ایک ایک حرف مکمل تائید کرتے ہوئے چند گزارشات انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے سامنے عرض کروں گا اور میری گزارش یہ ہوگی کہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر ہم ایک دوسرے کو ضد میں لے آئیں۔یہ ایک علمی مسئلہ ہے اور یہ خالصتاً ایجوکیشن مسئلہ ہے۔اس پر دلائل اور تحقیق جتنی بھی ہو جائے انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ یہ خیر کی طرف جائے گا ۔ ہماری اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ کسی کو ملامت ، بدنام یا اس کو سیاست کے ۔ استعمال کیا جائے ۔ ہماری خواہش ، گزارش ، درخواست اور جدوجہد یہی ہے کہ ہم حقیقت تک پ جائیں۔

حقوق نسواں بل' اس بل کے ضمن میں ' میں بنیادی طور پر تین سوالات کے بارے میں عرض کروں گا۔ نمبر ایک یہ کہ کیا اس بل سے مظلوم خواتین کو کچھ relief اور انصاف مل جائے گا؟

نمبر دو یہ کیا یہ بل مکمل طور پر اسلامی ہے یا اس میں کچھ خامیاں ہیں ؟ اسی سوال کو ہم حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور نمبر تین کیا اس بل سے فحاشی اور عریانی کا دروازہ کھل جائے گا ؟ انہی تین سوالات کے سلسلے میں ان کے جوابات سے میں اپنی منزل تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس بل سے مظلوم خواتین کو کچھ relief اور انصاف مل جائے گا۔ میرے علم اور تحقیق کے مطابق اور اس ملک میں چالیس بیالیس سال زندگی گزارنے کے بعد اس تجربے کی بنیاد پر یہ بات کہنے پر کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ اس سے خواتین کو کوئی relief نہیں ملے گا۔ اس سے پہلے کئی قسم کے قوانین بنے ہیں ۔ بچوں کے لئے ' مزدوروں کے لئے ' بوڑھوں کے لئے قوانین بنے ہیں لیکن اس ملک کے ان طبقات کو کیا انصاف ملا؟ کیا relief ملا؟ اور کس حد تک وہ لوگ سکھ کا سانس لے رہے ہیں؟

یہ ملک جو ایک نظریاتی ملک ہے اور اس ملک کا نظریہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس دین ہے ۔ اور اسی دین نے خواتین کو حق وراثت دیا ہے ۔ لیکن پورے ملک کے اندر حق وراثت بارے خواتین کے لئے کیا ہو رہا ہے؟ اب تک کیا ہوا ہے ؟ خواتین کو وراثت میں حصہ ملتا ہے یا نہیں ؟ تو اگر اس بل کے ذریعے سے خواتین کو حق وراثت مل جائے تو پھر ہم کہیں گے کہ یہ تحفظ خواتین بل ہے اور وراثت میں ان کو شریک کیا گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں خواتین حق وراثت سے محروم ہیں ۔ دوسرے نمبر پر لاکھوں کی تعداد میں خواتین حق مہر سے محروم ہیں اور ان کو کہیں سے انصاف نہیں مل رہا ہے ۔ اسی طریقے سے شریعت میں نان و نفقہ بھی خواتین کے لئے دیا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں خواتین عدالتوں کے چکر لگا رہی ہیں ۔ لیکن ان کو یہ حق بھی ان کو نہیں مل رہا۔

حق ملکیت تو --- قابل صد احترام جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ اسلام کامل دین ہے اور اس میں خواتین کے حقوق کی مکمل پاسداری کی گئی ہے ۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ

اس بل میں خواتین کے کون سے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے ؟ اور میں معلوم کرنے کی بھی کوشش کروں گا ۔اسلام کے بنیادی طور پر اجتماعی نظام کے دو مقاصد ہیں کہ پوری دنیا میں امن و محبت آ جائے۔ امن و محبت اسلام کے اجتماعی نظام کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ دنیا میں انصاف سے امن آئے گا اور دنیا میں انصاف اس وقت آئے گا جب عدالتوں میں شریعت آئے گی۔ شریعت کا ایک حصہ حدود ہے، حدود سے دنیا میں امن و انصاف آسکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ چالیس دن تک ایک سرزمین پر رحمت کی بارش برس رہی ہو تو چالیس دن رحمت کی بارش کسی قوم کو اتنی خیر نہیں پہنچا سکتی جتنا کہ حد کے ایک مسئلہ پر عمل کرنے سے خیر پہنچائی جا سکتی ہے۔

قابل صد احترام جناب چیئرمین! حد اسی لئے ہے کہ انسانی اقدار کا تحفظ ہو لیکن یہاں پر شریعت کے قوانین پہلے تو عدالتوں میں اس انداز سے نہیں ہیں اور اگر ہیں تو اس کے procedure اور طریقہ کار ایسے ہیں کہ جس سے انصاف ملنا مشکل ہے۔ اب بھی میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت جو خواتین کو یہ جھانسہ دیا جا رہا ہے کہ اس bill سے آپ کے تمام مسائل حل ہوں گے۔ ہم انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ اس ملک میں زندہ رہیں گے اور اس کے بعد بھی آپ دیکھیں گے کہ ان کو کوئی relief نہیں ملے گا اور انہیں کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ صرف جذباتی نعروں کے حوالے سے لوگوں کو ورغلایا جا رہا ہے۔

سینیٹر گلزار احمد خان، جناب Point of order

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

سینیٹر گلزار احمد خان، جناب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خواتین کے حوالے سے کیا اس میں لونڈیاں شامل ہیں یا وہ خواتین نہیں ہیں؟ نمبر دو یہ ہے، حالانکہ میں law graduate ہوں لیکن مذہبی علم کے مطابق میرے خیال میں میرے بھائی مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے۔ یہ لفظ میں نے مذہبی کتاب میں دو تین دفعہ پڑھا ہے کہ " علت مشائخ " ذرا اس پر روشنی ڈالیں گے کہ وہ کیا ہے؟

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، مجھے تو معلوم نہیں ہے، بہرحال جس کو معلوم ہے

وہی تشریح کرے گا اور اُس کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ اُن کو معلوم ہو گا۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! یہ اس غیر سنجیدگی کے انداز سے ایوان میں مسلسل آپس میں گپ شپ لگا رہے ہیں اور بات نہیں سن رہے اور میرے خیال میں اس پر میں سوائے افسوس کے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن درخواست کروں گا کہ سنجیدگی پیدا کی جائے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے ایک وضاحت چاہی ہے لیکن یہ ہے کہ سب آپ کو سنیں گے اور سننا چاہیے۔ آپ تقریر جاری رکھیں اور جو انہوں نے point raise کیا تھا اگر چاہیں تو اس کا جواب دے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: دوسرا جو موضوع میں ثابت کرنے کی کوشش کروں گا وہ یہ ہے کہ یہ bill پانچ وجوہات سے غیر اسلامی ہے اور اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔ ایک یہ کہ زنا بالجبر کی شرعی حیثیت کو بالکل ختم کیا گیا ہے۔ زنا بالجبر میں جو حد شرعی ہے وہ قرآن سے ثابت ہے۔ قرآن کریم کے سورہ نور کی دوسری آیت میں زنا کی حد بیان فرمائی ہے۔ (تلاوت) اس میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی کوئی قید نہیں ہے، دونوں کے لئے حد مقرر ہے اور آگے جا کر دوسری آیات میں زنا بالجبر (تلاوت) جو جبر کرے، اس کے لئے حد ہے جس پر جبر ہو جائے، اس کے لئے حد نہیں ہے لیکن یہاں پر bill میں زنا بالجبر کے لئے حد ختم کر دی گئی ہے، ایک یہ ہے۔ حدود آرڈیننس میں یہ جرم قابل دست اندازی police جرم تھا جبکہ زیر نظر bill میں یہ ناقابل دست اندازی قرار دیا گیا ہے اور اس کے لئے چار گواہوں کا لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ جب جا کر جج کے سامنے پیش ہوں گے اور وہ گواہی دیں گے تو تب اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک ادارہ ہوتا ہے جو فحاشی، عریانی اور اس قسم کی حرکات کو منع کرتے ہیں اور ہمارے ملک میں یہی کام police انجام دیتی ہے۔ اگر police کو منع نہ کیا گیا تو کون جائے گا کہ جج کے سامنے چار گواہ پیش کر کے

اس پر حد جاری کیا جائے۔ اسی بنیاد پر ہماری تحقیق یہ ہے کہ دوسرا نقطہ جو ہے، وہ یہ ہے کہ یہ بھی غیر اسلامی ہے۔

نمبر۳ ۔ اگر کوئی حد چار گواہوں سے ثابت نہیں ہے تو اس bill میں اس کے لئے فحاشی کا نام دیا گیا ہے۔ فحاشی کو بھی ناقابل دست اندازی police قرار دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے لئے بھی دو گواہ لازمی ہیں کہ وہ جا کر جج کے سامنے اس بات کی گواہی دیں کہ یہ مجرم ہے۔ اس وجہ سے یہ بھی فحاشی اور عریانی کی آزادی دی جاتی ہے جب ...police

سینیٹر گلزار احمد خان ، میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں ان کو challenge کرتا ہوں کہ یہ میرے سوالوں کا جواب دے دیں تو میں satisfy ہو جاؤں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ لونڈی اور کنیز خواتین میں شامل ہیں یا نہیں ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ علت مشائخ کیا ہے؟ میں ان کو challenge کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پہلے تقریریں سن لیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان ، جناب چیئرمین! میں ایک عرض کروں، اگر ان کو سوالات کے سمجھنے کی ضرورت ہے تو آپ آئیں اور مدرسے میں پڑھیں، یہ مدرسہ نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ آپ کو پڑھائیں گے بھی اور سمجھائیں گے بھی، ہم استاد ہیں، رہے ہیں اور پھر انشاء اللہ راتوں رات آپ کو علت مشائخ دکھائیں گے۔ ہاں انشاء اللہ۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talk please!

سینیٹر مولانا گل نصیب خان ، جناب چیئرمین! زنا اور فحاشی فرد کے خلاف جرم نہیں ہے، یہ معاشرہ اور state کے خلاف جرم ہے اور جب یہ معاشرہ اور state کے خلاف جرم ہے تو یہ قابل دست اندازی police قرار دینا چاہیے۔ ہم اس کو فحاشی اور عریانی کا وہ بنیادی تصور جو مغرب دیتا ہے اور جہاں پر ننگی تہذیب ہے اور وہ اس ننگی تہذیب کو پوری دنیا کے اندر، New World Order کے ذریعے سے پوری دنیا کے اندر ننگی تہذیب پھیلانا چاہتے ہیں، اسی کے لئے اس قانون کو بنایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں دوبارہ عرض کروں گا کہ ایوان کو

خاموش کرائیں اور وہ سننے کی استعداد پیدا کریں۔

Mr. Chairman: We should all hear the honourable Senator.

جی۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! آرڈیننس میں یہ بھی تھا کہ یہ دیگر قوانین پر غالب ہو گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، کون؟

ایک معزز رکن، آپ کی آواز نہیں آرہی۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں He is an honourable man. I think let us not transgress. ہمارے House کے ممبر ہیں۔ جی۔ please continue.

سینیٹر کامل علی آغا، ہم جناب بنگزئی صاحب کی respect کرتے ہیں لیکن بنگزئی صاحب کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس کی وجہ سے ہم ان کو جواب دینے پر مجبور ہو جائیں۔ ان کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین، میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ to the point بات کریں تاکہ ماحول ٹھیک رہے، ایسے provocative ہوں گے پھر ساری بات پٹڑی سے اتر جائے گی، ایک decorum رکھیں اور let us remian to the point.

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب! یہ Ordinance, کی دفعہ نمبر تین میں درج تھا کہ یہ Ordinance دیگر قوانین پر غالب ہو گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حدود، یہ اللہ تبارک و تعالی کے قوانین میں برتر قانون ہے۔ اگر اس کے راستے میں کوئی دوسرا قانون رکاوٹ بنا تو وہ ختم ہو گا۔ اس Bill میں اس دفعہ کو ختم کیا گیا ہے اور اس قانون کو کمزور بنا دیا گیا، لہذا یہ بھی غیر اسلامی ہے۔ حدود آرڈیننس میں زنا کے عدم ثبوت کی صورت میں دفعہ دس، شق نمبر تین کے ذریعے تعزیری سزا دی جا سکتی تھی جبکہ موجودہ Bill میں سزا بھی نہیں دی جا سکتی اور فحاشی کا نیا مقدمہ بھی درج نہیں کیا جا سکتا، یہ بھی غیر اسلامی ہے اور اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔

دفعہ نمبر دس، شق نمبر تین، حدود آرڈیننس کے مطابق تعزیر میں ایک گواہ یا طبی معائنہ اور کیمیائی تجزیہ نگار کی رپورٹ پر ہوسکتی تھی جبکہ اس Bill میں چار گواہوں کے بغیر ممکن نہیں ہے، یہ بھی اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔

جناب چیئرمین! اسی بنیاد پر ہماری گزارش ہے، درخواست ہے کہ ہم اس پر علمی مذاکرے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے پہلے علمائے کرام کی ایک کمیٹی بنائی جو خالصتاً غیر سیاسی لوگ اور علمی لوگ تھے، ان کی سفارشات پڑی ہیں، انہوں نے سفارشات دے دی ہیں، اس کو نظر انداز کر کے اور بالائے طاق رکھ کر یہ Bill pass کیا ہے۔ ہماری گزارش اور درخواست ہے کہ ہم اس ملک کے رہنے والے ہیں، ہم اس پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، ہم قرآن اور سنت پڑھ چکے ہیں لہذا ہم مشاورت اور مذاکرے کے لیے دعوت دیتے ہیں، اس میں کیا قباحت ہے؟ اگر ہم نے ثابت کیا کہ ایک قانون خلاف قرآن و سنت ہے تو آپ مانیں، ثابت نہ کیا تو نہ مانیں۔ اس میں لڑائی اور جھگڑے کی کیا ضرورت ہے؟ جناب چیئرمین! جب تک ہم اس ملک میں قوانین پر عمل کرنے کے لیے ماحول نہیں بنائیں گے، کسی کو انصاف نہیں ملے گا۔ علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (یصلح الاخلاق بالاحوال نا با العلوم) معاشرے اور سوسائٹی کا اخلاق ماحول سے بنے گا، یہ علم سے نہیں بنے گا، علوم سے نہیں بنے گا تو ہم یہاں پر ایک ایسا ماحول creat کریں۔ اسلام ایک ایسا ہی ماحول creat کرتا ہے، جس ماحول کی بدولت مجرم خود آ کر جرم کا اقرار کرے اور اس کو سزا ہو۔ تقریباً چودہ، پندرہ سو سال سے اب تک گواہوں سے زنا کا جرم حد کے درجے میں ثابت نہیں ہوا۔ اسلام انسانیت سے شفقت رکھتا ہے۔ زنا کا جرم تب ثابت ہوا ہے جب ایک مرد نے آ کر خود اقرار کیا ہے اور اس اقرار پر اس پر حد جاری ہوئی ہے۔جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اس بل سے فحاشی اور عریانی کا دور دورہ ہو گا۔ یہ میرا دعوی ہے۔ امریکہ نے اس بل کی تعریف کی ہے۔ امریکہ کو اسلام سے کیا دلچسپی ہے؟ حدود سے کیا دلچسپی ہے؟ قرآن اور سنت سے کیا دلچسپی ہے۔ خود میں اس report کو پڑھ چکا ہوں کہ امریکہ نے اس بل کی تعریف کی ہے۔ مغرب زدہ NGOs جو فحاشی اور عریانی کو اور مسلمان امت میں پھیلانے کے لیے، تنخواہ دار ملازم ہیں، انہوں نے اس بل کی تعریف کی ہے۔ اس بل کے منظور ہونے پر بازارحسن میں طوائفوں نے مٹھائیاں تقسیم کی ہیں اور اخبار میں عبدالقادرحسن کا وہ article میرے پاس

ہے کہ میں اس بل کو تب سمجھا، جب طوائفوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں۔ اس بل سے انہیں آزادی مل گئی۔

(آوازیں، شیم شیم)

جناب چیئرمین: مولانا صاحب اب ختم کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: خان صاحب! اب wind up کریں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: امریکہ global village کے نام پر پوری دنیا پر وہ ننگی تہذیب، جہاں پر آپ لوگ خود امریکہ گئے ہیں، یورپ گئے ہیں اور آپ نے وہاں وہ تہذیب دیکھی ہوئی ہے۔ اس تہذیب کو یہاں پر لایا جارہا ہے اور پوری مسلم دنیا میں سوائے سعودی عرب، ایران اور میں اس ملک کا بھی نام لوں گا پاکستان کے کہ اس کی sea side سمندر محفوظ ہے۔ باقی پوری مسلم دنیا کے sea side سمندر محفوظ نہیں ہیں اور وہاں ننگے لوگ آتے ہیں اور جو تہذیب develop کرتے ہیں، وہ آپ کو معلوم ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے جا کر ہم کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین اس بل سے وہ پورا راستہ کھل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش اور درخواست ہے۔ ہم دلیل سے بات کرنے والےلوگ ہیں۔ ضدی لوگ نہیں ہیں۔ ہم اس ملک کے لوگ ہیں۔ ہم قرآن و سنت پر مذاکرہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ بیچارے لوگ، جو تنخواہ دار ہیں اور NGOs والے ہیں اور دنیا بھر میں خواتین کو ننگا کرنے پر لگے ہوئے ہیں اور مردوں کو بھی۔ لہذا ان کا راستہ روکنے کے لیےہمیں قانون سازی کرنی چاہیے۔ مجھے امریکہ جاکر معلوم ہوا کہ اب امریکہ مخلوط تعلیم کو تبدیل کر رہا ہے اور سینکڑوں سکولوں کو انہوں نے علیحدہ کیا ہے۔ مرد و زن کے بیجا مداخلت سے وہ معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے اور ہم صرف اسی کو ترقی سمجھ کر دنیا کے پیچھے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود کہ علماء کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ انہوں نے سفارشات تیار کیں۔ یہ سخت اقدام کی دھمکی دی گئی۔ پھر بھی اس بل کو پاس کیا گیا، بغیر مذاکرے کے۔ تو اس کے بعد ملک کے سسٹم کا کیا حال ہو گا۔ آخر اس ملک کے نظام کو کیوں غیر مستحکم کیا جا رہا ہے اور کیوں لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ دوبارہ پہاڑوں پر

جا کر بندوقیں سنبھال لیں ۔ ہم تو ان لوگوں کو لے آئے ہیں اور وہ اب سکول کے مطالبے کر رہے ہیں اور سیاسی راستے سے تبدیلیاں لا رہے ہیں لیکن ایک بار پھر سیاسی اور مذہبی لوگوں کو اس طرف لایا جا رہا ہے جو ملک و قوم کے لیے کسی فائدہ مند نہیں ہو گا ۔ میری گزارش ہے، درخواست ہے کہ اس بل کو پاس نہ کیا جائے اور اسے واپس قومی اسمبلی بھیجا جائے ۔ اور مزید تحقیق کے لئے رکھا جائے تاکہ جو باتیں ثابت ہوسکتی ہیں ان کو دوبارہ قرآن و سنت کے مطابق بنایا جائے۔ انشاء اللہ یہ ہمارا ملک ہے، ہماری اسمبلیاں ہیں اور ہمارے ادارے ہیں ان کو چلانا ہے۔ اگر ہمیں رخصت کرکے آپ یہاں خوشیاں منائیں گے تو خدا کی قسم! نہیں کر سکیں گے۔ آپ خوشیاں نہیں منا سکیں گے!

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

ہم جب جائیں گے تو ہم سے پہلے آپ جا چکے ہوں گے۔

Mr. Chairman: We will now continue with the speeches and maximum time allowed for Leader of the House and the Minister and for the others 8 to 10 minutes and it will be strictly enforced. Mr. Abdur Rahim Khan.

کل آپ بولنا چاہتے ہیں؟ ٹھیک ہے۔ چلیں آپ بولیں۔ جی وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد : جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس بہت اہم بل کی نسبت سے مجھے آپ نے اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں کوشش کروں گا کہ اس بل کے بارے میں صحیح معلومات اس ایوان کے سامنے پیش کروں اور وہ غلط فہمیاں جو کہ پیدا کی جا رہی ہیں کہ بل میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے، اس کے بارے میں تفصیل آپ کے سامنے بیان کروں۔ جناب والا! جب سے پاکستان بنا ہے ہزاروں بل اور قانون پاس کئے گئے ہیں اور آئندہ بھی پاس کئے جاتے رہیں گے لیکن میرے تجربے میں اور میرے خیال میں بہت سے ہمارے ساتھیوں کے تجربے میں ایسا کوئی بل نہیں ہے جس پر اتنا طویل مشورہ اور اتنی طویل بحث کی گئی ہو۔ یہ بحث نہ صرف T.V پر اور اخبارات میں بلکہ پارلیمنٹ کی سلیکٹ کمیٹی میں اور نجی محفلوں میں ہوئی

ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ نتیجہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں صحیح معلومات عوام کے سامنے آئیں۔ یہ کوئی خفیہ چیز نہیں رہی کیونکہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا لیکن اب یہ چیز سامنے آ گئی ہے کہ حد کیا ہوتی ہے؟ حدود ہم کس کو کہتے ہیں؟ تعزیر کس کو کہتے ہیں؟ اللہ کے احکام کیا ہیں؟ ہم کس حد تک اللہ کے احکامات کے مطابق چل رہے ہیں اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس طویل مشورے کی آخری limit یہ تھی کہ قرآن اور سنت کے خلاف ایک لفظ بھی ہم نہیں کریں گے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی بات کی جائے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور اس قسم کا کسی پر شک بھی کرنا کہ کوئی ادارہ، کوئی شخص، کوئی سیاسی پارٹی قرآن و سنت کے خلاف کوئی بات کرے گی، یہ تو میرے ذہن میں بھی نہیں آتا اور نہ صرف میرے بلکہ میرے کسی ساتھی کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی ہوگی۔ یہ ایک اہم بل ہے۔ اہم بل اس لئے ہے کہ اس میں ایک نئی سوچ سامنے آ رہی ہے کہ ہم نے اپنے معاملات کو پاکستان بھی جو کہ ایک progressive ملک ہے قرآن و سنت کے مطابق چلانا ہے لیکن اس زمانے کے مطابق چلانا ہے۔ حدود کیا ہیں؟ میں اس کے بارے میں آتا ہوں لیکن سب سے پہلے میں جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب کی طرف آتا ہوں۔ انہوں نے ذکر کیا تھا کہ واشنگٹن ٹائمز میں اس کے بارے میں ذکر آیا ہے۔ گل نصیب صاحب نے فرمایا ہے کہ فلاں انگریزی اخبار میں اس کے بارے میں آیا ہے۔ ضرور آیا ہوگا۔ ان کو اس میں دلچسپی ہوگی۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ حضرات نے پاکستان کے اخبارات بھی پڑھے ہیں؟ کیا آپ نے پاکستان کے نیشنل اخبارات میں جو تسلسل سے editorials آ رہے ہیں وہ پڑھے ہیں؟ جناب! میں نے پڑھے ہیں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے ۹۰ فیصد اخبارات نے اس بل کی تائید کی ہے۔ پاکستان کے ۹۰ فیصد اخبارات نے ہم پر تنقید کی ہے کہ آپ اس کو کیوں late کر رہے ہیں؟ آپ کوئی بھی نیشنل اخبار دیکھ لیں۔ اس کے editorials پڑھیں۔ ۹۰ فیصد نے ہم پر تنقید کی ہے کہ آپ نے اس کو dilute کیوں کیا ہے؟ جناب! ہمیں واشنگٹن ٹائمز کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں بش صاحب کے خیالات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم بلیئر صاحب کے خیالات کی بھی پرواہ نہیں کرتے لیکن اگر ہمارے پاکستانی اخبار یہ بات لکھیں گے، ہماری major political parties یہ بات کریں گی تو ہمیں اس کا خیال رکھنا ہوگا کیونکہ عوام کی آواز ہے۔ ہمیں اپنے عوام کی آواز کو سننا ہوگا۔ ہمیں

بلیئر، بش یا واشنگٹن ٹائمز کی کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن اگر ہمارے اخبارات میں editorial آتا ہے، ہمارے اردو اخبارات میں editorials آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آپ تاخیر کر رہے ہیں۔ اس کو کیوں لیٹ کر رہے ہیں، عورتوں پر جو مشکلات آئی ہیں اس کے بارے میں آپ ایک بل لائے تھے کیوں آپ اس میں تاخیر کر رہے ہیں، اس کی ہمیں پرواہ ہے ۔ کیونکہ ہم سیاسی لوگ ہیں، سیاسی پارٹی ہیں اور ہم اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے، تو جناب والا! اس ساری بحث سے کیا چیز سامنے آئی ہے ؟ سامنے چیز یہ آئی کہ حدود اللہ کیا ہیں صرف چار ایسے معاملات ہیں جو حدود میں آتے ہیں، زناہ ہے، قذف ہے ، شراب نوشی ہے، چوری، سرقہ جس کو کہتے ہیں وہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ باقی ہزاروں جرائم جو ہیں وہ اس میں نہیں آتے ، ٹھیک ہے قصاص ہے، پانچ ہو گئے لیکن یہ حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی جو شاید انسان نہیں سمجھ سکتا۔ ہمارے ذہن سے یہ بہت بڑی چیز ہے، ہمارے ذہنوں میں وہ وسعت نہیں ہے کہ ہزاروں قوانین، ہزاروں جرائم مثلاً کیا قرآن میں high jacking کا ذکر ہے؟ نہیں ہے۔ کیا سمگلنگ کا ذکر ہے؟ نہیں ہے ۔ کیا traffic offences کا ذکر ہے؟ نہیں ہے ۔ کیا فراڈ چیک کا ذکر ہے؟ نہیں ہے۔ جناب والا! کیوں نہیں ہے، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام تمام زمانے کے لئے ایک دین ہے۔ چودہ سو سال پہلے بھی قوانین بنے تھے، ہزاروں سال بعد تک بھی قائم ہیں ۔ لیکن معاشرہ ساکت نہیں ہوتا۔ معاشرہ جو ہے وہ ترقی کرتا ہے evolve کرتا ہے ، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ چھوٹ دی ہے، وسعت دی ہے کہ آپ اپنے حالات کے مطابق اپنے زمانے کے مطابق قوانین بنائیں۔ قرآن میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ کا نظام پارلیمنٹری ہو گا، Presidential ہو گا، قرآن میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ کابینہ کتنی ہو گی، چیئرمین سینیٹ ہو گا یا سپیکر ہو گا۔

جناب والا! یہ انسان پر چھوڑا ہوا ہے۔ اور ان انسانی قوانین کو جہاں جرائم ہوتے ہیں ان کو تعزیر کہا جاتا ہے۔ حدود اللہ وہ ہوتے ہیں جو حد قانون، قرآن میں جن پانچ کا ذکر آیا ہے اور بقیہ جرائم جو ہیں، جتنے بھی ہیں اس کو تعزیر کہا جاتا ہے ۔جس کو ہم پاکستان میں تعزیرات پاکستان کہتے ہیں لیکن تعزیر کا لفظ وہاں سے آیا ہے، تو کیا بات تھی آخر کیوں یہ تبدیلی محسوس کی گئی؟ ۱۹۷۹ میں یہ قانون بنا تھا تو کیا یہ مشکلات تھیں؟ جس کی وجہ سے یہ چیزیں سامنے آئیں اور بہت سی political parties اس وقت سے کہہ رہی تھیں کہ اس کو

تبدیل کیا جائے، اس میں ترمیم کی جائے۔

جناب والا! اس ضمن میں میں یہ ذکر کروں گا کہ حدود اللہ سامنے ہیں اور تفصیل سے بات بھی سامنے آ چکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ لوگوں کے جرائم پر اگر پردہ پڑا ہو ہے تو پڑا رہنے دیں۔ یہ بھی ایک حکمت ہے، گناہ میں اور جرم میں فرق ہوتا ہے، گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا، جرائم کو روکنے کی انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہوئی ہے، پارلیمنٹ کو دی ہوئی ہے کہ آپ جرائم کے بارے میں قانون سازی کریں ایک اور حدیث ہے

(عربی)

مولانا صاحب آپ اس کا ترجمہ فرما دیں، کیونکہ میں صحیح ترجمہ نہیں کر سکتا۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، ٹھیک ہے

ترجمہ: شبہ سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں یعنی کہ رسول اللہ نے بھی حدود نافذ کرتے ہوئے بہت احتیاط کی اور یہ بھی جو حدیث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حدود کو جتنی دور رکھ سکو، اس کو نافذ کرنے میں جتنی احتیاط کر سکو وہ کرو، جناب والا! ہمارا اپنا جو تجربہ ہے پچھلے سالوں کا اور یہ جو احکامات ہیں ان کی روشنی میں ترامیم کی گئی ہیں۔ مشکلات کیا تھیں کہ ایک خاتون کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے وہ پولیس سٹیشن میں جاتی ہے تو مقدمہ اس کے خلاف بھی کر دیا جاتا ہے اور حدود کا مقدمہ کر دیا جاتا ہے، حالانکہ حدود کا ثبوت نہیں ہے۔ اس کے بعد جب مقدمہ ہوتا ہے، سال، دو سال، تین سال اور چار سال وہ جیل میں پڑی ہوئی ہے بعد میں پتا چلتا ہے کہ اس میں تو گواہ نہیں ہے، اچھا جی! نہیں ہے تو اس کو تعزیر میں سزا دے دو۔ تو پھر یہ چار سال، تین سال، دو سال سزا کیوں دی گئی ہے؟ اگر تعزیر میں کرنی ہے تو تعزیر کا مطلب کیا ہے، تعزیر کا مطلب یہ ہے کہ حدود اللہ میں نہیں آتے۔ تعزیر کا مطلب ہی یہ ہے، اگر تعزیر میں سزا دینی ہے، تعزیر کا قانون علیحدہ ہے۔ جناب جو ترامیم آپ کے سامنے آ رہی ہیں۔ اس میں ہم نے کیا ترامیم کی ہیں؟ پہلی جو تین نمایاں چیزیں ہیں وہ میں آپ کے سامنے بیان کر

دوں - ایک تو ' یہ کیا ہے کہ حدود اللہ ' وہ حدود آرڈیننس میں رکھا گیا ہے -

نمبر ۲- اس کے طریقہ کار میں تبدیلی کی گئی ہے - طریقہ کار یعنی اس کی تفصیل میں بتاؤں گا کہ کیا طریقہ کار 'procedure' میں تبدیلی کیا کی گئی ہے اور کیوں کی گئی ہے -

نمبر ۳- ہر قسم کی وہ حرکت ' ایک مرد اور عورت کے درمیان ' جو کہ ہمارا معاشرہ جس کو تسلیم نہیں کرتا جس کو ہم غلط سمجھتے ہیں- اس کی گرفت ہم نے اس ترمیمی قانون کے ذریعے کر دی گئی ہے - کوئی ایسا فعل جس کو ہمارا معاشرہ تسلیم نہیں کرتا- حدود کے علاوہ ' حدود میں تو وہ چیز شامل ہے - اس کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے ؟ وہ اب اس ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے قابل سزا ہے ' قابل جرم ہے اور اس لیے کہ ہمارے قوانین کو ہماری اخلاقی اقدار کی عکاسی بھی کرنا چاہیے - اگر ہمارا اسلامی معاشرہ اگر ہمارا ذہن ایک غلط چیز کو قبول نہیں کرتا ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس کو قانون کے دائرے میں لے آئیں- تاکہ ہماری اخلاقی اقدار ' مذہبی اقدار کی وہ عکاسی ہو اور سامنے آئے- تو جناب والا! اس میں جو چیز بتانے والی ہے- وہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس 1979ء کی دفعہ ۵ میں ذکر آتا ہے کہ Zana Liable to Hudd اور میں آپ سب کے سامنے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ۵ میں ایک comma, ful stop کسی کی ترمیم نہیں کی گئی ---

(ڈیسک بجائے گئے)

میں دوبارہ یہ کہتا ہوں کہ دفعہ ۵ میں کوئی comma, ful stop کوئی لفظ تبدیل نہیں کیا گیا- یہ اسی شکل میں حدود آرڈیننس میں قائم ہے - جس شکل میں ضیاء الحق صاحب نے اس میں رکھا تھا- وہ کیا ہے ؟ اور میں پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو پتہ چلے کہ وہ کیا ہے تو یہ واویلا ہو رہا ہے کہ جی حدود میں ترمیم ہو گئی ' حدود میں یہ ہو گیا - جناب والا! میں آپ کے سامنے پڑھنا چاہوں گا-

Section 5, Zina liable to Hudd, if A- It is commited by a man who an added and an is not in sane with a woman to his not and does not suspect in himself to marriage or, D, It is committed by a woman, Who is in an added and not in sane with a man to whom she is not and did not suspect him self to a marriaged.

Section 2- Who ever is guilty of Zina liable to Hudd shall be subject to provision of this ordinance A, If he or she is mosen be stone to death a public place rigm,

قائم ہے - If she or mosen بتاؤں وہ کیا ہوتا ہے۔

if she or he mosen be stone to death at public place or , B, If she or he is not mosen be punished at a public place whith numbering one hundred stips

جناب والا! یہاں پر کہا گیا ہے کہ جی مہاجن کوئی ہندو تھا انہوں نے کہا کہ بڑی اچھی بات ہے - جناب ہمیں نہ مہاجن کی ضرورت ہے - نہ کسی بندرا کی ضرورت ہے نہ ٹوئی بلیئر کی یہ ہم نے رکھا ہوا ہے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اس چیز کی ہمیں سمجھ آئے' یا نہ آئے یہ احکامات ہیں۔اس میں شامل ہیں۔ کوئی تبدیلی میں اس کو دوبارہ کہتا ہوں۔ سیکشن ۵ میں کوئی تبدیلی حدود آرڈیننس میں نہیں کی گئی - مجھے کل ایک مولانا صاحب نے کہا کہ جناب آپ نے اس کی تنسیخ کر دی ہے۔جناب والا! کوئی اس کی تنسیخ نہیں ہوئی حدود آرڈیننس قائم ہے - سیکشن ۵ قائم ہے۔اسی طرح اسی شکل میں جس شکل میں ضیاء الحق صاحب مرحوم نے اس کو یہاں پر رکھا تھا۔ کوئی تبدیلی نہیں! بار بار میں کہتا ہوں کہ کوئی تبدیل نہیں ہے! سیکشن ۵ اسی طرح قائم ہے -ہم نے کیا کیا ہے ؟ ہم نے یہ کیا ہے کہ وہ چیز جو کہ ہماری سمجھ میں سوچ میں مشاورت کے بعد تعزیر میں آتی ہے اور اس میں اختلاف ہے - کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں آتی -جناب والا! ہم نے اپنے عوام کو دیکھنا ہے -عوام کی آواز کیا ہے ؟ پولٹیکل پارٹیز ہمارے ساتھ ہیں۔نمائندگی آپ کے سامنے موجود ہے -ہم کسی سے dictation نہیں لے رہے ہیں۔ ہم اپنی سوچ اور سمجھ کی بناء پر فیصلہ کر رہے ہیں کہ جو چیز تعزیر میں ہے اس کو تعزیر میں ڈالا ہے۔ جو چیز حد میں ہے وہ حد میں آئے گی۔ پروفیسر صاحب نے ذکر کیا کہ اقبال والا کیس ' فلاں کیس Section 10(2) میں سزا ہوئی۔ وہ سیکشن کیا ہے ؟ وہ تعزیر میں سزا ہوئی ہے۔ تعزیر میں سزا ہوئی اور تعزیر کو تعزیر پاکستان میں ڈالا ہے تو کیا حرج ہے۔؟

دوسری اہم چیز ہم نے یہ کی ہے کہ ہم نے طریقہ کار بدلا ہے - طریقہ کار یہ بدلا ہے کہ

حدود آرڈیننس میں، جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے جناب کے سامنے کہ ایک خاتون پولیس سٹیشن جاتی ہے تو وہاں پر اس کو حدود کے مقدمے میں پھنسا دیا جاتا ہے۔ چار سال کے بعد کہتے ہیں کہ حدود نہیں بنتا آپ کو کسی اور مقدمے میں چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم نے یہ کیا کہ یہ معاملہ نازک ہے، حساس ہے، بجائے پولیس کے اب سیشن جج اس کا فیصلہ کرے گا۔ وہ حدود کی قیود کے اندر رہتے ہوئے فیصلہ کرے گا وہ کیا ہے؟ اگر چار گواہان ہیں تو وہ سیشن جج کے سامنے پیش ہوں گے ان کا بیان لکھا جائے گا اور اگر سیشن جج سمجھے کہ یہ حدود کا کیس بنتا ہے اس میں اس کو سمن کرے گا۔ اگر حدود کا کیس نہیں بنتا، تین گواہ ہیں یا دو ہیں یا گواہان ایسے ہیں جو تزکیۃ الشھود کے معیار کے مطابق وہ پورے نہیں ہیں اور سیشن جج یہ سمجھتا ہے کہ نہیں ہیں تو وہ حدود کا کیس نہیں بنتا اس کو وہاں لے جانا زیادتی ہوگی۔ پھر کیا رہ جاتا ہے کہ اگر ایک تھانیدار ایک عورت کو اس وجہ سے جیل میں رکھے کہ اس کے خلاف FIR حدود کی آ گئی ہے۔ جناب! اگر حدود بنتا ہی نہیں ہے تو کیا ہم نے یہ طریقہ کار اپنا کر کوئی غلطی کی ہے یا ہم نے انصاف کے تقاضے پورے کیے ہیں؟ اس میں میری رائے، میرے ساتھیوں کی رائے یہ ہے کہ یہ صحیح ہوا ہے لیکن میں ان کی رائے جناب کے سامنے پیش کروں گا۔ ہماری بہت ہی محترم بہن ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی جو قومی اسمبلی کی رکن ہیں اور یہ قابل احترام ہیں نہ صرف یہ کہ یہ بہت اونچے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں یہ محترم شاہ احمد نورانی مرحوم کی ہمشیرہ ہیں۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے حدود آرڈیننس کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے میں اس کے صفحہ نمبر 55 سے جناب کے سامنے پڑھوں گا اور میں وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سی چیزوں پر ان کا اختلاف ہے میں confuse نہیں کرنا چاہتا کہ میں ان کو quote کر رہا ہوں بہت سی چیزوں میں وہ کہہ رہی ہیں کہ نہیں حدود آرڈیننس ٹھیک ہے۔ لہذا میں کوئی غلط بات نہیں کرنا چاہتا۔ کل کو یہ کہیں کہ آپ نے یہ کہا نہیں انہوں نے بہت سی چیزوں سے اختلاف کیا ہے۔ میں صفحہ نمبر 55 آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں یہاں پر انہوں نے یہ لکھا ہے کتاب سے حدود آرڈیننس محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی رکن قومی اسمبلی ہمشیرہ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم بہت بڑے علمی اور مذہبی خاندان سے وہ تعلق رکھتی ہیں انہوں نے کیا لکھا ہے؟ میں آرام آرام سے پڑھوں گا۔ " حالیہ تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ حد زنا آرڈیننس کی آڑ لے کر

ذاتی عناد اور دشمنی کی بناء پر خواتین کو حدود کے مقدمات میں پھنسایا جاتا ہے۔ ہم اب اس کو اس چنگل سے نکالنا چاہتے ہیں۔ ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعات کا اطلاق حد زنا آرڈیننس پر بھی ہوتا ہے اور مقدمے کے اندراج سے لے کر اس کی تکمیل تک پولیس کو وسیع اختیارات حاصل ہیں جس کی وجہ سے بدعنوانیوں اور غلط طرز عمل کا دروازہ کھل گیا ہے۔ یعنی پولیس کی زیادتیوں کی وجہ سے بدعنوانیوں کا اور غلط طرز عمل کا دروازہ کھل گیا ہے۔ مقدمے کی کارروائی تک تفتیشی مراحل اور طریقہ کار کی خامیوں کی بناء پر عورت کو ایک لمبے عرصہ تک بلاوجہ جیل میں رہنا پڑتا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا یہ تحفظ خواتین کا نہیں کیا کہ بلاوجہ عورت کو جیل میں رہنا پڑتا ہے۔ ہماری خواتین کو، ہماری بہنوں کو، ہماری بیٹیوں کو، ماؤں کو جیلوں میں رہنا پڑتا ہے۔ لہذا اس آرڈیننس کے تحت مقدمات کے اندراج سے لے کر اس کے تکمیلی مراحل تک تمام اختیارات پولیس سے واپس لیے جائیں۔"

ہم نے کیا کیا؟ ہم نے اختیارات واپس لے لیے ہیں۔ ایسے تمام مقدمات براہ راست عدالت میں دائر کیے جائیں اور عدالت خود ان مقدمات کی تفتیش کرے جب تک عورت کے خلاف جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو جیل میں نہ رکھا جائے ۔ جناب والا! بہت سی کتابوں میں ایسی باتیں لکھی گئی ہیں - یہ خالی ایک ہی کتاب میں نہیں لکھی گئیں۔ بہت سے ایسے مذہبی سکالرز ہیں جنہوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں نے یہ کتاب کیوں اٹھائی ہے؟ اس لیے کہ یہ ایم ایم اے کی رکن ہیں ، ان کا علمی ، مذہبی گھرانہ ہے اور انہوں نے تحقیقاتی مقالہ لکھا ہے۔ تمام تکالیف جو آئیں، جو ہمارے سامنے بھی آئیں یعنی خواتین کے تحفظ کی جو بات ہوتی ہے تو یہ مشکلات تھیں، ان مشکلات کو سامنے رکھ کر ، ان کو دیکھ کر ہم نے یہ قانون بنایا ہے اور میں نے جناب کو بتایا تھا کہ پروسیجر بدلا ہے ۔ کیا پروسیجر بدلا ہے؟ پروسیجر یہ بدلا ہے کہ یہ مقدمہ جب "حد" کا ہوگا تو چونکہ اس میں عورت کو بھی سزا ہو سکتی ہے ، حد کے مقدمے میں مرد بھی اتنا ہی گنہگار ہے ، عورت بھی اتنی ہی گنہگار ہے ۔ جب دونوں کی مرضی سے ہو رہا ہے اور یہ جو اصول لیے گئے ہیں یہ خالی محترمہ فریدہ صدیقی صاحبہ کے نہیں ہیں ، بہت سے عالموں نے یہ لکھا ہے کہ عدالت کو اختیار دیں - میں یہ بھی پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پولیس تو نہیں تھی اس زمانے میں بھی مقدمہ قاضی کے پاس جاتا تھا تو اگر ہم نے تمام چیزوں

کو سامنے رکھتے ہوئے یہ طریقہ کار اپنایا ہے اور ایک پروسیجر دیا ہے تو کیا ہم اسلامی اصولوں کے خلاف چل رہے ہیں ؟ کیا ہم نے کوئی غلطی کی ہے یا ہم نے واقعی حقوق تحفظ نسواں کے لیے کام کیا ہے ۔

جناب والا! تیسری بات ہم نے یہ کی ہے اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ آپ نے فحاشی کے دروازے کھول دیے ہیں ' فلاں کے دروازے کھول دیے ہیں۔ ہم نے ہر مرد اور عورت کے ایک غیر اخلاقی تعلق کو قانون کی گرفت میں لایا ہے ۔حدود کے اندر وہ کیس آتا ہے یعنی چار گواہان ہیں اور وہ معیار جو بہت مشکل سے پورا ہوتا ہے ' اس کو حد میں سزا ہو سکتی ہے' وہ قانون موجود ہے۔ Rape جس کو زنا بالجبر کہتے ہیں اس کے لیے اگر عورت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے' کوئی بھی ایسا ثبوت جو عدالت کو قابل قبول ہو وہ ثبوت خالی عورت کی گواہی بھی ہو سکتی ہے ' وہ ثبوت circumstantial evidence بھی ہو سکتی ہے وہ ثبوت medical evidence بھی ہو سکتی ہے' وہ ثبوت DNA test بھی ہو سکتا ہے' کوئی بھی ثبوت جو عدالت کو قابل قبول ہو' وہ سزا دلوانے کے لیے کافی ہوگا۔ چونکہ ہمارے معاشرے میں عورت کمزور ہے اور چونکہ یہ حد میں نہیں آتا لہذا ان قیود سے نکال کر یہ پولیس کو اس لیے دیا گیا ہے کہ عورت جب rape کا الزام لگاتی ہے تو فوری طور پر کوئی medical evidence ہوتی ہے اور اس کے کچھ اردگرد کے شواہد ہوتے ہیں وہ اکٹھے کرنے ہوتے ہیں ' عورت کے لیے مشکل ہوتا ہے لہذا یہ کیا گیا۔

ایک تیسری category تھی وہ یہ تھی کہ اگر چار گواہ نہیں ہیں تو کیس حد میں نہیں آتا ۔ ایک عورت اور مرد کا غیر اخلاقی تعلق ہے' جہاں کہیں بھی ہے اور rape بھی نہیں ہے کیونکہ بالرضا ہے ' حد میں نہیں آتا کیونکہ چار گواہ نہیں ہیں لیکن ہمارا معاشرہ اس کو قبول نہیں کرتا ' ہم اس کو برا سمجھتے ہیں تو ہم نے اس کی بھی گرفت کی ہے ۔ (b) 46 جو ہے' جو قانون بنایا گیا ' ان کی یہ تجاویز بھی تھیں۔ چوہدری شجاعت صاحب کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی تھی ' ان کی طرف سے بھی تجویز آئی تھی اور انہوں نے اس کو lewdness کا نام دیا تھا لیکن یہ صرف ان کی تجویز نہیں تھی ' ہماری بھی تھی۔ چونکہ اس بل پر کئی مہینوں تک بحث ہوئی ہے اور یہ بھی سب کو پتا ہے کہ ہماری اپنی پارٹی کے اندر اس پر بہت غور و خوض ہوا ہے ' اس پر سوچ بچار

ہوئی ہے ۔ ہماری پارٹی کے اندر نظریات تھے کہ ہمارے معاشرے میں جو یہ چیز ہے اس کی بھی گرفت کرنی چاہیے ۔ اس کی گرفت کی گئی اور اس کی گرفت یہ کی گئی کہ اس کو جرم قرار دیا گیا۔ اب جی وہ مشکل ہے۔ جناب والا! مشکل کیا گیا ہے۔ کیوں کیا گیا ہے؟ کیونکہ اس میں لوگوں کی عزتیں ہوتی ہیں۔ کسی کے خلاف غلط الزام لگ جائے۔ الزام لگانا تو دو سیکنڈ کی بات ہے۔ اس کی عزت جو خراب ہوتی ہے صدیاں اس کو ٹھیک کرنے میں لگتی ہیں۔ حدیث ہمارے سامنے ہے کہ رسول اللہ نے ان معاملوں میں کتنی احتیاط کی۔ کیوں کہا کہ پردہ پڑا رہنے دو۔ اس لئے کہ یہ چیزیں public immorality ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اور ہمارے پیارے نبی اس کو روکنا چاہتے تھے۔ وہ چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم نے اس کی گرفت کی ہے۔ اس لئے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی ایسا غیر اخلاقی تعلق جو ایک عورت اور مرد کا ہوگا اس کی قانون کے ذریعے گرفت ہے۔ مشکل ثبوت ہے۔ ہاں مشکل ہے کیونکہ ہم نے دانستہ مشکل کیا ہے۔ اور جو اصول اسلام کے ہیں، چار گواہوں کے ہیں ان کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔ یہ دانستہ کیا گیا ہے کہ جی دو گواہ ہوں، کیونکہ یہ ہم نہیں چاہتے کہ پولیس لوگوں کے گھروں میں پھرتی رہے کہ جی اس کے خلاف مقدمہ درج کرو، اس کے خلاف مقدمہ درج کرو۔ ایک لڑکا اور لڑکی چلے گئے ہیں، ان کے خلاف حدود کا مقدمہ درج کرو۔ یہ دانستہ کیا گیا ہے، مرد کو اور عورت کو تحفظ دینے کے لئے کیا گیا ہے لیکن اگر وہ ثابت ہوتا ہے قانون کے مطابق تو 496(b) کے تحت پانچ سال کی سزا دی گئی ہے۔ وہ قانون بھی موجود ہے۔ میں اب وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی ایسا غیر اخلاقی فعل ہو، اس کی قانون میں گرفت موجود ہے، ثبوت اور بات ہے۔ ہماری جو اقدار ہیں، مذہبی اقدار، اخلاقی اقدار اس کی عکاسی ہمارے قانون میں موجود ہے۔ ثبوت ہم نے دانستہ طور پر مشکل رکھا ہے۔ اس کی وجوہات ہیں۔ ہم لوگوں کی عزتیں بچانا چاہتے ہیں۔ ہم لوگوں کو خوامخواہ ایسا معاشرہ نہیں دینا چاہتے جہاں پر snooping ہو، کسی کے خلاف ایسے ہی بات کر دی جائے۔ اگر کوئی غلط بات کرے گا تو اس کے لئے اسلام میں بھی پکڑ ہے۔ اگر کسی کے خلاف غلط الزام لگایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا قانون، قذف کا قانون ہے۔ جناب والا! اسی سے ہم روشنی لیتے ہیں۔ انہی اصولوں سے ہم روشنی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ قوانین کی حدود دی ہیں لیکن روشنی سارے عالم کے لئے ہے۔ اس روشنی سے ہم نے یہ بھی قانون بنایا ہے کہ وہی حدود، وہی مشکل، ثبوت کے لئے

جو مشکلات ہیں وہ رکھی جائیں تاکہ کوئی کسی پر غلط الزام نہ لگائے۔ غلط الزام لگانا ایک منٹ کی بات ہوتی ہے۔ کسی پر دشمنی کی بنا پر بھی الزام لگایا جا سکتا ہے۔ محترمہ صدیقی صاحبہ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ الزام لگانا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہمارے معاشرے میں الزام تو لگ جاتے ہیں لیکن اگر کوئی غلط الزام لگائے گا تو اس کی پکڑ ہوگی۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کی پکڑ کرنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی عزتوں پر ہم حملہ آور نہیں ہونا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کی عزتیں اور خصوصاً ہماری خواتین کی عزتیں محفوظ رہیں۔ ہماری خواتین' ہماری بہنیں' ہماری مائیں' ہماری بیٹیاں' ان کی عزتوں کا تحفظ کرنا یہ بھی اسلام کا اصول ہے۔ اس قانون کے ذریعے ہم نے کوشش کی ہے کہ ان ساری چیزوں کا احاطہ کیا جائے اور ایک ایسا قانون بنایا جائے جس سے بہتری ہو۔

اب یہ بھی وضاحت کرنی چاہیئے کہ یہ صحیح بات کہہ رہے ہیں کہ اس سے عورت کی مشکلات ختم نہیں ہوگئیں۔ نہ صرف عورت کی مشکلات' ہمارے معاشرے کی مشکلات ختم نہیں ہوئیں۔ اس کے لئے یہ پہلی کڑی ہے' پہلا قدم ہے۔ اس قانون کی اہمیت یہ ہے کہ سوچ ایک صحیح سمت جا رہی ہے۔ ہمارا مقصد کیا ہے۔ ہمارے علماء حضرات کا اپنا نکتہ نظر ہے' ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن جمہوریت میں اکثریت کا جو فیصلہ ہوگا وہ انہیں قبول کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ اگر آپ نے ہمارے خلاف فیصلہ کیا تو ہم استعفیٰ دے دیں گے۔ یہ ایک غیر جمہوری سوچ ہوگی لیکن اگر اکثریت جس میں ہمارے بھائی ہیں میں ان کا شکرگزار ہوں' پیپلز پارٹی ہے' دوسرے لوگ ہیں' یہ بھی سیاسی لوگ ہیں' لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کیا ہم یہ کہیں کہ یہ غیر اسلامی بات کر رہے ہیں۔جناب والا! کوئی غیر اسلامی بات نہیں کر رہے۔ ہم جو بات کر رہے ہیں وہ اسلام کی اعلیٰ و ارفع روایت کے مطابق بات ہے۔ لوگوں کو تحفظ دو' لوگوں کی عزتوں کو بحال کرو۔ لوگوں کی عزت کی حفاظت کرو۔ کسی پر زیادتی نہ ہونے دو۔ یہ social justice ہے اور اس کے بعد قانون آ رہے ہیں۔ انہوں نے صحیح کہا کہ وراثت کے قانون میں عورت کو مشکلات پیش آتی ہیں' اس کا بالکل تدارک ہونا چاہیے۔ یہ جو قرآن سے شادی ہے اس کا بالکل تدارک ہونا چاہیئے۔ کریں گے' ہم کریں گے؛ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم کریں گے۔ جلد کریں گے' کوئی اس میں تاخیر نہیں ہوگی۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کا ہمیں بہت پہلے احساس ہونا

چاہیے تھا۔ ان مسائل کو حل کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس پارلیمنٹ کا فرض ہے۔ یہ ہم ضرور کریں گے۔ خواتین کی اور بھی مشکلات ہیں، یہ ختم نہیں ہوئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب عورت کو وہ حقوق ملیں گے جو اسلام نے ایک عورت کو دیئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو بہت بڑا رتبہ دیا ہے۔ ہم نے اس کو گرایا ہوا ہے۔ آج ہمارا فرض بھی بنتا ہے، ہمارا moto بھی یہی ہے کہ عورت کو ہم وہ حقوق دیں گے، وہ جگہ دیں گے جو اسلام نے دی ہے اور جو ان کا حق بنتا ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین، اعوان صاحب نہیں ہیں۔ ساجد میر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : کیا ایک سوال کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، کس سلسلے میں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میرے بھائی وسیم سجاد صاحب نے بہت اچھے انداز میں بات کی ہے میں اس کی داد دیتا ہوں لیکن وہ یہ بھول گئے کہ ہمارا اعتراض آرڈیننس کی دفعہ ۵ پر نہیں تھا، دفعہ ۶ پر تھا۔ دفعہ ۶ کو آپ نے delete کیا ہے۔ اس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے۔ دفعہ 6' زنا بالجبر is liable to Hudd if it is committed in the circumstances specified in sub section (1). یہ آپ نے re-make کر دیا ہے۔ ہمارا اعتراض یہی ہے۔ دفعہ پانچ میں حد نہیں، دفعہ 6 میں جو حد ہے اسے آپ نے تعزیر بنا دیا ہے۔ حد کو بدل دیا ہے۔ یہ آپ نہیں کر سکتے۔

سینیٹر وسیم سجاد : مولانا سمیع الحق صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ مولانا صاحب میں نے ایک حدیث پڑھی ہے اس کا ترجمہ ذرا کر دیں کیونکہ آپ صحیح ترجمہ کر دیں گے۔ اس کا ترجمہ کر دیں، صحیح ترجمہ آجانا چاہیئے۔ کیونکہ میں پڑھا ہوا نہیں کہیں غلط نہ ہو جائے۔ (عربی) میرا ذہن ذرا کلیئر نہیں ہوا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق : اس کا مقصد یہ ہے کہ حد کے قیام میں انتہائی احتیاط برتی جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حد کو منسوخ کر دیا جائے۔

سینیٹر وسیم سجاد : نہیں، میں نے یہ نہیں کہا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، حد کے لاگو ہونے میں انتہائی احتیاط برتنی چاہیے۔

سینیٹر وسیم سجاد ، دو حدیثیں میں نے بیان کی ہیں کہ انسانوں کے جرائم پر پردہ پڑا رہنے دو۔ دوسری یہ کہ انتہائی احتیاط کی جائے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، کل ہمیں ذرا تفصیل سے بحث کرنے کا موقع دیں۔ انشاء اللہ آپ نے وعدہ تو کیا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ ایک حد قائم کرنا چالیس دن مسلسل زمین پر بارش ہونے سے زیادہ برکات پیدا کرتی ہے۔

جناب چیئرمین، پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر ، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! تحفظ خواتین بل جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اس پر گفتگو سے پہلے یہ جاننا اور طے کرنا ضروری ہے کہ حدود آرڈیننس 1979 جس میں یہ Bill تبدیلی کا خواہاں ہے' اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ مجموعہ تعزیرات ہند جس کو بعد میں پاکستان نے اپنایا' انگریزوں کے دور میں بنا۔ اس مجموعہ تعزیرات ہند میں انہوں نے اپنے سماجی اور اخلاقی تصورات کے مطابق قانون سازی کی جس میں جنسی جرائم کو ذرا light انداز میں لیا گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ مرضی کی بدکاری adultry with consent سرے سے کوئی جرم نہیں تھا۔ جبری بدکاری کے لئے شرعی سزا موجود نہیں تھی کیونکہ ہندوستان ایک ملا جلا معاشرہ تھا جس میں مسلمان بھی تھے اور دوسرے بھی تھے۔

(اس مرحلے پر ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

سینیٹر ساجد میر ، 1979 کا حدود آرڈیننس ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے بنایا گیا اور اب اس ordinance کی مفروضہ خرابیوں کا پروپیگنڈہ کر کے اس میں تبدیلی کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس سلسلے میں ایک بنیادی سوچ یہ ہے کہ چونکہ دعویٰ کرنے والوں کے دعوے کی روشنی میں اس قانون کا بعض صورتوں میں غلط اطلاق ہوا' غلط application ہوئی اس لیے اس قانون کو ختم کرنا چاہیے۔ پولیس نے خاص طور پر غلط استعمال کیا' اس لیے اس کو ختم کرنا چاہیے۔

جناب والا! اس منطق کے تحت تو وہ تمام قوانین جن کا تعلق خواہ قتل سے ہو' ڈاکے

سے ہو، چوری سے ہو، ہیروئن فروشی سے ہو، اگر پولیس ان کا غلط استعمال کرتی ہے، بے گناہوں کو پھنساتی ہے گناہ گاروں کو چھوڑتی ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ ان قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ پولیس کے نظام کی آپ اصلاح کریں، قانونی نظام کی آپ اصلاح کریں۔ یہ کوئی حل نہیں کہ چونکہ بعض صورتوں میں آپ کے کہنے کے مطابق اس کا اطلاق اور application غلط ہوا اس لیے سرے سے اس قانون کو ختم کیا جائے اور جہاں تک غلط application کی بات ہے، اعداد و شمار پیش نہیں کیے گئے۔ اس کے برعکس اعداد و شمار جن کا پروفیسر خورشید صاحب نے بھی ذکر کیا وہ موجود ہیں کہ بہت کم cases میں اور وہ بھی پولیس نے اس کا غلط استعمال کیا۔ اگر اس پولیس گردی کی اصلاح کی جاتی اور اس کے غلط استعمال کی اصلاح کی جاتی تو آج ایسی ترامیم کی ضرورت ہم بالکل محسوس نہ کرتے۔

کہا یہ جا رہا ہے ہے اور بڑے اونچے level سے جنرل صاحب نے بھی کہا کہ جناب! عورت اگر شکایت کرتی ہے جبری زیادتی کی اور گواہ نہیں لا سکتی تو الٹا اس کو سزا ملتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں دعوے سے کہتا ہوں حدود آرڈیننس 79ء میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے۔ اگر کسی کیس میں پولیس نے جبری زیادتی کی، مستغیثہ اور شکایت کنندہ کو گرفتار کیا ہے، ہراساں کیا ہے، عدالت کے کٹھرے میں لانے کی کوشش کی ہے تو پولیس کا کمال ہے۔ اور ایک بھی کیس ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا ہے کہ عدالت کی طرف سے ایسے کسی کیس میں مستغیثہ کو سزا ہوئی ہو کہ اس کے ساتھ جبری زیادتی ہوئی ہے اور اس بنا پر اس نے گناہ کا اعتراف تو کیا ہے خواہ جبری ہی سہی، اس لیے اس کو پکڑ لو اور اس کو سزا دو۔ ایسا کوئی کیس موجود نہیں ہے اور جہاں تک قرآن و حدیث کا تعلق ہے وہ اس بات پر واضح ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود، بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ترمذی حدیث کی کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے حوالے سے یہ چیز موجود ہے کہ جبری زیادتی ہوئی، آدمی کو سزا ملی ثابت ہونے کے بعد، عورت کو کوئی سزا نہیں ملی۔ اسلامی تعزیرات میں بھی یہ نہیں ہے حدود آرڈیننس 79ء میں بھی یہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے یہ پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس آرڈیننس کی وجہ سے مظلوم عورتیں جو خود جبری زیادتی کا شکار ہوئی ہیں الٹا انھی کو گرفتار کیا جاتا ہے، الٹا انھی پر کیس بنایا جاتا ہے۔

جناب والا! بل کے بارے میں اصل جو بنیادی بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ بل اسلامی ہے یا غیر اسلامی۔ بل کے حامی ہمارے دوست اسے عین اسلامی قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی اسلام کا ٹھیکیدار نہیں ہے۔ ہر ایک کو تعبیر اور تشریح کا اختیار ہے۔ جناب! اگر مولوی، ملاّ ٹھیکیدار نہیں ہے اسلام کا تو یہ بھی ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ یہ کیسے بن گئے ٹھیکیدار؟ بات ٹھیکیداری کی نہیں بات specialization کی ہے، تخصص کی ہے۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب ڈاکٹری کے بارے میں جو جانتے ہیں میں نہیں جانتا۔ ایک انجینئر اپنے فن کے بارے میں جو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ ایک عالم دین جس نے سالہا سال تک محنت کی ہے دینی علوم پر اس کی رائے جب دلائل کے ساتھ ہو، کتاب و سنت کے حوالے کے ساتھ ہو تو اس کا احترام ہونا چاہیے۔ اس کو یہ کہہ کر مسترد کرنا کہ کوئی ٹھیکیدار نہیں یہ غلط رویہ ہے۔ اصل میں بعض لوگ ہمارے ملک میں اسلام کو، کتاب و سنت کو براہ راست نشانہ بنانے کی جراءت نہیں رکھتے اس لیے وہ مولوی کو نشانہ بناتے ہیں اسلام کی بجائے۔ بہرحال کیونکہ ہم سب مسلمان ہیں اس لیے یہ بات بڑی اہم ہے، یہ بحث بڑی اہم ہے، ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ یہ بل اور اس میں شامل بعض چیزیں غیر اسلامی تو نہیں۔

محترم قائد ایوان نے بڑے اچھے انداز میں گفتگو کی اور فرمایا کہ کوئی شخص حدود میں تبدیلی کے بارے میں ، کتاب و سنت میں تبدیلی کے بارے میں ، اسلام کے اندر تبدیلی کے بارے میں نہیں سوچ سکتا، ہم سب مسلمان ہیں، بڑی اچھی بات ہے لیکن جناب! قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ کہنے کے مطابق کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ میں challenge کرتا ہوں ایک چیز سب سے پہلے ڈاکٹر شیر افگن صاحب اور دوسرے حضرات بیٹھے ہیں، شاید وسیم سجاد صاحب بھی سن رہے ہوں گے۔ موجودہ Bill میں زنا بالجبر کی شرعی سزا مجھے دکھائیں کہ کیا ہے؟ سورہ نور کی ابتدائی آیات کو ایک طرف رکھیں جن میں ہر قسم کے زنا کی سزا بتائی گئی ہے۔ سو کوڑے! اور جس گرامی قدر شخصیت پر جس عظیم الشان شخصیت پر قرآن پاک اترا انہوں نے اپنے قول و فعل سے ، اپنی حدیث اپنی سنت سے اس میں مزید تشریح کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر شادی شدہ ہو بدکار تو اس کو رجم یعنی سنگسار کیا جائے اور اگر کنوارہ ہو تو اس کو سو کوڑے مارے جائیں۔ قرآن آ گیا، حدیث آ گئی۔ اب آپ نے کیا کیا ہے؟ زنا بالجبر کی سزا کیا مقرر کی

گئی ہے ؟ حدود آرڈیننس کی دفعہ چھ اور سات کو ختم کرکے اور نئی دفعہ تعزیرات پاکستان میں ۳۷۶ کا اضافہ کرکے یہ کیا ہے کہ اس کی سزا موت یا ، جناب چیئرمین ! نوٹ فرمائیں "یا" کے لفظ کو موت یا دس سے بیس سال قید ہے ۔ زنا بالجبر کی سزا کوڑے نہیں ، رجم نہیں موت کی سزا یا ، یہ "یا" کا لفظ کہاں سے آیا ؟ جب اسلام نے موت کی سزا دی ہے اور ایک مخصوص طریقے سے دی ہے یا فرق کیا ہے شادی شدہ اور غیرشادی شدہ میں ؟ مجھے بتائیں زنابالجبر کے حوالے سے جو دفعات آپ لا رہے ہیں ، تبدیل کر رہے ہیں ان میں یہ فرق کہاں ہے ، جو فرق نبی اکرم صلی اللہ و علیہ وسلم نے کیا ہے شادی شدہ اور غیرشادی شدہ کا وہ آپ نے زنا بالرضا میں باقی رکھا ۔ اس لئے کہ اس کے پروسیجر کو بہت مشکل بنادیا ہے وہ بعد میں بات ہوگی ۔ لیکن زنابالجبر میں اس کو ختم کردیا اس فرق کو جو قرآن اور حدیث میں ہے ، حدیث کے اندر موجود ہے شادی شدہ اور غیرشادی شدہ کا اس کو ختم کیا۔ اور سزا جو بالکل واضح تھی "رجم" یا غیرشادی شدہ ہونے کی صورت میں سو کوڑے ، ان دونوں کو ختم کیا ۔ پھر آپ کہتے ہیں یہ عین اسلامی ہے ۔ عجیب بات ہے کہ

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

جناب! جنرل صاحب سے خوش قسمتی یا اچانک ایک ملاقات میں ، میں نے کہا تھا کہ یہ شعر پرانا ہوگیا ہے ۔ میں آپ کو نیا شعر سناتا ہوں ۔ آپ الفاظ کے مفہوم بدل رہے ہیں۔ نیا شعر سنیں میں نے کہا ۔ وہ متوجہ ہوئے ۔ میں نے کہا وہ کسی نے کہا ہے کہ

یہ حکم ہے کہ اندھیرے کو روشنی سمجھو ملے نہ شہر تو کوہ و دمن کی بات کرو

میں نے کہا جناب! آلڈس ہکسلے انگلش رائیٹر نے کہا ہے اور بڑے دلائل اور خوبصورت انداز میں کہا ہے کہ "words are sacred." ۔ الفاظ کا ایک تقدس ہوتا ہے ۔ آپ الفاظ کا تقدس ختم کریں گے ۔ سمجھنے والوں کے سمجھنے کے لیے کچھ نہیں بچے گا جناب! آپ آج سے رات کو دن کہنا شروع کردیں ۔ اور کہیں اس کا نام ہی دن ہے ۔ دن کو رات کہیں کہ اس کا نام ہی رات ہے ۔ تو کل سمجھنے والوں کے لیے کیا بچے گا؟ پریشان ہوں گے ، confuse ہوں گے ۔ یہی بات آپ کر رہے ہیں ۔ عین غیر اسلامی کو عین اسلامی کہہ رہے ہیں ۔ خدا کے لئے اگر آپ کسی سے مرعوب ہوکر یا کسی مصلحت کے تحت ، نیت تو اللہ جانتا ہے یا آپ جانتے ہیں ۔ کسی

بھی وجہ سے یہ ترامیم لا رہے ہیں تو یہ دعویٰ نہ کریں کہ یہ اسلامی ہے - یہ دعویٰ تو کم از کم نہ کریں - یہ double جرم نہ کریں - ایک چیز غیر اسلامی ہو اور آپ اس پر فتویٰ لگائیں کہ یہ اسلامی ہے - ایک بات ابھی میں نے عرض کی ہے - میں پھر دہراتا ہوں - زنا بالجبر کی سزا جو آپ لا رہے ہیں - قرآن سے ' حدیث سے ' اسلامی دلائل اور تعلیمات سے ثابت کریں کہ زنابالجبر کے لئے اسلام نے یہ سزا دی ہے -------------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی point of order پر ہیں -

(مداخلت)

سینیٹر ساجد میر، یہ اپنی باری پر بات کریں - disturb نہ کریں - یہ طریقہ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب -

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ڈاکٹر نیازی صاحب -

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں reiterate نہیں کرنا چاہتا I may tell him کہ جہانتک وہ یہ فرما رہے ہیں زنا بالجبر کو بالکل ہی خارج کردیا ہے صرف تعزیر میں ڈال دیا ہے - زنا قرآن کریم میں لفظ صرف زنا کا ہے - نہ زنا بالرضا ہے نہ بالجبر ہے - اگر زنا پایا جائے - تزکیۃ الشہود کے چار گواہ اس کے ساتھ ہوں - زنا بالجبر ہو ' وہ حد میں جائے گا - یہ تو known بات ہے -

(interruption)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اور یہ بات کہنا - زنا بالجبر ہو تو وہ حد بن جائے گا اور یہ تو known بات ہے ' it is just obliged Infact. یہ بات کہنا کہ یہ بنیادی عنصر ہے ہی نہیں اس لئے قانونی ہے اور زنا بالجبر حد میں ہو گا - جب تزکیہ الشہود کے چار گواہ موجود ہوں تو وہی procedure استعمال ہو گا، بصورت دیگر چار تزکیہ الشہود اشخاص ایک ظلم دیکھتے ہوئے کھڑے نہیں ہو سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر شیر افگن صاحب شکریہ- آج speakers بہت ہیں-

Ten minutes time limit. ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میری اسی لئے آپ سے گزارش ہے کہ speakers کو uninterrupted بولنے دیں اور جب Minister صاحب کا wind up کرنے کا وقت آئے گا تو تمام اعتراضات اس وقت دے دیں' اس طرح cross talk ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، fine ہاں اس طرح بہت وقت لگ جائے گا۔ جی ساجد میر صاحب آپ کا تسلسل ضرور ٹوٹا لیکن ابھی آپ last two minutes میں ہیں' تسلسل ٹوٹنے پر ایک منٹ extra

سینیٹر ساجد میر، دو منٹ extra ۔ جناب چیئرمین! اگرچہ یہ interruption تھی لیکن میں ڈاکٹر صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ہماری دلیل پیش کی ہے کہ قرآن نے زنا کی سزا کا ذکر کیا ہے' زنا بالجبر اور زنا بالرضا میں فرق نہیں کیا۔ زنا ہو گا' شرائط کے ساتھ ثابت ہو گا کہ اس کی یہ سزا ہے۔ میں پوچھتا ہوں شرائط کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے کہاں زنا بالجبر کی سزا لکھی ہے' آپ اپنی تقریر میں مجھے اس کا جواب دیں۔ اس کو بالکل الگ کر دیا ہے۔ یہ سزا اب صرف اور صرف زنا بالرضا کی ہی ہے۔ تھوڑی سی انگریزی تھوڑی سی اردو میں نے بھی پڑھی ہے' میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جو قانون دان ہیں' آئین دان ہیں اور پتا نہیں کیا کیا دان ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کو بالکل الگ کر دیا ہے' زنا بالجبر کی شرعی سزا موجود نہیں ہے' سزا ہے لیکن شرعی سزا نہیں ہے۔

دوسری بات جہاں تک جناب مرضی کی بدکاری کا تعلق ہے تو اسے اس حد تک مشکل بنا دیا' جیسا کہ دوستوں نے کہا۔ ایک تو وہ cognizable نہیں ہے' ناقابل دست اندازی پولیس ہے۔ پھر شکایت کرنے کے لئے' مقدمہ ثابت کرنے کے لئے نہیں' چار گواہ لے کر آئیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنی باری پر اس کا بھی جواب دیں ماشاء اللہ ان کو بڑے جواب آتے ہیں۔ یہ بھی غیر اسلامی ہے کہ شکایت پر' وہ قرآن و حدیث سے مجھے ثبوت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زنا کے' بدکاری کے اور دوسرے cases آئے' case چلا' اس میں گواہ طلب کئے گئے لیکن آپ نے یہ نہیں کہا کہ پہلے گواہ لے کر آؤ اور پھر مجھ سے شکایت کرو' پہلے دو یا

چار گواہ لے کر آؤ تو پھر میں تمہاری بات سنوں گا ورنہ یہ case چلے گا ہی نہیں۔ case چلا پوری طرح چلا اور ابتداء میں کوئی گواہ پیش نہیں کئے گئے، بعد میں گواہ ہوئے یا اعتراض ہوا یا جس بھی طریقے سے ثابت ہوا، اس کے مطابق سزا ملی۔ پیشگی گواہی کا طریقہ غیر اسلامی ہے، اس کا کوئی ثبوت اسلامی تاریخ میں نہیں، اس کا کوئی ثبوت قرآن و سنت میں نہیں۔ یہ بھی آپ کے ذمہ ہے، آپ برائے کرم الٹا سیدھا، چھوٹا موٹا، آگے پیچھے کر کے اس کا مجھے جواب دیں۔ اگر پولیس کی دست بُرد سے بچانا چاہتے ہو، غلط شکایات کو روکنا چاہتے ہو تو اس کا ایک طریقہ موجود تھا۔ پولیس گردی تو پتا نہیں کب ختم ہو گی، پولیس کی تو پتا نہیں کب اصلاح ہو گی۔ کئی commission بنے لیکن اس کی اصلاح نہیں ہوئی۔ آپ اتنا تو کم از کم کر سکتے ہیں کہ ایسا کوئی case کہ SP سے کم رتبے کا پولیس آفیسر اس کی تفتیش نہ کرے اور تفتیش مکمل ہونے تک عورت ہے جو کہ اس میں involve کی جا رہی ہے، اس کو آپ قانونی طور پر گرفتاری سے محفوظ کرا دیں۔ اس کو تحفظ دیں، وہ اس کو اس وقت تک گرفتار نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کا فیصلہ نہیں ہوتا اور اس کی تفتیش SP سے کم درجے کا آدمی نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ نے تو اس کو ناممکن بنا دیا کہ پہلے ہی گواہ لے کر آؤ۔ جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ دور دراز علاقے میں کہیں یہ ہوتا ہے، عورت شکایت کرنا چاہتی ہے، وہ کہاں سفر کرے گی، وہ کیسے گواہ لے کر آئے گی، وہ کیسے session judge کے سامنے پیش ہو گی۔ آپ یہ protection of women کر رہے ہیں یا ان کو مزید ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں؟ ان کے ساتھ مزید زیادتی کرنے جا رہے ہیں۔ برائے کرم اندھا دھند قانون سازی نہ کریں، سوچ سمجھ کر کریں، اس سے protection نہیں ہوتی، اس سے مزید خرابیاں پیدا ہوں گی۔

جہاں تک یہ ایک لفظ fornication لایا گیا ہے۔ فحاشی، اس سے پہلے lewdness، یہ ایک تجویز تھی۔ جیسے میں نے کہا کہ اس کا طریقہ کار بھی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے اس میں اب عدالت پر منحصر ہے کہ طبی معائنہ chemical examination, circusmstantial evidence اس پر depend کرتی ہے یا نہیں کرتی، لیکن آپ نے کوشش یہ کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سہولتیں جرم کرنے والے پر یا جس پر الزام ہے اس کو پیشگی سہولتیں دے دیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ذاتی مچلکہ دے دے، اسے کسی اور ضمانت کی ضرورت نہیں ہے

ناروا رعایتیں ہیں۔ ان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد صرف یہ ہے کہ یہ ایک--- جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک over all strategy کا حصہ ہے' یہ bill ایسے خلاء سے اچانک ٹپکا نہیں ہے' ہمارے دوستوں کو اچانک الہام نہیں ہوا کہ عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے' ہمیں روکنا چاہیے۔ یہ ایک over all strategy کا حصہ ہے' وہی strategy جس کے تحت گوادر کے ساحل پر' کراچی کے ساحل multi national کمپنیوں کو دے کر' عشرت کدے تعمیر کئے جارہے ہیں' تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ پورے پاکستان میں فحاشی کو عروج دیا جا رہا ہے' اسی strategy کے تحت اب اپنے غیر ملکی دوستوں کو اور ملکی ساتھیوں کو خوش کرنے کے لئے ایک طریقہ ہے کہ آپ جو مرضی کریں' آپ کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آپ کے لئے free licence ہے' ہم نے اتنا مشکل procedure بنا دیا ہے' police گھروں میں نہیں آئے گی' چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے نام پر دخل نہیں دے گی' police ایسا case درج نہیں کرے گی' عدالت اس کو پہلی پیشی میں ختم کر دے گی کہ یہ case قابل پیش رفت ہی نہیں ہے۔ ساری آسانیاں اس مقصد کے تحت کی جارہی ہیں اور اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر صاحب! MMA کے ساتھیوں کی بہت لمبی فہرست ہے تو please خیال کریں۔

سینیٹر ساجد میر: جی۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے' میں ایک بات آخری کرنا چاہتا ہوں' ایک مثال سے میں یہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ جو آپ نے Bill کی دفعہ (a) 12 میں' میں ایک نئی بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ آخری بات ہے' (a) 12 سے کیا ہوا ہے کہ اگر کسی پر جبری بدکاری کاالزام ہے اور دوران مقدمہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبری نہیں' یا فحاشی ہوئی ہے۔ بقول آپ کے fornication تو ہوئی ہے لیکن اصل جرم پوری شرائط سے ثابت نہیں ہوا تو اب اس (a) 12 کے تحت اور اسی طرح مجموعہ تعزیرات میں (c) 203 کے اضافہ کے ساتھ' اب یہ ہو گا کہ اگر ملزم زنا موجب حد کے الزام سے بری ہوتا ہے' اس کے خلاف فحاشی کا case نہیں کیا جا سکے گا۔ اس کا عملی نتیجہ کیا ہو گا؟ پہلے یہ ہوتا تھا کہ جبری زنا کا ملزم اپنے دفاع میں یہ کہتا تھا' اس پر جبری زنا کا الزام لگا اور اس نے کیا بھی' وہ کہتا تھا کہ اس میں عورت کی مرضی بھی شامل

ہے، 79 سے پہلے کی بات کر رہا ہوں، عورت کی مرضی شامل ہے۔ اس کے لئے کوئی شک و شائبہ پیدا کر دیا کہ واقعی عورت کی مرضی شامل تھی، وہ بری ہو گیا، بات ختم ہو گئی۔ 79 کے بعد یہ نہیں ہو سکا، اب پھر یہ ہو گا کہ وہ جبری کرنے والا عورت کی مرضی کا الزام لگائے گا اور عورت کی مرضی کا شبہ پیدا کر کے بری ہو جائے گا۔ اب جبری کی شکایت، فحاشی کی شکایت میں تبدیل نہیں ہو سکتی، اس لئے اس کو کوئی بھی سزا نہیں دی جا سکتی تو آپ اچھی protection کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ protection تو نہیں ہے، یہ تو عورتوں اور مردوں دونوں پر مزید ظلم ڈھانے کا راستہ آپ کھول رہے ہیں، دروازہ آپ کھول رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک قطعاً اور قطعی طور پر غیر اسلامی چیز کو اسلامی کر کے پیش کر کے، کیوں آپ؟ آخر ہم نے، آپ نے، سب نے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے (تلاوت) مومن کے لئے یہ بات روا نہیں ہے کہ اللہ اور رسول کا فیصلہ آنے کے بعد اپنی مرضی کرے، اپنی مرضی کا راستہ تلاش کرے، اپنی مرضی کی قانون سازی کرے۔

آخری بات قرآن ہی کے حوالے سے کسی مولوی کا فتویٰ نہیں ہے، آپ کوئی بھی ترجمہ اٹھا کر دیکھ لیں، سورۃ مائدہ میں تین فتوے مولوی نے نہیں، اللہ نے لگائے ہیں، اللہ نے کہا ہے (تلاوت) اللہ کی قانون سازی سے ہٹ کر، اس کے خلاف جو قانون سازی کرتا ہے، اللہ کا فتویٰ ہے، کفر کا، ظلم کا، فسق کا اس پر، فاسق ہونے کا اللہ کا فتویٰ ہے۔ ان فتووں سے ڈریں، آخرت کی جوابدہی سے ڈریں جنرل صاحب کام نہیں آئیں گے، Bush صاحب کام نہیں آئیں گے، Blair صاحب کام نہیں آئیں گے۔ قائد ایوان تو کہتے ہیں کہ ہم پر ان کا کوئی دباؤ نہیں ہے، کوئی بوجھ نہیں ہے، ماشاء اللہ! الحمد للہ! لیکن وہ اتنے ظالم ہیں، اتنے ظالم ہیں کہ اگلے روز کہہ دیتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ فلاں کام ہم اپنی مرضی سے کر رہے ہیں، اگلے ہی روز وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہی کہنے پر تو انہوں نے کیا ہے۔ اس کی کئی مثالیں ہیں، میں اب وقت نہیں لینا چاہتا، اس کی کئی مثالیں ہیں، اگلے روز کہتے ہیں کہ ہمارے کہنے پر کیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی وہ کہیں گے، انہوں نے اشارہ تو کر دیا ہے کہ ہم بڑے خوش ہیں، ایک دن اس کے بارے میں بھی کہیں گے کہ ہم نے کہا تھا تو انہوں نے کیا۔ جناب! اس لئے وقت سے ڈریں جو سب کے لئے آنے والا ہے، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ان فتووں کو جو اللہ کے فتوے ہیں، وہ سامنے رکھیں

اور آخری بات' میں قرآن کے حوالے سے بات کرتا ہوں (عربی) قرآن کا یہ فتویٰ سورۃ نور میں آتا ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے معاشرے میں فحاشی کو فروغ دینا چاہتے ہیں' انہیں ڈرنا چاہیے کہ اللہ کا عذاب آخرت میں تو آئے گا ہی لیکن ان کو دنیا میں بھی اپنی پکڑ میں لے گا اور لے سکتا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ساجد میر صاحب۔ نیازی صاحب روانی کو رہنے دیں' پھر آپ right of reply میں سب چیزوں کو سمیٹ لیجیے گا۔ پھر لمبا ہو جائے گا آدھی رات تک جا گیں گے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں نے صرف تین' چار منٹ لینے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بھنڈر صاحب بولیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں مجھے آپ مہربانی کریں' چار منٹ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ہاں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے لیے تو ہم نے اختتام رکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں' وہ میں نہیں کرونگا' وہ Law Minister یا یہ کریں گے' یہ سمجھدار ہیں۔ صرف ایک منٹ کا point ہے اور میر صاحب نے اٹھایا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I think, with your consent, honourable Minister.

کہہ رہے ہیں تو چلیں' پلیز

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب ڈپٹی چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ گواہ کا اندراج مقدمہ سے پہلے لانا' یہ ثابت شدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور ایک بندہ دوڑتا ہوا آیا کہ ایک دوسرا شخص میری بیوی سے زنا کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گواہ لاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ اس نے دوسری دفعہ کہا کہ

میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار گواہ لاؤ۔ پھر تیسری اور چوتھی دفعہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ جائیں کوئی مقدمہ نہیں، ایک بات۔ نمبر دو، مولانا صاحب! آپ خاموش رہیں، مجھے بات کرنے دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، یہ حدیث نہیں ہے جی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ بات کر لیں پھر مولانا سمیع الحق صاحب! آپ سے وضاحت لے لیں گے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، من گھڑت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی مولانا سمیع الحق سے پوچھتے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب! پھر آپ سے وضاحت لے لیں گے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، حدیث میں کوئی تحریف کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! نمبر دو پولیس کی بات، میرے ذاتی علم میں ہے کہ ایک بچی نے اپنی محبت سے، ایک لڑکے سے شادی کی۔

ایک معزز رکن، یہ کہاں سے ہے، حوالہ دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، حوالہ میرے پاس ہے۔ اس نے شادی کی اور اس کے والدین نے اس پر حد کا پرچہ کرا دیا۔ اب ہوا کیا کہ وہ لڑکی اس DSP کو پسند آ گئی اور اس نے کہا کہ میں اس کی investigation رات کو کرونگا۔ وہ DSP rank کا آفیسر ساری رات اس کے ساتھ زنا کرتا رہا۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ پولیس کو ہی رہنے دیا جاتا۔ تیسری بات، fornication یا lewdness یہ ان کے دیے ہوئے نو علماء کرام، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمان، مولانا حسن جان، مولانا زاہد الراشدی، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مولانا مفتی غلام الرحمن، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حافظ عمار یاسر یہ مولانا اخلاق احمد اور عمار یاسر جماعت اسلامی کے ہیں اور تین جمعیت العلمائے اسلام کے ہیں، مولانا حسن جان، مولانا زاہد الراشدی، ڈاکٹر محمد سرفراز یہ

مولانا قاری حنیف جالندھری اور صورتحال اس طرح سے ہیں کہ تین جمعیت العلمائے اسلام کے اور دو جماعت اسلامی کے اور چار neutral ہیں۔ یہ تجویز جو معائدہ ہوا تھا، جس پر کہتے ہیں کہ چوہدری شجاعت نے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ fornication, lewdness جو دی تھی اب میں ان ہی کی زبان میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ مولانا اکرام نے لکھ کر دیا ہے Man and a woman are said to commit lewdness or fornication کا لفظ لگایا گیا ہے، if they wilfully have sexual intercourse آپ اپنے bills میں دیکھ لیں یہی الفاظ ہیں، intercourse with one an other shall be punished with the imprisonment which may extend to 5 years and shall also be liable to fines. یہ ان علماء کرام نے لکھ کر دیا تھا fornication اس bill میں لگایا گیا ہے، اس پر جناب پروفیسر صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ یہ ان ہی نو علماء کرام کا لکھا ہوا ہے۔ اب آخری بات یہ ہے کہ بارہ (اے) اور پانچ (اے) کی وہ بات فرما رہے تھے۔ کیا دنیا میں کسی جگہ پر ایک مقدمہ دو قوانین کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے؟ ایک ہی مقدمہ ایک ہی جرم کے تحت، سزا ہو یا acquittal ہو، اب acquittal ہو جائے ایک مقدمے سے تو پھر دوسرے چارج میں لے جاؤ۔ کیا دنیا میں کسی law میں ہے؟ Even Islamic law میں نہیں ہے، دنیاداری law میں نہیں ہے، Greek law میں نہیں ہے، دنیا کا کوئی ایک ملک مجھے پروفیسر صاحب بتا دیں کہ ایک جرم میں دو دفعہ مقدمہ چلایا جائے، دو مختلف sections کے تحت، تو وہ سچے اور ہم جھوٹے۔ اس لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ نثار میمن صاحب please take the floor. بحث چلے گی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب ساجد میر صاحب۔ please دو منٹ میں cover up کریں۔ بہت سے ساتھی ایم ایم کے رہتے ہیں جنہوں نے تقریریں کرنی ہیں، اپنا نقطہ نظر دینا ہے۔ بسم اللہ۔

سینیٹر ساجد میر: گزارش یہ ہے کہ وہ کہ رہے ہیں کہ ایک ہی جرم کے دو مقدمے

نہیں ہوتے۔

(مداخلت)

سینیٹر ساجد میر: حدیث کو انہوں نے بالکل غلط quote کیا ہے ۔ اس میں نبی صلعم کا یہ فرمانا کہ جاؤ گواہ لے کر آؤ، یہی موجود نہیں ہے ۔ اب دوسری بات جو یہ کر رہے ہیں کہ ایک ہی جرم پر دو مقدمے نہیں ہوتے ۔ جناب ڈاکٹر صاحب دو تو ہو گئے جرم ۔ ایک کو آپ نے fornication کہہ دیا ' ایک کو آپ نے زنا بالجبر کہہ دیا ۔ اب یہ تو ہوتا ہے نہ کیس کے اندر کہ ایک جرم ثابت نہیں ہوتا، لیکن اس کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے یہ جرم نہیں، لیکن یہ کیا ہے ۔ اب آپ کہتے ہیں کہ دوسرے کی بھی سزا نہ دو ۔ میں اس کی بات کر رہا ہوں کہ یہ غیر اسلامی بھی ہے ، غیر اخلاقی بھی ہے، غیر قانونی بھی ۔ دوسری بات درمیان میں جو انہوں نے کی تھی کہ جی ۹ علماء نے، فلاں فلاں فلاں نے یہ کہا کہ lewdness چلاؤ۔ اس پر کب میں نے اعتراض کیا ہے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اس کا procedure آپ نے اتنا مشکل بنا دیا ہے، وہ مشکل procedure علماء نے تجویز نہیں کیا ۔ میں پھر challenge کرتا ہوں ۔ وہ procedure کہ جی پہلے گواہ لاؤ ، پہلے عدالت اس میں ہو ، اس کے بعد کیس چلے گا۔ وہ procedure اگر علماء کا تجویز کردہ ہے تو وہ بتائیں مجھے، میں مان لوں گا کہ آپ صحیح کہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بھنڈر صاحب اپنے closing remarks میں کر دیں ۔ وہ آپ کو پوری تفصیل دیں گے ۔ جتنے نکات ہیں نا بھنڈر صاحب پھر آپ اس میں وضاحت بھی کرتے جائیں ۔ تسلی وتشفی بھی ہو اور ہمارے جیسوں کے لیے بہت سبق آموز چیزیں سامنے آ رہی ہیں اور ایم ایم اے کے صاحبان کی field بھی ہے ، بہت کچھ ہم ان سے سیکھ رہے ہیں ۔ نثار میمن صاحب ۔

سینیٹر نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ آج پاکستان کے دفاع کا ایک اور دن ہے ۔ پاکستان کا دفاع، دفاعی پالیسی سے ہوتا ہے اور آج الحمد للہ پاکستان کا دفاع، سرحدوں کا دفاع موثر طریقے سے ہو رہا ہے ۔ پاکستان کا اقتصادی دفاع الحمد للہ سات سال سے 7.7 % GDP growth ' سے ہو رہا ہے ۔

پاکستان کا دفاع پاکستان کی خارجہ پالیسی سے ہو رہا ہے اور آج پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جو دہشت گردی ---

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی please میمن صاحب!

سینیٹر نثار اے میمن، پاکستان کی آج بین الاقوامی position خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہو رہی ہے ۔ آج الحمد للہ پاکستان ان ملکوں میں شامل ہے جو دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں ۔ آج وقت کی ضرورت یہ ہے کہ عوام کا دفاع کیا جائے اور عوام میں خاص طور پر، عوام کے اس کمزور طبقے کا دفاع کیا جائے جس میں عورت کا نام شامل ہوتا ہے ۔ یہ عورت نہیں ہے، یہ ماں ہے، یہ بہن ہے، یہ بیٹی ہے۔ آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت کا دفاع ہو رہا ہے ۔ پاکستان میں جمہوریت آ گئی ہے ۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ 1979 کا آرڈیننس برقرار رکھا جائے تو میں ان کو یاد دلاؤں کہ آج جو یہ ایوانوں میں بیٹھے ہیں، تو یہاں پر elected نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جمہوریت کا دفاع ایک مضبوط media سے ہوتا ہے اور آج الحمد للہ media کے کئی channels ہیں اور print اور electronic media کا دفاع ہو رہا ہے۔ آج ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جب دلاور خان وزیر اغوا ہو جاتا ہے تو چند دنوں کے اندر دفاع کیے ہوئے ہمارے media کے لوگوں نے یہاں پر، اس ایوان میں آواز اٹھائی اور اس کے بعد اس کے نتیجے میں دلاور خان وزیر واپس آ گئے ہیں۔ میڈیا کا دفاع یہ بھی ہے کہ پاکستان کے سارے چینلز جو آج کام کر رہے ہیں ان سب کو چاہے وہ سندھ T.V ہو، جیو ہو یا PTV ہو، سب کو اجازت دی جانی چاہیے اگر انہوں نے کوئی غلطی کی ہے یا کوئی بھی ایسی چیز ہے تو اس کی اجازت دی جائے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے دفاع کے لئے جمہوریت کے اداروں کا دفاع بہت ضروری ہے۔ آج جب ہم یہاں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں تو آئیے بات کریں کہ عوام کا دفاع جمہوری اداروں، میڈیا اور آئین سے ہوتا ہے۔ تو آئین کیا کہتا ہے؟ آئین کی شق ۳۷ میں یہ صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ سماجی انصاف ہوگا۔ تو آئیے ذرا سوچیں کہ آیا ان سالوں میں سماجی انصاف ہوا ہے یا نہیں؟ ہم جانتے ہیں چاہے کتنے بھی دفاع آپ دکھا دیں، محکمے دکھا دیں، میں

جانتا ہوں آج کے دن ہم کو محسوس ہوا ہے کہ آج فتووں کا بھی دن تھا۔ آج فتوے بھی دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ یہ کسی شخص کے لئے کہا جاتا ہے' لیڈروں کے لئے کہا جاتا ہے۔ دینی فتوے بھی دیئے جا رہے ہیں۔ تو یہ غیر مناسب بات ہے اگر پاکستان کا دفاع کرنا ہے تو ہمیں غریب اور مظلوم عورت کا دفاع کرنا پڑے گا۔ مگر یہاں کہا جا رہا ہے کہ جو آرڈیننس تھا وہ مظلوم تھا۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کون لوگ ہیں جو ایک غیر منتخب حکومت کے بنائے ہوئے آرڈیننس کی اتنی پشت پناہی کر رہے ہیں جبکہ خود ان ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے خود دیکھا کہ ۲ سال سے یہ بحث چل رہی ہے اور یہ بحث کیوں چل رہی ہے کیونکہ مشاورت کی بات کی جا رہی ہے۔ تو مشاورت اسی کو تو کہتے ہیں کہ اخباروں میں اور T.V پر بھی اسی پر بات ہو رہی ہے اور اس کے بعد اب یہاں ایوانوں میں بھی بحث ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عورت کے خلاف جو جو لوگ آج مظلومیت کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اور جن میں نہ صرف سرکاری ممبران ہیں بلکہ ہم جانتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں ہمارے ان دوستوں نے جو کہ عورت کے دفاع کے لئے ساتھ کھڑے ہیں انہوں نے بھی ووٹ اس کے خلاف نہیں دیا۔ تو میں ان لوگوں کو سلوٹ کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اصولی طور پر حکومت کے اس اقدام کو سراہا ہے اور اس کے ساتھ چل رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ عورت کے خلاف' میں آج چونکہ بہت زیادہ تر ایسے الفاظ کہے گئے ہیں جن سے جذبات کو ابھارا گیا ہے مگر میں آج کوشش کرتا ہوں کہ میں بھی کچھ جذبات کو ابھاروں اور چاہتا ہوں کہ اس کا جواب بھی آ جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ۱۹۷۹ء میں کچھ ایسی شقیں موجود تھیں۔ حد کی جہاں تک بات ہے حدود کی بات' ہم سب مسلمان ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی اور کو غیر مسلم کہے یا کم مسلم کہے۔ یہ وقت چلا گیا ہے کہ اب فتوے دیئے جائیں اب صرف فتووں کا وقت نہیں رہا ہے۔ اب ہوش کا وقت ہے۔ اب وقت یہ ہے کہ ہم صحیح قانون سازی کریں۔ قانون سازی کس کے لئے کر رہے ہیں؟ پاکستان کے عوام کے لئے کر رہے ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ مولانا صاحبان' جن لوگوں نے اس وقت کچھ ایسے فتوے بھی دیئے ہیں ان کو میں یہ کہوں گا کہ زبان خلق کو نقارا خدا سمجھے۔ اب خاموش رہیں۔ اب لوگوں کی اور عوام کی بات سنیں۔ اب عوام وہ نہیں ہیں کہ صرف جذبات پر اٹھیں گے۔ عوام چاہتے ہیں کہ وہ بات کریں اور وہ چاہتے ہیں کہ آپ نمائندوں کے طور پر ان کی باتوں کو آگے

لائیں۔ تو یہ آگے لایا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بل جو ۱۹۷۹ء کا ہے وہ عورت کے خلاف دہشت گردی کے برابر تھا۔ اس دہشت گردی کے خلاف ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کی وہ شقیں ہم نکال رہے ہیں۔جو حدود ہے ان کو تو تحفظ رہے گا کیونکہ حدود کے بارے میں ہمارے قائد ایوان نے بہت خوبصورت طریقے سے بات کر لی ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا مگر ہم دہشت گردی کے خلاف کھڑے ہیں۔ اگر آئین ۱۹۷۳ء میں بھی عورت کے خلاف کوئی ایسی دہشت گردی ہو تو ہم اس کے خلاف بات کریں گے۔ یہ کہنا کہ International pressure کے تحت ہو رہا ہے تو مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر pressure ہے تو ان لوگوں پر تھا اس وقت جنہوں نے اس وقت کے ایک آمر کے ساتھ بیٹھ کر حکومت کی ہے۔ اس وقت انہوں نے واہ واہ بھی کی تھی۔ آج جب جمہوری انداز سے بات ہو رہی ہے تو رخ موڑا جا رہا ہے۔

کیا یہ وہ شخص نہیں ہیں جنہوں نے پاکستان میں میڈیا کی آزادی کو یقینی بنایا کیونکہ وجہد چل رہی تھی، اس کو recognize کیا۔ کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جو پاکستان، کشمیر کے مسئلہ کو international level پر لے آیا۔ کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جو آج روزانہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں غیر ملکی ان کے dignitaries ہیں، leaders ہیں وہ آرہے ہیں۔ کوئی ایسا وقت تھا کہ یہاں کا رخ نہیں ہوتا تھا۔ کراچی جائیں جو لوگ کہتے تھے کہ کراچی جو ہے اب کوئی جا نہیں سکتا، ٹھیک ہے اسٹریٹ کرائم ضرور ہے وہاں۔ پاکستان میں پورے ملک میں بھی موجود ہے۔ مگر وہاں پر Expo 2006 ہو رہی ہے، تو یہ اتنے لوگ جو آرہے ہیں ملک میں تو کس لئے آرہے ہیں؟ یہ کونسی حکومت تھی؟ مشرف کی حکومت نے پچھلے سات سالوں میں انھیں یہ لائے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں اس کو اب یہ کہنا جو ہے یہ غلط ہو گا۔ میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بات ہو رہی ہے سیاست کی، تو آئیے استحکام کی بات کرتے ہیں، تو اس سے زیادہ کیا option دیا سکتا تھا جو چوہدری شجاعت صاحب نے دیا ہے۔ شجاعت حسین نے کہہ دیا ہے اور اپنی resignation بھی دے دی ہے کہ اگر اس Bill میں کوئی بھی غیر شرعی، غیر اسلامی بات ہے قرآن و سنت کے منافی تو یہ میرا استعفیٰ قبول کیجیئے۔اگر اسی طرح کے استعفیٰ آپ بھی دے دیں تو پھر بات ہم سمجھتے ہیں مگر میرے خیال میں اب استعفوں کا وقت نہیں ہے۔ بیٹھ کر اس ملک کو مستحکم کرنے کا ہے۔ کیونکہ ابھی پاکستان کے مسائل ختم نہیں ہوئے ہیں۔ دنیا کی جنگیں ختم ہو

گئیں' cold war ختم ہو گیا مگر بین الاقوامی صورت حال جو ہے ہمارے بارڈر پر ہم جو دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان کی کیا صورت حال ہے' دیکھ رہے ہیں عراق کی کیا صورت حال ہے ؟ الحمدللہ یہ جنرل مشرف تھے جنھوں نے پاکستان کو عراق ہونے سے بچایا ' افغانستان ہونے سے بچایا ۔ تو آئیے اگر آپ چاہتے ہیں تو ایک ایک شک کو تو میں جانے کے لئے تیار تھا ۔ مگر میں سمجھتا ہوں' میں صرف اتنا کہوں گا کہ اگر پاکستان میں ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی قوانین ہمارے پاکستان کے مسلمانوں اور یہاں کے غیرمسلموں کے مطابق ہوں تو اس کا پورا جواب اس پر موجود ہے۔ اگر جواب کی بات ہے تو اس میں آئیے اور یہ قانون جو ہے نہ مظلوم ہے اور جہاں سے بات کی جا رہی ہے' آج مجھے خیال آ رہا ہے کہ بڑے alliances کی بات کی ہے آج میں نے محسوس کیا کہ ایک نیا alliance جو ہے اس کو فروغ دیا جا رہا ہے اور اس کا نام ملا پولیس الائنس کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ پہلی دفعہ میں نے دیکھا کہ ججز کو چھوڑ کے پولیس کے اوپر اتنا اعتماد کیا جا رہا ہے مجھے لگتا ہے یہ کوئی سیاسی لائین کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ یہ ملا پولیس الائنس لگتا ہے۔ جو آنے والا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کی عوام کسی بھی غیر آئینی چیز کو آنے سے روکے گی اور پاکستان کی history گواہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر آئینی چیز ہوئی ہے تو پاکستان کی عوام واپس اسی سمت پر آئی جہاں پر پاکستان کو ہونا چاہیے آئیے سب مل پاکستان کو مضبوط کریں اور عورت کا صحیح معنوں میں دفاع کریں کیونکہ ان کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ نہ صرف ۱۹۷۹ سے ہوا ہے اس سے پیشتر بھی ہوا ہے۔ اس کو اگر بہتر کرنے کے لیے آپ کے پاس طریقہ ہے تو لائیے ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : Thank you میمن صاحب ' Thank you very mcuh ' کاکڑ صاحب! مولانا راحت حسین کی باری ہے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ (عربی)

جناب چیئر مین بصد احترام' اس side کے اور اس side کی جو ہماری بہنیں اور ہم سے عمر میں جو بڑے ہیں وہ ہمارے ماؤں کی طرح ہیں اور اس Bill پر سارے سال بحث کی جا رہی ہے۔ مختلف TV Channels پر مذاکرے ہو رہے ہیں اور پھر اسی لفظ پر میں دوبارہ اپنے

بھائیوں سے معذرت بھی کروں گا۔ کیونکہ یہ ارزانی ، زانی اور زنا کے الفاظ بار بار TV channel پر بھی ہیں اور زبان زد عام بن چکے ہیں ۔بہرحال اس بل کے حوالے سے کچھ بات کروں گا لیکن سب سے پہلے آئین پاکستان میں اور آئین کے مطابق اس میں صراحت کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قوانین نہیں بنائے جائیں گے۔ آئین کے آرٹیکل نمبر ۸ میں بھی یہی مضمون ہے ۔ لہذا اس معیار پر اگر اس بل کو رکھا جائے ، تو یہ صراحتاً قانونی، اسلامی اور اسلامی شعائر کی توہین اورکھلم کھل مذاق ہے۔جناب چیئرمین! توجہ چاہ رہا ہوں۔ پرانے زمانے میں اہل کتاب یہود کی یہ روش رہی کہ وہ اپنی طرف سےکچھ ترامیم لے کر اور پھر پیغمبر علیہ السلام کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ ھذا کتاب اللہ ، رب العالمین نے فرمایا۔(عربی)

اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو اللہ کے دین کے مقابلے میں اپنی ترامیم کو کتاب اللہ کا نام دیں اور اللہ رب العالمین نے یہاں تک فرمایا کہ (عربی) ان کے ہاتھ ہلاکت ہوجائیں۔جو اس طرح کی گھناؤنی حرکت کرتے ہیں اور اللہ رب العالمین نے فرمایاکہ یہود کی یہ روش ہے(عربی) کہ اللہ کی کتابوں میں معنوی اورلفظی تحریف کرتے ہیں اور جناب چیئرمین! پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں اہل کتاب میں کوئی بدکاری کا مرتکب ہوا اور جناب رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا۔ پیغمبر علیہ صلوۃ السلام نے سوال کیا۔ آپ کی کتاب سے ہم فیصلہ کرتے ہیں۔تو انہوں نے کہا کہ ہماری کتاب میں زانی کے جرم کی سزا یہ ہے کہ اس کو گدھے پر سوار کیا جائے ۔ پیغمبر علیہ صلوۃ السلام نے ان کو فرمایا کہ (عربی) آپ اپنی کتاب تورات کو لے آئیں۔جناب چیئرمین! میں ظفر صاحب اور شیر افگن صاحب کی توجہ چاہتا ہوں -----

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ، مولانا صاحب کی طرف توجہ دیں۔ request کر رہے ہیں۔

سینیٹرمولانا راحت حسین : شکریہ ، جناب چیئرمین! ذرا Press lobby میں جا کر discuss کرلیں تو بڑی مہربانی ہوگی کیونکہ آپ لوگوں نےتو ویسے ہی اس بل کو پاس کرنا ہے ۔ ہماری باتوں سے کیا ملے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں، نہیں، راحت صاحب ہم نے بالکل آپ کو سننا ہے۔ سنائیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، جی بالکل، مہربانی، شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی پلیز، آپ جاری رکھیں۔ آپ کیوں رک گئے ہیں؟

سینیٹر مولانا راحت حسین، جناب چیئرمین! پیغمبر علیہ السلام نے ان سے کہا کہ (عربی) آپ اپنی کتاب تورات کو لے کر آئیں۔جب تورات لائی گئی تو اس بندے نے آیات رجم پر ہاتھ رکھا۔ پیغمبر علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آپ ہاتھ اٹھائیں جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے آیت رجم لکھی ہوئی تھی تو حضور علیہ السلام نے تورات کے مطابق اس پر رجم کی سزا صادر فرمائی۔ اس روش کو نہیں اپنانا چاہیے کہ آپ حد کی بات پر، کلمات پر اور آیات پر ہاتھ رکھ کر قرآن کریم کی آیات کا غلط استدلال کریں۔

جناب چیئرمین! زنا ایک عام لفظ ہے جس طرح ہمارے ڈاکٹر صاحب جو ہمارے لئے قابل احترام ہیں انہوں نے کہا کہ زنا (عربی) اور یہاں وکلاء صاحبان، خالد رانجھا صاحب اور بڑے بڑے سکالر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔زنا کا لفظ یہ عام ہے مطلق ہے اور اصول فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے، مجھ جیسے علماء نے نہیں ہزار سال پہلے کے علماء کی بات کرتا ہوں کہ کبھی کبھی جب چیز مطلق کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی نسبت فرد کامل کی طرف ہوا کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! زنا کا لفظ یہ عام ہے یہ بالجبر کے لئے بھی شامل ہے اور بالرضا کے لئے بھی شامل ہے۔ پھر تقسیم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے بارے میں ہے۔ زنا کے بارے میں کوئی تقسیم نہیں ہے۔ زنا لفظ عام ہے بالجبر کے لئے بھی اور بالرضا کے لئے بھی اور یہ مطلق لفظ ہے اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ (عربی) نورالانوار، متول اور اس طرح کی اصول فقہ کی جتنی بھی کتابیں ہیں، ھدایہ آپ ساری دیکھیں تو اس میں کتاب اللہ کی جو اقسام ذکر ہیں اس میں ایک قسم مطلق کی ہے (عربی) مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔وہ اس کی تحقیق متواتر

احادیث سے ہوا کرتی ہے یا دوسری آیت سے کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ عام لفظ ہے اور پھر اس کے لئے سزا کا تعین یہ بھی اللہ رب العالمین نے بتایا ہے پھر کسی بندے کو یہ اختیار نہیں کہ اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی کرے۔ جناب چیئرمین! صورت نور کی آیت نمبر ۲، اٹھارواں پارہ ہے قرآن کریم میں ہے جس پر ہم سب کا ایمان ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کی کرسی کے اوپر مرحوم کی تصویر ہے اور اس سے اوپر اللہ رب العالمین کی کتاب جو اسم اعظم ہے ---

Mr. Muhammad Wasi Zafar: Point of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔

جناب محمد وصی ظفر، جناب چیئرمین! میں ان سے اپنی معلومات کے لئے یہ کوئی مذاق یا حجت نہیں یہ serious بات پوچھنا چاہتا ہوں اگر وہ اپنی تقریر میں بتا دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ زنا ایک ہی چیز ہے اور اس کی آگے قسمیں ہیں ۔ زنا مطلق، زنا بالجبر بھی زنا میں آتا ہے۔ تو یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ جب وہ بالجبر زنا میں آتا ہے۔ تو چار گواہ اگر ہیں تو اس پر حد کیوں نافذ نہیں ہوگی؟ ہم نے اس کو الگ کیا ہے اور تعزیر میں بھی رکھا ہے لیکن اس concept کے ساتھ کہ جس کے پاس چار گواہ ہیں بالجبر میں تو اس پر حد نافذ ہوگی۔اب وہ خود فرما رہے ہیں اور مولانا تقی صاحب کا بھی میں نے پڑھا انہوں نے بھی اس میں یہی فرمایا ہے کہ زنا کی اقسام ہیں اور زنا مطلق ہے اور اس کی اقسام ہیں اور زنا بالجبر بھی زنا کی قسم ہے۔ جب وہ خود قسم ہے تو چار گواہوں میں حد کیسے نافذ نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا راحت صاحب آپ کی تقریر میں یہ جو نکتہ اٹھا ہے اس کی وضاحت فرما دیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، میں بھی یہی بات کہہ رہا ہوں لیکن ----

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ڈاکٹر صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، مجھے بھی ذرا سی بات کرنے دیں۔ میں بڑے درد کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ اصل میں مسئلہ کوئی صرف بحث و مباحثے اور مناظرے کا

نہیں ہے یہ بڑا حساس معاملہ ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اگر routine سے ہٹ کر جو بندہ ادھر سے سوال اٹھاتا ہے، ادھر والے اگر اس کا ایک دلیل کے ساتھ، جو ان کی معلومات ہیں، جواب دیتے ہیں اور ہم کسی اچھے نتیجے پر پہنچتے ہیں تو میرا خیال ہے یہ اس وقت کی ضرورت ہے۔ جیسے وسیم سجاد صاحب نے بھی یہ سوال اٹھایا، پروفیسر خورشید احمد صاحب تفصیل سے اس کا جواب دیتے ہیں یا وہاں سے ڈاکٹر اسلم صاحب نے سوال اٹھایا یہاں سے پروفیسر ساجد میر صاحب جواب دیتے ہیں، میرا خیال ہے اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ کام ایک اچھے ماحول میں کیا جائے اور ایک دوسرے کی بات کو سمجھا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بالکل، مولانا راحت حسین صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، جناب چیئرمین ہم بھی یہ بات کہہ رہے ہیں کہ جب چار گواہ نہیں ہیں یا چار گواہ موجود ہیں تو چار گواہوں کی موجودگی کے بعد آپ لوگوں نے اس آرڈیننس میں کون سی سزا مقرر کی ہے۔ کیا وہ شرعی ہے؟

جناب چیئرمین! زنا بالجبر کے لیے، میں نے کہا کہ یہ عام لفظ ہے، مطلق ہے اور جو شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی بات ہے تو اللہ رب العالمین نے یہاں فرمایا۔۔(عربی)--- بدکار خاتون اور مرد ثبوت کے بعد اس پر جب یہ ثابت ہو جائے تو پھر ان کو کوڑوں کی سزا دی جائے، درے مار دیے جائیں جب وہ غیر شادی شدہ ہو اور جس پر جبر کیا گیا تو اللہ رب العالمین سورۃ نور کی دوسری آیت میں فرمایا----(عربی)----- جس پر جبر کیا گیا ہو، جو مجبور کیا گیا ہو، عورت پر اکراہ کی گئی ہو تو مکرہ جس پر جبر کیا گیا اس پر کوئی عذاب نہیں۔ اس کے لیے کوئی سزا نہیں لیکن جو جابر ہے وہ زانی ہے اس کے لیے وہی سزا ہونی چاہیے جو اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب میں مقرر کی ہے۔ غیر شادی شدہ کے کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لیے سنگسار ہے۔

جناب چیئرمین! بخاری شریف کی کتاب الحدود میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، بخاری شریف کے متعلق امت مسلمہ کے سارے علما کا یہ فتویٰ ہے کہ قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح کتاب، بخاری شریف ہے۔ اس میں سات ہزار سے زیادہ احادیث ہیں اور بخاری کے استاد مولانا سمیع الحق صاحب بھی تشریف فرما ہیں، تو بخاری شریف کی روایت کتاب

الحدود میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی نے ایک باندی سے جبر کیا، اکراہ کیا، زبردستی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باندی کو کوئی سزا نہیں دی اور جس نے جبر کیا اس کو سزا دی اور اس نے خود آکر اقرار کیا اور اسی طرح ترمذی شریف کتاب الحدود میں دو روایتوں میں ایک حدیث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک خاتون نماز کی غرض سے باہر نکلی مسجد جا رہی تھی، راستے میں ایک آدمی نے اس کو زبردستی کا نشانہ بنایا اور اس کی عزت کو لوٹا اور پھر وہ خاتون چلانے لگی، شور مچایا تو وہ آدمی بھاگ گیا اور بعد میں آکر اقبال جرم کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون پر کوئی حد جاری نہیں کی لیکن جس نے جبر کیا تھا اس پر حد جاری کی۔ وہی جو سزا ہے اور اسی طرح سنگسار کی سزا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے، کتاب تفسیر میں ہے، منسوخ التلاوت وہ حکمہ باقی۔ (عربی) شادی شدہ مرد اور عورت جب اس طرح کے فعل کے مرتکب ہوجائیں تو ان کو سنگسار کیا جائے اور حدیث میں اس روایت کی تشریح ہے۔ حضرت غامزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، معلوم ہے، نبی علیہ الصلوۃ و السلام کے زمانے میں جناب چیئرمین! میں اپنے دوستوں سے درخواست کروں گا کہ مجھے اگر دو، تین یا چار منٹ زیادہ ہوگئے تو میں آپ لوگوں سے قرض لے لوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے جو بڑے ہیں وہ اپنے وقت سے مجھے دو، تین منٹ دے دیں گے۔

حضرت غامزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیغمبر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا یا رسول اللہ مجھے پاک کردیں، مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ پیغمبر علیہ سلام نے ان سے فرمایا کہ چلو آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ جب پیدا ہوجائے تو پھر واپس آنا۔ اس کے بعد وہ بچہ پیدا ہوا، یہ حدیث میں بیان کر رہا ہوں، پیغمبر علیہ سلام نے انصار کی خواتین کی صفت بیان فرمائی ہے کہ (عربی) سب سے بہترین خواتین انصار کی خواتین ہیں جو اللہ کے دین کے معاملے میں شرم محسوس نہیں کرتیں بلکہ اللہ کے دین کو سیکھ لیتی ہیں۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ بعد میں اس کا بچہ پیدا ہوا وہ پھر آئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ چلی جائیں واپس۔ جب یہ بچہ کھانے اور پینے کے قابل بن جائے تب آنا۔ جب وہ بچہ کھانے اور پینے کے قابل بن گیا یعنی دو، ڈھائی سال کا بن گیا، وہ پھر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سنگسار کا حکم جاری کیا۔ جب سنگسار ہو رہی تھی تو اس کے

چہرے سے خون ٹپکنے لگا اور حضرت خالد کے کپڑوں پر لگا' حضرت خالد نے کوئی اچھے قسم کے الفاظ نہیں کہے۔ پیغمبر علیہ سلام نے فرمایا (عربی) اس پر حضرت غامزہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اس توبہ کو احد کے پہاڑوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ساری امت کے لئے کافی ہو گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا واقعہ حضرت معیز کے سنگسار کا ہے کہ معیز رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے ' یہ بھی حدیث ہے۔ پیغمبر علیہ سلام نے ان پر بھی حد جاری کی۔ اسی طرح ایک اور صحابی آئے اور پیغمبر علیہ سلام کے سامنے فرمایا کہ میں بازار میں تاجر ہوں۔ میرے پاس ایک خاتون آئی تو میں نے اس سے دست اندازی کی نبی علیہ سلام نے فرمایا کہ آپ نے کوئی غلطی تو نہیں کی؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نہیں کی۔ پیغمبر علیہ سلام نے ان سے فرمایا کہ آپ نے نماز پڑھی تو انہوں نے کہا کہ ہاں نماز پڑھی۔ (عربی)

جناب چیئرمین! میرا مطلب یہ ہے کہ جو سزائیں' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا قرآن کریم میں موجود ہیں صراحت کے ساتھ' غیر مبہم انداز میں ان کو آپ تقسیم کریں اور ان کو آپ 25 سال یا 30 سال یا سزائے موت' یہ "یا" کا لفظ کون سی حدیث سے آپ ثابت کرتے ہیں" یا" کون سی روایت ہے ؟ "یا" کون سی آیت ہے "یا" کون سا دوسرا قرآن نازل ہوا ہے یا کوئی نبی آیا ہے؟ لہذا شریعت کی رو سے اقوال صحابہ اور خلفاء اربعہ اور اسی طرح اللہ رب العالمین کا رسول وہ اس کے مجاز ہیں اور پیغمبر علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا (عربی) اے پیغمبر علیہ سلام آپ کو یہ اجازت نہیں کہ جو چیزیں میں نے آپ کے لئے حلال کی ہیں آپ ان کو اپنے اوپر حرام کر ڈالیں۔ پیغمبر علیہ السلام کو اللہ نے فرمایا ان باتوں سے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو قذف کے حوالے سے ہے۔ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں صاف طور پر بیان فرمایا (عربی) یہ قرآن کریم کی صاف آیت ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ اگر کوئی محسن مرد ہو یا خواتین ان پر الزام تراشی کریں۔ تہمت لگائیں (عربی) پھر اس کے ساتھ چار گواہ نہ ہوں تو اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ جس نے الزام لگایا ہے اور گواہ ان کے پاس نہیں ہے تو حد قذف ان پر جاری ہو گا۔ اس کو اسی کوڑے مار دیئے جائیں۔ آپ نے بل میں حد قذف کی کون سی سزا مقرر کی ہے؟ اگر مقرر کی ہے

تو کون سی آیت کا سہارا لیا ہے؟ کونسی حدیث کا سہارا لیا ہے؟ جس طرح سے آپ یہ کر رہے ہیں کہ اسلامی بل ہے، یہ شرعی بل ہے، یہ خواتین کا بل ہے، یا یہ مردوں کا بل ہے، یا تیسری جنس کا بل ہے یہ کونسا بل ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ، مولانا صاحب جو تین منٹ آپ نے مانگے تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین ، مختصر کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! بس میں انتہائی مختصر کرتا ہوں۔ میرے چند سوالات ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ایک بات کہ ہمارے Leader of the House نے اکثریت کی بات کی کہ majority قرآن کریم نے majority کی بھی تشریح کی ہے اگر majority غلط روش پر جا رہی ہو، اگر majority یہ کہہ دے کہ اس ملک میں سرے سے اسلام نہیں ہوگا تو کیا ہم majority کے تابع ہونگے۔ یا ہم اللہ رب العالمین کے تابع ہونگے۔ ہم مسلمان ہیں اور اللہ رب العالمین نے فرمایا (عربی) اگر آپ اکثریت کے پیچھے دوڑیں گے، اس کی بات کو مانیں گے ۔ نظریات اور عقائد کو چھوڑیں گے تو اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ (عربی) کہ آپ صحیح راستے سے بھٹک جائیں گے اور گمراہ ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! دوسرا ہمارے Leader of the House نے فریدہ احمد صدیقی صاحبہ کی کتاب کا حوالہ دیا۔ تنفیذ کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حدود آرڈیننس کی آڑ لے کر یہ نہیں لکھا انہوں نے کہ حدود آرڈیننس غلط ہے۔ یہ پولیس کی خرابیاں یا آپ کے نظام کی تنفیذ خرابیوں کی وجہ سے آپ سارے سسٹم کو تبدیل کر لیں۔ سارے نظام کو بدلیں، سارے سسٹم کو برباد کر لیں۔ پھر آپ اس کو کہیں گے کہ ہم نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ اس سسٹم میں خرابیاں دوسرے مسائل میں بھی ہیں تو کیا آپ اس میں اصلاح کریں گے یا نہیں کریں گے۔

نمبر ۲ ۔ ناجائز تعلقات کی بات کی۔ ناجائز تعلقات اگر ثابت نہ ہوں تو ٹھیک بات ہے اس کی کوئی سزا نہیں لیکن اگر ثابت ہو جائے، یا اقبال جرم کر لیں تو آپ نے ان کے لئے کون سی سزا مقرر کی ہے؟ کیا وہ سزا قرآن وسنت سے لی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس طرف دھیان دیں۔ میری طرف دیکھیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین ، میرا آخری سوال یہ ہے۔ جناب چیئرمین! زنا بالجبر کی پرانی سزا کو تعزیر میں تبدیل کرنا، سزائے موت یا پچیس سال یا کوئی بھی ہو اس طرح سزا مقرر کر دینا یہ کونسی آیت یا حدیث کا سہارا لیا گیا ہے؟ اس لئے کہ حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ یہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ لہذا یہ سزا آپ بیان فرمائیں۔

نمبر ۲ ۔ اس بل میں کوڑوں کی سزا کو عملاً ختم کیا گیا ہے۔ کیا یہ قرآن کریم سے انکار نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ دوسری سزائیں اپنی طرف سے مقرر کر رہے ہیں۔ اپنی طرف سے مقرر کرنے والی سزا کو اسلامی کہنا یا قرآن کے مطابق کہنا یہ اللہ رب العالمین کی حدود میں تجاوز ہے (عربی) اللہ رب العالمین کی حدود کو پار نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! قذف آرڈیننس میں با حدود اقبال جرم کو عورت کے جرم کا اقرار کرنے کے بعد پھر سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس کو بھی قرآن و سنت سے ثابت کریں کہ یہ قرآن و سنت میں ہے کہ اس کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ جناب چیئرمین! سولہ سال کی عمر کو بلوغ بنانا یہ کہاں کی حدیث ہے؟ یہ کونسی حدیث ہے؟ یہ کونسی آیت ہے؟ جناب چیئرمین! ہم یہاں آپ کے سامنے، آپ کے توسط سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس ملک میں، اس برصغیر میں سینکڑوں سال انگریز سامراج نے حکومت کی ہے۔ اس نے اپنے نظام کو قائم رکھا تھا لیکن ہم نے اس کو نہیں چلنے دیا۔ یہ نظام آپ ہزار بار پاس کرلیں لیکن ہم اس نظام کو نہیں چلنے دیں گے۔ ہم اس کے خلاف اور اس بل کے خلاف نہیں بلکہ اس پارلیمانی نظام کے خلاف، اس فحاشی و عریانی کے خلاف اس ملک کے چپے چپے میں جا کر اس کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے۔ جہاں تک ہمارا بس چلا، یہ state ایک کمزور چیز ہے۔ یہ پارلیمنٹ کیا چیز ہے اللہ رب العالمین کے دین کے سامنے ۔ اگر ہمارا بس چلا تو ہم خون کے آخری قطرے سے بھی اللہ رب العالمین کے دین کی حفاظت کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی میڈم نیلوفر صاحبہ۔

سینیٹر نیلوفر بختیار ، ابھی میرے فاضل محترم ممبر نے، جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ بڑے سکالر بھی ہیں۔ ان کی بہت information بھی ہے، ابھی انہوں نے اپنی تقریر کے

دوران یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ قانون عورت کے لئے ہے، مرد کے لئے ہے یا تیسری جنس کے لئے ہے ایک تو یہ ہے کہ اتنی serious discussion debate میں اس طرح کی بات، اس طرح کے پلیٹ فارم پر کرنا، میں سمجھتی ہوں یہ اس Bill کی بھی توہین ہے، عورتوں کے حقوق کی جو آواز ہم اٹھا رہے ہیں۔ ہم تمام خواتین کی بھی توہین ہے۔ اگر تیسری جنس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے ان کا احترام بھی تمام انسانوں پر فرض ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح ہے .thank you اس بحث میں نہیں پڑتے، آگے بڑھتے ہیں - ابھی بہت speakers ہیں تقریر میں وہ کہہ دیں گے۔ ڈاکٹر اسماعیل بلیدی ہیں۔ ڈاکٹر کوثر فردوس ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جس بل میں ہم جنس پرستی کی باتیں بھی ہیں اس میں تیسری جنس کی بات کرنا کونسا جرم ہے۔ اس بل میں وہ بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کل ان کو موقع دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ایک منٹ کے لیے Sir - یہ بات بڑے تواتر کے ساتھ آئی کہ زنا بالجبر کے لیے وہی سزا ہے جو Section-5 میں ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں اور وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں۔یہ سیکشن پانچ کو چار کے ساتھ ملا کے پڑھ لیں اس میں definition دی ہوئی ہے اگر کہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

A man and woman are said to commit *Zina* if they wilfully have sexual intercourse without being married to each other".

اس کی سزا کو انہوں نے چار میں define کیا ہے اور پانچ میں سزا دی ہے اور چھ میں define کیا تھا زنا بالجبر جس کو انہوں نے delete کر دیا، omit کر دیا۔ضد نہ کریں۔ اس میں جو چیز غلط ہے، وہ درست ہو سکتی ہے۔ اس پر ایک اور بھی بڑی دلچسپ بات ہے ۔ایک اور سن لیجئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اگر مجھے مخاطب ہو کے کہیں تو میں پھر ادھر سے divert کروں، relay کروں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ بیٹھ جائیں، debate کرلیں اس بات پر خواہ مخواہ ضد نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، debateجاری ہے، نقاط اٹھ رہے ہیں، یہ نقاط اٹھ رہے ہیں وہ point note کر رہے ہیں۔ اس کا جواب بھی دیں گے۔ اس طرح بات آگے بڑھے گی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ omit ہو گیا ہوا ہے جو definition تھی پہلے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا زنا بالرضا اور زنا بالجبر۔ایک اور بات جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جلدی ذرا، اس کے بعد، ڈاکٹر اسماعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس میں انہوں نے rape کو جو define کیا ہے اس کو بھی ذرا دیکھئے۔ اس میں تو ہماری بیوی بھی ہمارے خلاف کیس کر سکتی ہے معذرت کے ساتھ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ تو میں نے remark بھی دیا ہے گھر والیوں سے ڈریں آپ لوگ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، نہیں، گھروالیوں سے تو ہم ویسے ہی ڈرتے ہیں جناب مگر اس کو دیکھئے، اس کو ذرا kindly پڑھ لیجئے۔یہ بہت خطرناک ہے Sir۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ دینا راجہ صاحب ذرا۔ اتنی خطرناک چیز گھر والی کے ہاتھ میں آگئی تو پھر خیر نہیں ہے۔ راجہ صاحب وہ نقطہ نکال دیں۔ اسماعیل بلیدی Are our ready? بھنڈر صاحب وہ نقطہ ذرا نوٹ کریں۔ اس کا جواب دیں۔پھر رحمت کاکڑ صاحب کر لیں۔ جی کاکڑ صاحب floor لیں اس کے بعد last speech آج کی، پھر بھنڈر صاحب! آج کی last speech ہوگی۔ آج wind up نہیں ہو رہی ۔ یہ ایسی discussion ہے یہ تو ایم ایم اے کا ہوم گراؤنڈ ہے۔ جی جناب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایھاالذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ صدق اللہ العظیم۔ اللہ تعالیٰ اپنی بیویوں سمیت سب کے شر سے بچائے کیونکہ جناب عالی! میں نے بیوی کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ اس so called Women Protection Bill میں ایک عجیب دفعہ انہوں نے شامل کی ہے۔ میں انگریزی تو نہیں

بول سکتا خالد رانجھا صاحب کے کندھے کا سہارا لیتا ہوں۔

"Insertion of new section, Rape. A man is said to commit rape who has sexual intercourse with a woman under circumstances falling under any of the five following descriptions:-

اس پر آخری نمبر پر آتا ہوں ۔ with or without her consent when she is under sixteen years of age". جناب چیئرمین صاحب! خصوصاً دیہی علاقوں میں اور میرے آپ کے صوبے میں interior Sindh, interior Punjab, Frontier, FATA میں، تیرہ سال کے بعد خصوصاً گرم علاقوں میں، medically بات کر رہا ہوں، جب ایک بچی بالغ ہوتی ہے تو اس کی شادی کر دی جاتی ہے ۔ تو یہاں پر جب اس چودہ سال کی لڑکی کا شوہر جب اس کے قریب جائے گا تو اس protection bill میں اس کو زنابالجبر کا ملزم تصور کیا جائے گا ۔ کیا اس پر ہمارے ارباب اقتدار نے اور اس women bill کے علمبرداروں نے غور فرمایا ہے ؟ کیا پاکستان کے سولہ کروڑ عوام صرف ان مختلف العقیدہ اور حنا جیلانی جیسے انسانوں کے رحم و کرم پر ہیں ؟ کیا سولہ کروڑ غیور مسلمانوں کی ترجمان صرف یہ دو چار تنظیمیں رہ گئی ہیں ؟ کیا قرآن و فقہ کی interpretation کا ان لوگوں کو حق دیا گیا ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد جھومتے ہیں ؟ گوادر میں، میریٹ اسلام آباد میں، سیرینا اسلام آباد میں، میرے ملک کے روشنیوں کے شہر کراچی کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں ناچنے اور جھومنے والوں کو قرآن و سنہ کی interpretation کا کام کس اتھارٹی کے تحت سونپ دیا گیا ہے ؟

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اگر میری تقریر کے دوران کسی نے مداخلت کی تو میں پورے ہاؤس کو ساتھ لے کر واک آؤٹ کر جاؤں گا ۔ یہ میرا حق ہے ۔ اپنی باری پر بالکل جواب دیں لیکن مجھے disturb نہ کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بل پر آ جائیں ۔ جی کاکڑ صاحب ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: میرا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کو

انہوں نے تبدیل کیا ہوا ہے ۔ جو ایک سزا قرآنی آیت مبارک میں درج ہے انہوں نے اس ترمیم کے ذریعے اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ کوئی legal justification, Quranie justification, کوئی justification Islamic کوئی constitutional justification کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں ہے ۔ اگر ہے تو میں اس کو کھلے دل سے سنوں گا اور دیکھوں ، سمجھوں گا اور میں ایم ایم اے کی طرف سے پہلا شخص ہوں گا جو اس پر compromise کرے گا۔ اور اگر اس قرآنی سزا کو انہوں نے بدلا ہو تو خدا سے توبہ کریں ، اپنے عقائد کی اصلاح کرکے پھر اس قرآنی آیت کے ترجمے ، اس کے مفہوم اور اس ارشاد ربانی کو نہ چھیڑیں ۔

جناب والا ! جب اس ملک میں انہوں نے خدائی احکام کو چھیڑا ہے اب اپنے اندر بات سننے کی صلاحیت پیدا کریں۔ کیا اب اس طرح پھر ہماری بچیاں جھومیں گی ۔ یہ modern and enlightened theory ہے ۔ اس کے لئے ہم نے پاکستان بنایا تھا ؛ اس کے لئے لوگ دربدر ہوئے تھے ؛ ------------

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، میں اس بات پر stand کرتا ہوں اور اس پر میں زور دیتا ہوں--------

جناب ڈپٹی چیئرمین ، کاکڑ صاحب اس بات پر آ رہے ہیں اور وضاحت کردیں گے ۔ آپ تشریف رکھیں اور ان کو سنیں ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، اگر ان میں ہمت ہے تو میری بات سنیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، آپ بل پر آ جائیں جی ۔ No cross talk please. ۔ جی کاکڑ صاحب بل پر آ جائیں۔ جو نکات ہیں اس پر آ جائیں ۔

(مداخلت)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، جناب عالی ! میں آ رہا ہوں ۔ یہ لفظ "wave" جو ہے اس کا ترجمہ شاید بہت سے لوگ سمجھ بھی نہیں رہے ہیں۔ اس میں ان کو اعتراض نہیں ہے -------------

جناب والا ! بارہ سال کے بچے اور بچیاں ضرور ناچیں لیکن وہ اس سولہ کروڑ عوام کی اکثریت نہیں ہے ۔ اس ملک کے تمام عوام بلاتخصیص ، میں سب کو غیرت مندمسلمان سمجھتا ہوں ۔ جان کی بازی سب لگائیں گے ۔ ان کے ترجمان 'ہمارے ترجمان ایسے ویسے نہیں ہیں ۔

جناب عالی ! میرے بھائی وسیم سجاد صاحب نے بڑی خوبصورتی سے حدود اللہ سے دور رہنے کی کوشش کی ہے اور ماہرانہ فن سے حدود اللہ مبہم طریقے سے interpret کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ۔ میرے اکابرین میں سے پروفیسر خورشید صاحب نے بجا طور پر فرمایا کہ حدود آرڈیننس میں جو حدود اللہ کو protection دی گئی تھی اس میں سے انہوں نے Section 6 & 7 کو delete کیا ہے ہمیں ان پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ۔ اس میں انہوں نے section 6 and 7 کو delete کیا ہوا ہے ، ہمیں ان پر اعتراض ہے۔ یہ اگر ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ، مذاکرات کرلیں ، دلائل سے بات کریں ، اگر ہم نے ان کو قائل کیا تو kindly اس کو rectify کریں اور اگر انہوں نے ہمیں قائل کیا تو میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ ہم بالکل ان کا ساتھ دیں گے اور اس bill کو pass کرنے میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ یہ صدا باصحرا ثابت ہو گی۔ میں اپنی بہنوں اور جو treasury benches پر بھی بیٹھی ہیں کہ ان کی عزت بھی ہمیں اتنی ہی عزیز ہے جتنی کہ اپنی بچیوں اور بہنوں کی ہے لیکن ہم اپنی بچیوں اور بہنوں کی عزت سے کسی NGO یا ان کے پروردہ لوگوں کو ہرگز کھیلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

United Nations کے charter نے مجھے اپنے مذہب پر ، اپنی زندگی گزارنے کا جو حق دیا ہے یہ ہم سے کیوں چھینا جا رہا ہے؟ جناب والا! ہم آپ پوری دنیا میں پھرتے رہے ہیں کیا یورپ اور امریکہ کے constitution میں یا ان کے rules میں یہ کسی بھی ایک اسلامی section کو داخل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اگر آج وہ ہم سے اس بات پر ناراض ہوتے ہیں تو ہونے دیں ، ہم ان کے غلام تو نہیں ہیں ، ہم ایک آزاد ملک کی آزاد شہری کی حیثیت سے اپنے

آئین اور قانون بنانے کا حق رکھتے ہیں۔ جب میں کسی christian پر یہ حق نہیں رکھتا کہ ہو تو تم christian لیکن قرآن و حدیث پر عمل کرو، تو ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ مجھے قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے روک رہے ہیں؟

جناب عالی! تصویر کے جس رخ کو اس موڑ سے پیش کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواتین complainant تھانے میں FIR درج کرانے جاتی ہیں تو ان کو بھی arrest کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط information ہے، یہ disinformation ہے، English Law میں بھی informer کو جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کو کبھی detention میں نہیں رکھا جاتا، یہ عوام کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ یہ ان yes men کی اختراع ہے جو کہ اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے جنرل صاحب کو misguide کر رہے ہیں۔ جنرل صاحب بُرے آدمی نہیں ہیں، مجھے ان کی ذات سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ اس کو trap کر رہے ہیں اور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان بیوپاریوں کو پوری دنیا جانتی ہے۔

جناب عالی! میرے ساتھیوں نے تقی عثمانی صاحب کی بارہا بات کی ہے۔ اس ملک کی اعلیٰ عدلیہ کی، فیڈرل شریعت کورٹ کی اور دوسری judiciary سپریم کورٹ کے appellate اور شریعت benches ہیں وہ اس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ آج تک پورے پاکستان کی تاریخ میں سوائے، میں نہیں کہہ سکتا exception کہیں بھی ہو سکتی ہے، legal mistake ہو سکتی ہے، judiciary والے بھی انسان ہیں ان سے بھی کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ایک بھی عورت کو ایسی سزا نہیں ہوئی ہے۔ البتہ پاکستان میں 2002ء میں جو ڈرامہ stage کیا گیا، جس سے ایک خاتون کروڑپتی بنتی ہے، اس کو پوری دنیا کا media coverge دیتا ہے، اس طرح کے ڈرامے اب دوبارہ stage نہیں ہوں گے۔ میں اس بات سے پوری طرح متفق ہوں کہ interior Punjab میں، interior Sindh میں بلوچستان میں اور Frontier میں عورتوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، ہم اس ظلم کے خلاف ان کے ساتھ ہیں لیکن مختاراں مائی والا ڈرامہ اب repeat نہیں ہو گا۔

جناب عالی! یہ ظلم کی انتہا نہیں ہے کہ ایک congnizable offence کو آپ noncongnizable بنا رہے ہیں؟ یہ اس ملک کا قانون ہے، اس سے ملک کے سولہ کروڑ عوام چلیں گے۔ نثار میمن صاحب تشریف لے گئے ہیں، بہتر ہو گا کہ میرے جانے سے پہلے یہاں

تشریف لائیں۔ یہ ملا police alliance کی بات کرتے ہیں۔ بات پولیس کی نہیں، بات institutions کی ہے، ہماری پاس کیا کارندے ہیں، یہاں enter ہونے کے لئے یا جنرل صاحب یا شوکت عزیز صاحب کے گزارنے کے لئے کیوں پولیس کھڑی کی جاتی ہے کہ حکومتی لوگ ٹریفک کو روکے رکھیں۔ سسٹم چلانا ہے، پوری دنیا میں چلانا ہے اور چل رہا ہے۔ ہم جب اس سسٹم کے follow کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ان کے ساتھ alliance ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحمت اللہ کاکڑ صاحب آپ کا وقت ہو گیا ہے لیکن آپ ایک منٹ اور لے لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب ایک دو باتوں میں ختم کرتا ہوں۔ مجھے رضا محمد رضا صاحب نے اپنا وقت بخش دیا، میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ان کا وقت تھا ہی نہیں تو انہوں نے بخشا کہاں سے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میرے قائد جناب محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب فرما چکے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Yes,

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No allocation.

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ proxy یہاں پر نہیں ہو سکتی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے جی، رحمت صاحب! اب اس کو سمیٹیں۔ جی بالکل ان کا last minute ہے۔ آپ complete کریں ناں۔ نہیں، نہیں کسی کو نہیں، Senate کی برداشت کی ایک روایت ہے۔ آپ وہ مکمل کریں تو بھنڈر صاحب جواب دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ adjourn فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ابھی بھنڈر صاحب نے جواب بھی دینا ہے جو سارے نکات ہیں، ان کا بھنڈر صاحب نے ابھی جواب دینا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، میرے قائد جناب مولانا فضل الرحمٰن MMA کی مرکزی قیادت ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات کہہ چکے ہیں کہ خدارا! پاکستان پر یہ ظلم مت کیجئیے کہ ایک sex free zone بنے۔ پاکستان مسلمانوں کا گھر ہے اور اس کو اس طرح داؤ پر نہ لگائیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، جی please رحمت صاحب! آپ مکمل کریں تو بھنڈر صاحب قانونی نقطے سمجھائیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب! آزادی کے متوالے ہیں، Europe کے مقلد، اندھی تقلید کرنے والے ہیں۔ کیا ان میں اتنی غیرت ایمانی ہے کہ یہ Europe سے یہ کہہ سکیں کہ آپ لوگوں نے ایک مسلمان خاتون پر Europe میں اس کے اپنے برقعہ اوڑھنے پر پابندی کیوں لگائی ہے؟ میں challenge کرتا ہوں کہ ان میں سے ایک میں بھی اتنی جان نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے نمک خوار ہیں، دن رات ان کی پوجا کرتے ہیں، ان کے آگے جھکتے ہیں، ان کی تھالی میں کھاتے ہیں، ان کے پیالوں میں پیتے ہیں، اگر ان میں غیرت ایمانی ہے تو بات کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحمت صاحب! نمک خوار کوئی کسی کا نہیں ہے، ان کی Nuns بھی اوپر حجاب پہن کر پھرتی ہیں، ہم لوگوں کے پاس وہ جواب ہے۔ چلیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! آخری بات اس گزارش کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ Europe میں ہمارے جو مسلمان بھائی خصوصاً Indian پاکستانی، افغانی وہاں مستقل settled ہیں، آج وہ ان مغربی اقدار کی وجہ سے، اپنی بچیوں کی وجہ سے پریشان ہیں اور پھر اپنے اس غریب ملک کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ یہ تو وہاں جانے کی سوچ رہے ہیں، انہوں نے وہاں پر پہلے سے محل بنوانے شروع کر دیئے ہیں لیکن وہ یہاں آنے میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ اس قانون پر اگر ٹھنڈے دل سے غور نہ کیا گیا، اگر اہل علم حضرات کو اعتماد میں نہ لیا گیا، اگر دانشوران وطن کو اعتماد میں نہ لیا گیا تو خدشہ ہے کہ کوئی ایسی وباء پھوٹ پڑے گی کہ پھر یہ کسی کے سنبھالے سے بھی نہیں سنبھلے گی۔ وما علینا الا البلاغ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Shahid Bhinder

sahib please take the floor

اور میں سارے دوستوں سے کہوں کہ please give a patient hearing because آج جتنے اب تک نکات اٹھائے ہیں' وہ ان کا آج جواب دینے لگے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جی point of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین صاحب! اس House کی روایت یہ رہی ہے کہ تمام مقررین جب اپنی ختم کر لیتے ہیں' اس کے بعد وہ wind up کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ wind up نہیں کر رہے' یہ ایسے ہی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، اس وقت notes لیتے رہیں جو جو مقررین---

جناب ڈپٹی چیئرمین، بنگزئی صاحب! یہ final wind up نہیں ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، نہیں' میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ wind up نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Treasury Benches سے جو نکات اٹھے ہیں' ان کی تھوڑی وضاحت ہو جائے کہ کل اور آسانی ہو جائے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ wind up نہیں ہے' وہ wind up پرسو نکر لیں گے یا after two days...

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ right of reply پر جا رہے ہیں' right of reply پر ہیں۔ وصی ظفر صاحب کل جواب دیں گے' ان کا sound effect بھی کافی اچھا ہے۔ جی۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر (وزیرمملکت برائے قانون)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے رحمت کاکڑ صاحب کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے کہا کہ ہمارے NWFP میں چھوٹی بچیاں جو puberty پر آ جاتی ہیں تو ان کے ساتھ بھی شاید یہ زنا بالجبر تصور ہو گا۔ میں یہی بات سب سے پہلے سمجھانا چاہتا

ہوں کہ کاش وہ یہ سارے حدود آرڈیننس کو پڑھیں اور سمجھیں اور اس کے بعد کوئی بات کریں۔
Section-4 ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ man and woman are set to commit
زنا "If they will fully have sexual intercourse without being validly married
to each other." اگر وہ شادی شدہ ہیں، 15 سال سے، 16 سال سے کم عمر ہے تو ان پر وہ
offence کیسے لگ سکتا ہے؟ یہ پڑھتے ہیں نہیں اور اعتراض بغیر پڑھے کرتے جاتے ہیں۔

جناب! اب میں اصل تقریر کی طرف آتا ہوں کہ یہاں پر بہت باتیں ہوئیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ جناب آپ نے جنرل پرویز مشرف صاحب کے کہنے پر حدود کو amend کیا، آپ نے America کے کہنے پر کیا، آپ نے foreign NGO's کے کہنے پر کیا۔ یہ ساری باتیں، یہ سارے الزامات حکومت پر لگائے گئے یہ اپنے ملک کی جو باتیں ہیں، اپنی جو چیزیں ہیں ان کو سمجھتے ہی نہیں۔ کاش ان میں یہ ساری سمجھ ہوتی تو پھر شاید یہ بات نہ کرتے۔ Hudood Laws 1979 میں promulgate ہوئے through an Ordinance اور جو اسمبلی آئی، اس نے اس کی validation دے دی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، 1985 کی اسمبلی؟

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر، جی 1985 کی اسمبلی نے اور جس طرح لی گئی وہ بھی ساری دنیا کو پتا ہے۔ اب جناب! ان 27 سالوں میں یہ ایک واحد قانون ہے جو کبھی پارلیمنٹ میں debate ہی نہیں ہوا۔ دوسرے قوانین میں وقتاً فوقتاً ترامیم آتی رہیں اور ان پر debate ہوتی رہی لیکن اس میں چونکہ کسی قسم کی کوئی ترمیم نہیں آئی، نہ کسی حکومت نے اس کو چھیڑا، اس لیے ان 27 سالوں میں کبھی بھی یہ پارلیمنٹ میں debate نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ایسا قانون جو کہ پارلیمنٹ میں debate ہی نہ ہوا ہو، اس کی value آپ سمجھ سکتے ہیں، اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ قانون پچھلے 27 سالوں سے متنازعہ چلا آ رہا تھا اور کیوں متنازعہ چلا آ رہا تھا؟ اس کی وجوہات بھی ہیں۔ دیکھیں جناب! جو میڈیا سے criticism آیا، دنیا نے اخباروں میں پڑھا۔ پھر اس کے بعد جو electronic media سے آیا، وہ بھی دنیا نے دیکھا اور سنا۔ جو general public ان مسائل کو face کر رہی تھی، وہ بھی آپ کو پتا ہے اور پھر پولیس، law

enforcing agencies اس کو misuse کر رہی تھیں، جس طرح یہ law misuse ہو رہا تھا، اس کی رپورٹیں نہ صرف اخبارات میں بلکہ Federal Shariat Court کی لاتعداد judgements میں موجود ہیں۔ یہ Federal Shariat Court کو بھی کہیں کہ ہم نہیں مانتے۔ Federal Shariat Court کا 1989 کا فیصلہ پروفیسر خورشید صاحب جانتے ہونگے، وہ فیصلہ کس کس jurist کن کن judges نے دیا ہوا ہے، ان میں ایک جج جماعت اسلامی کے بھی تھے، جسٹس فدا صاحب، آپ جانتے ہونگے۔ 1989 کا جو فیصلہ تھا اس میں Federal Shariat Court کے judges نے کیا لکھا؛ اور Federal Shariat Court نے واضح طور پر حکومت کو یہ کہا، میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ انہوں نے اپنی judgement میں لکھا "زنا بالجبر، زنا کے عام مقدمات سے مختلف نوعیت کا جرم ہے اور ہماری رائے میں یہ فساد فی العرض اور حرابہ کی سنگین قسم ہے لہذا اس کے انضباط کے لیے مطلوبہ نصاب شہادت کی بجائے حرابہ کا نصاب شہادت درکار ہے جو حد کی سزا کے لیے دو بالغ مسلمان مرد ہے اور تعزیر کے لیے عدالت کی نگاہ میں کوئی بھی قابل اعتماد اور تائیدی قرائین بھی" اور گورنمنٹ کو یہ direction دی کہ آپ اس law کو 1st February تک amend کر دیں۔ اگر law amend نہیں کریں گے تو پھر آپ کی یہ جو provisions ہیں یہ ineffective ہو جائیں گی۔ اس کے بعد International Islamic University, Islamabad ملک کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی ہے، ان کی رائے حدود آرڈیننس کے بارے میں، آج کی نہیں، amendments تو اب آ رہی ہیں، انہوں نے 2003 یا 2004 میں حدود آرڈیننس کے بارے میں جو اپنی رائے دی تھی، میں وہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں " حکومت پارلیمنٹ میں از خود ایک Bill پیش کر کے قانون سازی کے ذریعے حدود آرڈیننس کے sections 6, 8, 9 ہیں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں ترمیم کرے" یہ ان کی recommendations ہیں۔ دوسرا اٹارنی جنرل کے through appeal ہوئی ہے سپریم کورٹ میں، اس کو pursue کرے تا کہ اس پر فیصلہ کیا جا سکے۔ یہ تمام وجوہات ہیں جس کی وجہ سے حدود آرڈیننس کی amendment ضروری تھی، وہ حکومت نے کی اور یہ حکومت کا، جنرل صاحب، پرائم منسٹر اور چوہدری شجاعت کا ایک جرأت مندانہ اقدام تھا جس وجہ سے یہ amendments تیار ہوئیں اور پھر آج میں یہ سٹوری بھی قوم کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو بار بار مشاورت کرنے کا کہتے

ہیں، بیٹھ جائیں، مشاورت کرلیں تو جناب! جب یہ bill تیار ہوا' اس کے بعد انہوں نے کہا کہ جی آپ بیٹھ کر مشاورت کریں، ہم نے کہا جی ضرور کریں گے۔ Bill اسمبلی میں پیش ہوا' ایک Select Committee بنائی گئی۔ اس میں ایم ایم کے پانچ ممبران تھے۔ پہلے دن تو boycott انہوں نے کیا کہ جی نہیں آئیں گے۔ چنانچہ میں خود ان کے پاس' ایم ایم اے کے پاس Parliament Lodges میں گیا اور ان کو جا کر کہا کہ اگر آپ اپنا موقف پیش کرنا چاہتے ہیں ' یہ بل کی کاپی ہے ' دیکھ لیں اور اس میں ہمیں مشورہ دیں' اس میں قرآن و سنت کے منافی کیا چیز ہے۔ ان کے بہت سے دوست بیٹھے تھے۔ ہم نے ان کو کہا کہ آپ کمیٹی میں آئیں اور کمیٹی میں آ کر اپنا view point دیں اور کمیٹی میں آ کر بتائیں کہ کیا چیز ہے' کیا چیز نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی نہیں ' کمیٹی میں ہم نے نہیں آنا' ہم نے بیٹھنا ہی نہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ جب بل قومی اسمبلی سے پاس ہو چکا ہے ' اب یہ کہتے ہیں ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اس وقت وہ بیٹھنے کو تیار ہی نہیں تھے۔ کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھے۔ پھر اس کے بعد جناب کیا ہوا ' پھر ایک کمیٹی ان کی بھی بنی' جس میں مجھے بھیجا گیا کہ جناب ایم ایم اے سے بات کرو اور ان کو یہ بل دکھائیں اور بتائیں اس میں کیا چیز ہے۔ پھر میں دوبارہ دو دن ان کے ساتھ' ایم ایم کے ساتھ بیٹھا رہا اور پورے دو دن بیٹھ کر ان کو کہا کہ شق وار ہم سے discuss کرلیں آپ۔ کون سی چیز اس میں غیر اسلامی ہے؟

(مداخلت)

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر ۔ میں اس کا بھی جواب دینے کو تیار ہوں۔ آپ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، آج مقصد ہی یہی تھا کہ جو نکات آج اٹھے ہیں ان کا جواب دیں ' جو رہ گیا ہے کل انشاء اللہ وہ بھی cover کریں گے۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر ۔ دو دن بیٹھنے کے باوجود بھی یہ کسی بات پر نہیں آئے۔ اس کے بعد مولانا فضل الرحمان صاحب' چوہدری شجاعت صاحب' میں بھی اس میں تھا اور بھی دوست تھے۔ لیاقت بلوچ صاحب بھی تھے۔ میں قوم کو بتانا چاہتا ہوں جناب کہ ان کے

کردار کیا تھے ۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ۔ فضل الرحمن صاحب سے بات ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جی علماء کی کمیٹی بنا دیں ۔ ہم نے کہا جی نام بتائیں، نام آپ دیں، ہم کمیٹی بنا دیتے ہیں ۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے نام دیے۔ ان کے ساتھ دو دنوں میں ہم نے رابطہ کیا اور ان کو اسلام آباد بلایا گیا اور وہ اسلام آباد آئے اور پھر علماء کمیٹی بیٹھ گئی اور علماء کمیٹی کے سامنے جو بل تھا وہ رکھا گیا ۔اب یہ کہتے ہیں کہ علماء کمیٹی نے جو سفارشات دی ہیں ۔ علماء کمیٹی کے سامنے بل رکھا گیا اور صرف ایک سوال ان سے پوچھا گیا کہ جی یہ بل ہے ۔ آپ بتائیں کہ اس میں کیا غیر شرعی ہے ۔ آپ اس کی نشاندہی کریں ۔ اب علماء کمیٹی نے پورا Bill study کیا اور study کرنے کے بعد یہ پھر agreement جس پر ان کے دستخط ہیں، شجاعت صاحب کے بھی ہیں، پرویز الہی صاحب کے بھی ہیں، تقی عثمانی صاحب کے بھی ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ سارے ہاؤس میں آپ نے circulate کر دیا ہے؟

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر: جناب یہ سب کو پتا ہے ۔ سب کے پاس ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے آج رات بھجوا دیں ۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر: یہ بھجوا دیں گے ۔ یہ کوئی چھپا ہوا document نہیں ہے ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بھنڈر صاحب! ایک منٹ ۔ رحیم مندوخیل صاحب point of order جی رحیم مندوخیل صاحب!

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: یہ ہمیں نہیں ملا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں ملا ۔ میرا خیال ہے یہ آج ہی آپ ---

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر: یہ ان کے لیے نہیں ہے ۔ بہرحال انہیں مل جائے گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: For everybody کر لیں ۔ Because it is being spoken about and becoming the property of the House, let us give it to everybody.

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر: جناب! it is not a secret document, it is with

everybody sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں بس ٹھیک ہے۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر ، اس پر جب signature ہو گئے تو پھر مولانا فضل الرحمن صاحب آئے اور ان کو بتایا گیا کہ جی یہ agreement ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا جی کہ میں پارٹی سے جا کر بات کر لیتا ہوں ' meeting کر لیتا ہوں ' اس کے بعد آپ کو بتا دیں گے۔ وہاں سے نکلے۔ TV نے announce کر دیا کہ گورنمنٹ سے ہمارا معاہدہ ہو گیا ہے اور ہم اس کو شروع کر رہے ہیں اور تین گھنٹے کے بعد پھر جواب دے دیا کہ ہم تو آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، بھنڈر صاحب بولتے جائیں۔ کل یہ کاپی سب کو مل جائے گی آپ کو۔ بارہ چودہ speakers اور ہیں ایم ایم اے کے۔ دیکھیں لیاقت بنگزئی صاحب یہ پہنچ جائے گا آپ کے پاس۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر ، ہم آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ ہم آپ کو اس میں ووٹ نہیں دیں گے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے ' آپ کی مرضی ہے۔ علما کمیٹی نے جب یہ certificate دیا ہے ' تو پھر یہ نام آپ ہی کے دیئے ہوئے تھے۔ علما کمیٹی نے تو ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا ہے بلکہ علما کمیٹی نے یہ کہا۔ جناب! میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ اس کا جو آٹھواں sentence ہے۔ چوہدری شجاعت حسین نے علما کرام سے کہا تحفظ نسواں بل کے بارے میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ قرآن و سنت کے منافی باتیں بھی شامل ہیں اس لئے ہم نے آپ حضرات کو زحمت دی ہے۔ آپ حضرات بل کا جائزہ لے کر قرآن و سنت کی راہنمائی میں ہماری راہنمائی کریں کیونکہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جو حدود' شرعیہ اور قرآن و سنت کے منافی ہو۔ یہ باتیں انہوں نے ان کو لکھ کر دیں۔ پھر انہوں نے یہ سرٹیفکیٹ دیا کہ اگر یہ چیزیں آپ شامل کر دیں' یہ بل آپ کا عین قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ اب بات یہ ہے کہ یہ خواہ مخواہ اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ وہی الفاظ ہیں جو میں نے پڑھ کر سنائے۔ تقی عثمانی صاحب نے لکھ

کر دیا ہے۔ اب یہ اسی پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ چیزیں کیوں شامل کر دی گئی ہیں ؛ تعزیر میں کیوں لائی گئی ہیں ؛

دوسری بات یہ over riding effect کی کرتے ہیں۔ اب over riding effect تو جناب ہمارے آئین کی دفعہ ۲۲۷ میں موجود ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بن سکتا۔ اس میں تو اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تیسری بات انہوں نے کی کہ اگر یہ چیزیں بھی شامل کر دی جائیں تو بہتری ہوگی۔ وہ جناب کون سی چیزیں تھیں؛ وہ چیزیں تھیں بیک وقت تین طلاقیں، خواتین کو مرضی کے بغیر نکاح پر مجبور کرنا، خواتین کو عملاً وراثت سے محروم کرنا، قرآن کریم کے ساتھ شادی، وٹہ سٹہ اور جبراً شادی، عورتوں کی خرید و فروخت وغیرہ۔ یہ بل بھی پرائیویٹ بل کی شکل میں چوہدری شجاعت صاحب قومی اسمبلی میں پیش کر چکے ہیں۔ اب ان کے پاس کوئی ایسی بات کرنے کے لئے نہیں ماسوائے یہ کہ بل قرآن و سنت کے منافی ہے۔ بتائیں کہ یہ قرآن و سنت کے منافی کیسے ہے؛ ہم ان کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اگر یہ اپنے علماء کی کمیٹی، ان کے اپوزیشن لیڈر نے، خود بنائی ہے، کی بات نہیں مانتے تو پھر ہمارے پاس کونسا طریقہ ہے کہ ان کو بات منوائیں؛

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، گل نصیب صاحب! کل ان چیزوں کی وضاحت کے لئے بڑا وقت ہے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، علماء کمیٹی نے جو سفارشات مرتب کی ہیں وہ سنائیں۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر، جناب! ہم نے پوری کوشش کی اس وجہ سے نہیں کہ یہ شاید اسلامائزیشن پر experts ہیں۔ ہم بھی مسلمان ہیں یہ بھی مسلمان ہیں۔ ان کو کوئی فوقیت نہیں ہے۔ جو میں نے حوالے دیئے ہیں یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں دیئے۔ اسلامک یونیورسٹی کے بھی دیئے ہیں، فیڈرل شریعت کورٹ کے بھی دیئے ہیں، اور بھی بہت سے دیئے ہیں۔ تو یہ judgement بھی پڑھیں اور فیصلے بھی دیکھیں اور اس کے علاوہ یہ جتنا مواد چاہتے ہیں میں ان

کو دے دیتا ہوں۔ اب یہ بات کرتے ہیں کہ قرآن و سنت کی، کہ یہ نکال دیا وہ نکال دیا۔ پروفیسر خورشید صاحب بیٹھے ہیں مجھے ابھی جواب دے دیں۔ وہ sections جو پہلے حدود آرڈیننس میں تھے ۔ Sections 11, 12, 13, 14, 15 and 16 یہ تمام Sections, Pakistan Penal Code جس کو یہ Anglo Saxon Law کہہ لیں، انگریز کا law کہہ لیں، اینگلو محمڈن لاء کہہ لیں جو بھی نام دے دیں اس کو، اس میں سے اٹھا کر ۱۹۷۹ء میں انہوں نے لفظ بہ لفظ حدود آرڈیننس میں ڈال دیئے۔ اب Anglo Saxon Law کو حدود آرڈیننس میں ڈالنے سے وہ اسلامک لاء کیسے بن گیا؟ وہ اسلامک لاء بن ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ جو main, main چیزیں تھیں جو انہوں نے اس وقت ڈلوائی تھیں ان کو ہم نے واپس اٹھا کر PPC میں رکھ دیا۔ مطلے بھی تعزیرات تھیں، انہوں نے حدود میں ڈال دیں حالانکہ Anglo Saxon Law حدود میں ڈالنے سے Islamic provisions تو نہیں بن جاتی ہیں! یہ بتائیں کیسے اسلامی provisions تھیں ؟ مجھے اس کا جواب دیے دیں۔وہ اسلامی provisions نہیں تھیں۔ ان کو واپس PPC میں ڈالا گیا ہے۔ - اب یہ بات اکثر وہی کرتے ہیں، کریں گے کہ rape, rape میں یہ زناء بالجبر کہتے ہیں، اس میں بھی سزا death ہے۔ اور rape میں جو سزا ہے وہ بھی death ہے۔ اب اس میں کیا فرق ہے۔ اب کہیں گے جی کہ، اب Hudood Ordinance کی، میں اور بھی provisions پڑھ دیتا ہوں، کہ لکھا ہوا جناب رجم کیسے ہو گی ؛ Stoning to Death کیسے ہو گی ؛ جن لوگوں نے شہادت دی ہو وہ پہلے آ کر کنکریاں ماریں گے اور پھر اس بندے کو گولی مار دی جائے، تو sir اس وقت کے زمانے میں بندوق کہاں تھی؟ جس سے گولی مار دی جائے۔ یہ حدود آرڈیننس میں لکھا ہے ۔ یہ کہاں سے اسلامی provisions تھیں کہ جب بندوق تھی نہیں، بندہ کو گولی مار دی جائے۔ یہ ساری چیزیں، کہ man made چیزیں تھیں، ان میں خود قانون سازی کی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئر مین : ۷۹ء میں جو کی گئی تھیں۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر : اور جو man made چیزیں تھیں ہم نے ان کو amend کر کے حدود سے نکالا ہے۔اور جو حدود اللہ ہے ہم نے ان کو نہیں چھیڑا، اور جوں کا

توں حدود آرڈیننس میں موجود ہے۔ اب یہ دیکھیں ! sir بات کرتے ہیں کہ قذف وہ تو یہ بھی provided ہے کہ اگر ایک عورت جو کہ زنا بالجبر کی شکار ہوئی ہے اگر وہ کیس ثابت نہ کر سکے تو اس پر قذف لاگو ہو جائے اب ایک عورت خود جس پر جبر ہوا ہے آپ اس پر قذف لگا دیں' اور اس کے بارے میں وضاحت سے فیصلہ Federal Shariat Court کا ہے' ہمارا فیصلہ نہیں ہے' یا تو یہ کہیں valid چیز court کو نہیں مانتے۔ اب بار بار وہی بات دہراتے جائیں گے کہ جناب! یہ تو غیر اسلامی ہے! یہ تو غیر اسلامی ہے! غیر اسلامی چیزیں جو انہوں نے حدود میں ڈالی تھیں ہم نے ان کی نشان دہی کر دی ہے۔ یہ چیزیں غیر اسلامی ڈالی تھیں اس میں۔ اب concept جو ہے۔ حدود آرڈیننس میں تو اب یہ بھی provided ہے۔ چرس ہے' ہیروئن ہے' افیون ہے' کیا کیا چیزیں ہیں' کیا اس وقت یہ ساری چیزیں ہوتی تھیں۔ اس وقت تو صرف ایک شراب ہوتی تھی۔ باقی چیزیں تو نہیں ہوتی تھیں۔ یہ کہاں سے ڈلوائی انہوں نے ۱۹۷۹ میں' یہ سارے بنوانے والے ۱۹۷۹ کے قانون یہی لوگ تھے کیونکہ ضیاء الحق کے نزدیک یہی لوگ تھے۔ اس کو غلط guide کرتے تھے۔ اور غلط guide کر کے اس سے یہ قانون بنوا لیا۔ اور یہ واحد قانون جو کہ 27 سالوں میں کبھی پارلیمنٹ میں discuss نہیں ہوا اسی لئے یہ فیصلہ ہوا کہ اس قانون کو پارلیمنٹ میں لایا جائے' اس قانون پر criticism بہت ہے' اس قانون پر complications بہت ہو رہی ہیں' عوام میں ہو رہی ہیں' عورتوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے' عورتیں اس میں پھنس رہی ہیں جو کہ خود شکار ہیں وہ اسی قانون میں پھنسائی جا رہی ہیں تو اسی لئے فیصلہ کیا گیا کہ اس میں ترمیم ہونی چاہیئے۔ اس میں debate ہونی چاہیئے' اب ہم جب لائے تو debate سے بھی بھاگ گئے' ساتھ بیٹھنے' بات کرنے سے بھی بھاگ گئے ! sir یہاں پر کہتے ہیں کہ کمیٹی میں آ کر بات کریں۔ کمیٹی بنی وہاں سے بھی بھاگے' پارلیمنٹ میں تقریریں کیں' اور ووٹ خلاف نہیں دیا۔ نیشنل اسمبلی میں ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔ انہوں نے ووٹ خلاف نہیں دیا وہاں پر۔ تقریریں کیں walk out کیا' ووٹ خلاف نہیں دیا۔ یا دیتے ووٹ خلاف۔ کہتے نہیں ہیں یہ' کیوں نہیں ووٹ خلاف دیا صرف اپنی من مانی چاہتے ہیں' یہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ قوم کو گمراہ کیا جائے۔ ہم یہ قوم کو بتانا چاہتے ہیں کہ گمراہ ہم نہیں' گمراہ یہ کر رہے ہیں قوم کو' اور یہ ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین :بہت شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب! دوسرے نکات کل دوبارہ اٹھائیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : چونکہ انہوں نے مطالبہ کیاہے' اس لیے مجھے موقع دیجیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل موقع دیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کل موقع دیں گے۔ ابھی معزز اراکین سن لیں کہ کل بھی یہ debate جاری رہے گی کیونکہ ماشاء اللہ کافی ممبران باقی ہیں اور ہمارے پاس time بھی ہے تاہم اس کے طریقہ کار پر

Leader of the House and Leader of the Oppositiorn have agreed that rules regarding question hour and adjournment motions will be suspended for the tomorrow sitting, if that is the sense of the House, we will proceed with the debate on the Bill at hand in the morning, tomorrow.

اب ہاؤس کو adjourn کریں گے۔

Tomorrow, we will reconvene at 10.00 in the morning. Thank you very much. *Allah Hafiz*.

[The House was then adjourned to meet again at 10.00 in the morning on 23rd November, 2006]